

SEPTEMBER 2011

خواتین اور مرد شہزادوں کیسے اپنی مرضی کا لباس پہنیں

عید میلاد النبی

خواتین اور مرد شہزادوں کیسے اپنی مرضی کا لباس پہنیں

www.Paksociety.com

www.Paksociety.com



282 آپ کا باورچی خانہ صبا سحر

284 عید کے کپڑاؤں خالد جیلانی



288 نفسانی ازدواجی الجھنیں عدنان



290 بیوی بکس کے مشورے است اصیور



261 رنگ و سلیسہ شگفتہ جیاد

278 غزل گوئی غزل گوئی

275 تصویر نشاط



266 آپ کی بیاض سے خالد جیلانی

ستمبر 2011
جلد 39 نمبر 5
قیمت 50 روپے



76 جو کے ہیں سنگ دوست شیان

152 سنہری دھوپ کا موسم نایاب جیلانی



228 سفاک گز بشری سعید

114 پہلی اور آخری قسط آسیہ زہد



257 یوٹرن انیسہ سلیم

67 چودہ گلاب لڑا قاتل

110 توکل مائتہ الزہرہ

144 جب جان نظر آئے رابطہ تھار شیخ

60 سانس آس اور ترس ام شہناز



259 غسزل سند قاضی

259 غسزل شہزاد نیس

260 غسزل قہرمان

260 غسزل ظہور احمد

14 سیر

15 ادا

268 نادر خاتون



20 نالے کو رسا باندھنے والے انشا



264 میری ڈائری سے است اصیور



32 باتیں فاطمہ افتدی سے شاین رشید



22 عید آتی ہے ادارہ

28 ایمن طارق سے ملاقات شاین رشید



36 میرے خواب لوٹاؤ مجھ سے عبداللہ

ماہنامہ خواتین اور بچوں کی دنیا (Khatun aur Bachon ki Duniya) ایک ماہنامہ ہے جس کا مقصد خواتین اور بچوں کی زندگی کے مختلف پہلوؤں کو اجاگر کرنا ہے۔ اس میں خواتین کی تعلیم، روزگار، صحت، اور بچوں کی پرورش، تعلیم، اور تفریح کے بارے میں مضامین، کہانیاں، اور تصاویر شائع ہوتی ہیں۔ یہ ماہنامہ خواتین اور بچوں کی زندگی کے ہر پہلو کو گہرائی سے سمجھنے اور ان کی بہتری کے لیے کوشش کرتا ہے۔

جو فرم اور مذہب کے لوگوں کے کہ تیار ہو رہے ہیں جن میں وہ اپنے خاندان سے غرضی تعلق ہے لیکن مسلمانوں کے تیار ہونے کا افسانہ نہا کا ہے۔ ان میں عبودیت اور فکرو کے رنگ نمایاں ہو رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے احکامات کی پیروی اور ان کی مہربانیوں پر انحصار و فکرو۔

یہ اعتراض سنانے کا اندیشہ ہی تھا کہ یہ سب کچھ تو اس کے لیے ہی تھا۔
مستطرب نہیں ہے۔

خود اسبلا کر لے کر روٹھیں کاشمیر کے ساتھ ساتھ وہاں کے اندھیروں کو اس کے اپنے اندھیرے کی بھی پہچانتے

انہوں نے سندھ بار خلیفہ کے لیے تباہی کی کہ ان اہل سنت و جماعت کی قوم کی ہے گھر، بے سرو سامان، آواراؤں میں مبتلا، لوگ چلے گئے، آواراؤں میں، مان بڑھ کا باغہ تمام لیں، ان کے درد بابت میں، راہیں اپنی خوشیوں کی شریک کر لیں، یہ بھی جابر تھے۔

الذی تعالیٰ سے دعا ہے کہ یہ سب کے بے حقیقی توشیوں کا ایسا مقام لے کاٹے۔ دین محمد کے ہر گوشہ و گوشہ کا شرف ہو۔

ناتوا جب سے اگرچہ کہ کتاب ہے لیکن اچھا کتاب ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ان کا شعر قادیان کی مستند و معتبر
ہیں ہوتا ہے۔ ایک خوب فاضل کے بعد انہوں نے جو فرسے لیے ممکن ناول لکھا ہے۔ جو تاہم سیرت موحیوں ہونے
کی بنا پر شرافت و امانت نہ ہو سکا۔ یہ ناول ان شاء اللہ کتبہ و ماہ یعنی اکتوبر کے شمارے میں شائع ہو گا۔

اس ماحولیت عشاق کا بادل "عربی میں سنگ مہم و کا پہلا حد شامل شامت سے اس خط
کے بارے میں یہی کہ فریت عشاق نے صرف اپنا عیال و قوال کے لیے بلکہ تمام اس کی موت
کی دیگر تحریروں سے خود کو نکال کر رکھی یا بل کی۔

[illegible]

۱۔ اس کے روائے کا تاوانیست۔ پہلے ابوہریرہ سے منقول ہے۔ اس کے بعد اس کے روائے کے واسطے میں۔
 ۲۔ انیسویں حکیم و دعا کا نام امام حرم، ابوہریرہ سے منقول ہے اور اس کے واسطے میں،
 ۳۔ غلبت عبد اللہ بن ابی طالب سے منقول ہے۔ اس کے بعد اس کے روائے کے واسطے میں،
 ۴۔ معروف ہے کہ ابن عباس سے منقول ہے۔ اس کے بعد اس کے روائے کے واسطے میں،
 ۵۔ کہتے ہیں کہ اس سے منقول ہے۔ اس کے بعد اس کے روائے کے واسطے میں،
 ۶۔ فضائل ابوہریرہ سے منقول ہے۔ اس کے بعد اس کے روائے کے واسطے میں،
 ۷۔ جو کہ اس کے واسطے میں منقول ہے۔ اس کے بعد اس کے روائے کے واسطے میں،

۱۔ ایک زندگی گزارنے کے لیے ایک لائحہ عمل ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی قرآن پاک کی عملی
نسخ ہے قرآن اور حدیث دونوں استقام کی بنیاد ہیں اور یہ دونوں ایک دوسرے کے لیے لازم و ملزوم کی حیثیت
رہے۔ قرآن مجید وحی کا اصل ہے اور حدیث شریف ان کی تفسیر ہے۔

بلوچی امت مسلمہ اسلام پر مبنی ہے کہ حدیث کے بغیر اسلامی دھرم ناقص اور ادھوری ہے اس لیے ان دونوں کو
دین میں قوت اور دلیل قرار دیا جائے۔ اسلام اور قرآن کو سمجھنے کے لیے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث کا مطالعہ
کرنا اور ان کو سمجھنا بہت ضروری ہے۔

کتاب احادیث میں صحاح ستہ یعنی صحیح بخاری، صحیح مسلم، سنن ابوداؤد، سنن نسائی، جامع ترمذی اور موطا امام مالک اور مقام حاصل ہے، وہ کسی سے مخفی نہیں۔
ہم ہوا جلد سے شائع کر رہے ہیں۔ ہم نے ان ہی چند مسند کتبوں سے لی ہیں۔

میں نے اللہ کی رضا کے علاوہ اس سلسلے میں مصیبت کو کام اور نیکان میں کے بقیہ امور و احوالات

إِذَا وَجِدَ الْعَمَلُ الْوَعْدَ

بیانتر ہے۔ اچھے طریقے سے ادائیگی کا مطلب یہ ہے کہ بروقت ادائیگی کی جائے۔

جیسی چیزیں ہو جس سے ہنر دار اگرنا بھی حسن اخلاق
میں شامل ہے لیکن اگر یہ پکے سے ملے ہو اور قرض
خواہ اس کا مطالبہ کرے تو یہ سوجھ بوجھ بڑھ جائے۔

قرضی لو اکر تے وقت قرض خزانہ کو دے انیس دینا اور
اس کا شکریہ ادا کرنا بھی اچھے طریقے سے ادا کی گئی میں
شامل ہے۔

قرض خواہ کو (مخت پات کہنے کا حق ہے)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ انہوں نے فرمایا ایک آدمی نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے قرض واپس ملنے آیا کسی اور مالی حق کا مطالبہ کرنے آیا اس نے کچھ (نامناسب) لفظ کہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے صحابہ رضی اللہ عنہم نے اس کی تادیب کا ارادہ کیا تو رسول اللہ صلی

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

”تم میں سے لڑیاں بہتر لوگ ہیں جو اس کے طریقے سے ادا کرتے ہیں۔“

حضرت عبداللہ بن ابوریحہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے غزوہ حنین کے موقع پر تمیں ہزار یا چالیس ہزار قرض لیا۔ جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم (غزوہ سے واپس) شریف لائے تو انیس قرض ادا کر دیا پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

”لقد تمہرے گھریلو میں اور تمہرے دل میں برکت
 عطا فرمائے اوجھار کا بدلہ (قرض کی) کٹاواگسی اور شکریہ
 دے کر تاج پہن کر“

فوائد و مسائل : ضرورت کے وقت قرض لینا

اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔
 "وَكُلُّ جَائِزٍ قَرْضٍ دَائِلٍ كَوْنُهُ مَعْتَقًا (معتقوں کی طرح)
 اختیار ہو جائے۔ جب تکسہ دار اس سے گروہ نہ ہو۔"
 حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔
 ہے انہوں نے فرمایا ایک شخص (عرب) نبی صلی اللہ علیہ وسلم
 سے اپنے کسی قرض کا قلمنا کرنے آیا جو آپ کے
 نے تھا۔ اس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے
 سخت لہجہ میں بات کی، حتیٰ کہ یہاں تک کہہ دیا۔ اگر
 آپ لو! انہیں گروہ کے توں آپ کے ساتھ سخت
 ردیہ اختیار کر دیاں گا۔

تو کہ تمہارے پاس کچھ نہیں ہے تو ہمیں قرض
دے دو ہماری کچھ نہیں آئیں گی تو ہم تمہارا قرض ادا کر
دیں گے۔
انہوں نے کہا۔

اس نے کہا۔ ”آپ نے مجھے پورا حق دے دیا اللہ
آپ کو پورا دستور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
فرمایا۔“

فوائد مسائل = قرض خواہ کو خفی کا حق حاصل ہے، لیکن اصل میں ہے کہ قرض کر کے اس کی جگہ پر

جہاں کے غلام ہوئے، کا جواب ملتی ہے نہ دیا
ہوئے بلکہ پرہیزگاری کی بات ہے

قرض (کی عدم عدالت کی وجہ سے قید کرنا
اور ساتھ رہنا)

”اور ایسی کی حفاظت رکھنے والا مال منقول کرے تو اس کی بے غرضی کہتا اور اسے عزرا یا تاجا کہہ جاتا ہے۔“
(امام ابن ماجہ رحمۃ اللہ کے مستدرک علی بن عمر غنائی رحمۃ اللہ نے فرمایا۔)

اگر مقبوض وقت پر قرض ادا نہ کرے تو اس سے خلاف حکم الہی یا قاضی سے شکایت کی جائے گی۔
حاکم اور قاضی کا قرض ہے کہ حق دار کو اس کا حق دلا جائے۔

جن جن جرائم میں حد نہیں ان میں مجرم کو تعزیر کے
مطابق پراپیڈ کی سزا دی جاسکتی ہے۔

مقبوض

” (یہ جہاں جانے) اس کے ساتھ رہو۔ یہ جہاں جانے کے لئے
اللہ علیہ وسلم شام کے وقت میری طرف سے گئے تو
” اے“ میں نے کہا کہ جہاں اس کے ساتھ ہیں وہاں جانے

صلی اللہ علیہ وسلم باہر نکل کر ان کے پاس
 پہنچے اور حضرت کعب رضی اللہ عنہ کو آواز
 دیا کہ تم لوگ آؤ۔

۱۱۱

اس کی بات پر جھگڑا ہو جائے تو سب کو
 اس کی بات پر غصہ ہو جائے جس کو جھگڑنے
 کی قسم کی غیبات حاصل ہو۔ اس کی بات
 سب کو اس کے لیے ضروری ہے۔ جھگڑا ختم

قرض وینا

”مجھے شکوا ملے، تک ایک ہزار اور ہم قرض دے دیں
انہوں نے کہا۔

ملفوظ رحمت اللہ علیہ کہل "کیا یاقب اکبر نے محمد
سید قوسلوک کیا اس کی کیا وجہ؟"

”جو مسلمان دوسرے مسلمان کو دیوارہ قرض دیتا ہے وہ ایک بار اتنا صدقہ کرنے کے برابر ہو جاتا ہے۔“
علامہ رحمۃ اللہ نے فرمایا مجھے حضرت عبداللہ بن حذیر رضی اللہ عنہ نے (واقف) اسی طرح حدیث

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

”معاذ اللہ! رات میں نے جنت کے دروازے پر لکھا ہوا دیکھا۔ صدمے کا ثواب دس گنا ہے اور قرض کا ثواب گناہ میں نے کہا۔“

”اے جبریل! کیا وجہ ہے کہ قرض صدقے سے بھی زیادہ فضیلت کا حامل ہے؟“ انہوں نے کہا اس لیے کہ مسائل (بعض اوقات) سوال کرتا ہے حالانکہ اس کے پاس (اس کی ضرورت کا مال) موجود ہوتا ہے جبکہ قرض لینے والا ضرورت (اور مجبوری) کی حالت میں قرض لیتا ہے (کیونکہ قرض کی واپسی تو ضروری ہے اس لیے مجبوری کے تحت ہی لیا جاتا ہے)۔

حضرت یحییٰ بن زبوا رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ”انہوں نے فرمایا میں نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے پوچھا۔

ایک آدمی اپنے بھائی کو مال بطور قرض دیتا ہے پھر وہ (مقبوض) اسے کچھ تمغہ دے دیتا ہے (کیا یہ مناسب ہے؟)

انہوں نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ ”تم میں سے کوئی شخص جب (کسی کو) قرض دے (پھر مقبوض) اسے تحفہ دے یا سواری کے لیے جانور پیش کرے تو (قرض خواہ کو چاہے کہ کچھ اس پر سواری نہ کرے اور نہ وہ تحفہ قبول کرے) سوائے اس کے کہ لڑائیوں میں پہلے سے (مکھے) تحائف کا یہ سلسلہ جاری ہو۔“

فوت شدہ کی طرف سے قرض کی ادائیگی

حضرت سعد بن ابی ہاشم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ان کا بھائی فوت ہو گیا اس نے تین سو درہم (حرک) چھوڑا اور میں نے بھی چھوڑے۔ میں نے چاہا کہ یہ مال اس کے بیوی بچوں پر خرچ ہوں۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

”تمہارا بھائی اپنے قرض کی وجہ سے قید ہے اس لیے اس کا قرض ادا کرو۔“

حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے کہا۔

اے اللہ کے رسول! میں نے اس کا (سارا) قرض ادا کر دیا ہے سو اے دونوں ہمارے۔ ایک عورت ان کا دعوہ کرتی ہے لیکن اس کے پاس کوئی ثبوت (گواہی وغیرہ) نہیں۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

”اسے دے دو تو سچی ہے۔“

فوائد و مسائل : بیوی بچوں پر خرچ کرنے کا مطلب یہ ہے کہ مال ان کے حوالے کر دیا جائے یا اس سے ان کی ضروریات پوری کی جائیں کیونکہ مرنے والے کے ترکے میں سے بیوی کا حصہ مقرر ہے جو مالی بچے بچوں کا ہے۔

وراثت میں بعض افراد کا حصہ مقرر ہے۔ انہیں حصہ دینے کے بعد بقیہ مال قریبی رشتہ داروں کو ملتا ہے۔ انہیں ”حصب“ کہتے ہیں۔ حصب افراد میں بیٹا، بھائی، مقدمہ ہے۔

ترکے کی تقسیم قرض کی ادائیگی کے بعد ہوتی ہے۔

عورت کا یہ دعوہ تھا کہ مرنے والے کے ذمے اس کے دو تار تھے۔ حضرت سعد بن ابی ہاشم رضی اللہ عنہ

اپنے اہل بیت کے لیے گواہی طلب کرتے تھے حضرت کے پاس گواہی نہ تھی اس قسم کی شکایت سے چپے کے لیے حکم دیا گیا ہے کہ قرض کا ثبوت میں تحریر میں لانا چاہیے اور گواہ بھی مقرر کیے جائیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو وحی کے ذریعے سے معلوم ہو گیا کہ عورت کا دعوہ درست ہے اس لیے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے دو تار دلا دیے۔

قرض ادا نہ ہونے کی صورت میں فوت ہونے

والے کو اللہ کے ہاں قید کیا جاتا ہے لیکن یہ قید صرف جنت میں داخلے سے رکاوٹ ہے اس کی وجہ سے وہ جہنم کا محقق نہیں بن جاتا۔ اللہ اعلم

حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ابن کے والد حضرت عبد اللہ بن حزام انصاری

رضی اللہ عنہ فوت ہوئے تو ان کے ذمے ایک یہودی کا تیس وسق غنہ قرض تھا۔

حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ نے اس سے

مصلحت مانگی تو اس نے مصلحت دینے سے انکار کر دیا تو

حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے گزارش کی کہ یہودی سے ان کی سفارش کر دے۔

فرمایا۔

چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تشریف لے جا کر یہودی سے بات چیت کی (اور یہودی جس کی)

کہ ان پر جو قرض ہے اس کے بدلے وہ ان کی

مجبوریوں کا سامنا نہیں کرے گا تو اس (یہودی) نے

یہ بات سننے سے اتفاق کر دیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ کو مصلحت دینے کو

گواہی دی اس سے بھی انکار کر دیا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجبوریوں کے بدلے میں

تشریف لے گئے اور دو رشتوں کے درمیان چلے پھر

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے فرمایا۔

”پھل اناؤ اور اس کا حق پورا کر دو۔“

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے تشریف لے

جانے کے بعد انہوں نے پھل اناؤ کر تیس وسق

مجبوری میں اپنی (یہودی) کو دے دیں اور یاہ وسق

مجبوری میں لے گئیں۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ اس واقعہ کی خبر دینے کے

لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر

ہوئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم مرحمت فرمادیں تھے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے تو جابر

رضی اللہ عنہ نے حاضر خدمت ہو کر اطلاع دی کہ

انہوں نے اس (یہودی) کو پوری ادائیگی کر دی ہے اور

جو مقدار ان کی گئی وہ بھی اتنی چنانچہ رسول اللہ صلی

اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

”عمر بن خطاب کو بھی یہ بات بتاؤ۔“

حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے حضرت عمر رضی اللہ

عنہ کے پاس جا کر انہیں یہ بات بتائی تو حضرت عمر رضی

اللہ عنہ نے ان سے فرمایا۔

”جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس (بارغ)

میں چل رہے تھے تو مجھے اسی وقت یقین ہو گیا تھا کہ

اللہ تعالیٰ اس چل میں ضرور برکت عطا فرمائے گا۔“

فوائد و مسائل : حضرت جابر رضی اللہ عنہ کے

والد غزوہ احد میں شہید ہوئے تھے حضرت جابر رضی

اللہ عنہ کے والد پر اور بھی سب سے لوگوں کا قرض تھا

ان کے بارے میں دو سری احادیث میں ذکر کیا گیا ہے۔

یہ یہودی ان قرض خواہوں میں سے ایک تھا۔

اس یہودی کے سوا دوسرے قرض خواہوں کو

ادائیگی کرتے وقت خود نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے باپ

کو ہر ایک کو اس کا قرض ادا کیا تھا۔

کہانے کے بیچوں میں یہ برکت رسول اللہ صلی

اللہ علیہ وسلم کا مجھ سے خوشخبر و موافقہ ظاہر ہوا۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا ایمان لانا زیادہ تھا کہ

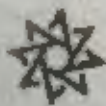
انہیں مجھ سے ظاہر ہونے سے پہلے ہی یقین ہو گیا کہ یہ

واقعہ یوں پیش آئے گا۔ اس سے حضرت عمر رضی اللہ عنہ

کی عقلیت اور شان کا اظہار ہوتا ہے۔ ”وسق“

ساتھ صاع کے برابر ہوتا ہے جس کی کل مقدار

ہمارے ہاں کے اعتبار سے تقریباً چار من بنتی ہے۔



نگارے کو سنا باندھنے والے

الشامی

جاتی ہے۔ سرحال آئندہ کے لیے محفوظ رکھا جائے گا۔ ہمیں بالی فقط اتنا چاہیے کہ خودی نہیں۔ اٹا نہیں کہ ہمیں کیا جائے۔

ہمارے ایک دوست کا کہنا ہے کہ غلط فہمی خود ہمیں ہوئی ہے۔ پانی کی اس ریل پیل سے جو ہمارے بعد کراچی میں ہوئی۔ عقلی صاحب کا کچھ تعلق نہیں۔ عظیم تر کراچی کے لیے پانی کا عظیم تر منصوبہ تو ابھی تک ان کی کمرے میں سوکھا رہا ہے۔ یہ کارگزاری کتنے یا کارستانی کارکنان قضاوت کی ہے۔ ان بزرگوں سے پوچھا گیا تو انہوں نے حکمہ موسیٰات پر بات دہرائی کہ ہم تو جو کچھ کرتے ہیں ان کی پوش گوئی سن کر کرتے ہیں۔ اس سے سرمایہ خراف کی ہمیں عقل نہیں۔ کس قدر غلطی۔

اسے والے اپنا تصور صرف اس حد تک چاہے۔ ہم نے اب کرم کا ریل فضا ابن النسا کے گھر پر رکھنے کی استدعا کی تھی۔ یہ کہہ کر یہی بیحد ہمت کرنا کہ ہم اور محرم کے دلوں میں بھی پانی کے سہا پہلے جس تک کرتا تھا۔ ہائی قلوب جسٹس اس کے مسائل میں رہنے کی وجہ سے رہی تھی۔ یہی سمجھنا کہ کسی انجام ہو گا ہے۔ جیسے کا پانی کے گھر میں نے اقرار کیا کہ بے شک ہم چاہتے ہیں کہ ہائی کی پوری ہوئے کی کوئی سبیل نظر آئے۔ لیکن یہ ملتا ہمارے بھی نہ تھی کہ اس سبیل کی نوٹی ہوئی کھول کر اس وقت لے کر تریا دیا جائے۔ معلوم ہوتا ہے ہمارے دعا کا پنا غلط ہو گیا اور یہ عالم بالا پر اس شاعر کو موصول ہوئی جس نے لکھا تھا۔

روئے پہ پاندھ لے جو مری چشم تر کر
کیسی نہیں فلک پہ ہو پانی کر کر

بے شک ہم نے کچھ دلوں اخبار میں پڑھا تھا کہ وزیر خزانہ عقلی صاحب نے عظیم تر کراچی کو پانی کی بہم رسانی کے منصوبے کے لیے ہر ممکن مدد دینے کا وعدہ کیا ہے۔ لیکن ہمیں یہ گمان نہ تھا کہ اس منصوبے پر اتنی جلدی عمل ہو گا اور ہماری انگریز سوانہی کا انتظار بھی نہ کیا جائے۔ عقلی صاحب کا بیان پڑھنے کے بعد ہم کی دلن کپڑے ہمارے نوٹی کھولنے تل کے نیچے بیٹھے رہے۔ آخر یابوس ہو کر چل دیے کہ اچھا بھو روم میں نہ لائیں گے۔ آہٹائے پاسورس میں ڈھکی لگا لیں گے۔ ہمارے جانے کی دیر تھی کہ پانی کھل گیا اور ایسا آسمان کا چہرہ بھاڑ کر کھلا کہ لوگوں کے گھروں میں ایک جمل غلے تو ضرور سوکھے رہے۔ پانی ہر جگہ جمل تھل ہو گیا۔ ہم یہ خبر پاتے ہی بھاگے بھاگے کراچی واپس آئے اور جلدی سے تل کھول پائٹی آگے کی۔

اس میں سے ایک سرو تو کھلی ایک مصرع نکلا۔ جو کسی کے کام نہ آئے۔ ایک مشت غبار ہوں

اصل میں تصور ہمارا ہے۔ ہم پانی کے لیے کام پر کام تو لکھتے رہے۔ لیکن یہ وضاحت کرنا بھول گئے کہ ہم پانی گلوں کے راستے چاہتے ہیں۔ براہ راست نہیں۔ کیونکہ ہم کوئی گوالے تھوڑا ہی ہیں۔ ہند پانی کے جانور ہیں۔ ہمارا خیال تھا کہ وہی اسے والوں کے عظیم تر کراچی کے لیے پانی کی بہم رسانی کا منصوبہ عقلی صاحب کو پیش کرتے ہوئے یہ بات صاف کر دی ہوگی۔ کیونکہ عقلی صاحب کراچی میں نہیں رہتے۔ والوں رمو کو کیا بائیں کہ ہمیں پانی کی اتنی ضرورت ہے کہ کس طور ضرورت ہے۔ خیر سدا ہے۔ غلط فہمی ہوئی

چند ماہ اور صر کی بات ہے کہ لاہور میں متعدد سالوں میں ہندوں پر سنا لوگوں کے سوکھے دھاتوں پر پانی رانا تو ہر کسی نے یہ جانتے کی کو شش کی کہ وہیے تو شش آسمان کہ من و انعم۔ لیکن یہ بارش ہندے سے برسوا کی ہے۔ یہ ہی گناہ گار نے اللہ میاں کو اشارہ کیا تھا کہ میں اسے اجازت ہے۔ ہمارے دوست میاں منظور حسین نے طبعی انکسار کی بنا پر اپنا نام توڑ لیا تھا۔ یہ ہی رونا ہے اور ہمارے دوست ناصر کا شش کی ہستی میں ڈال دی کہ انہوں نے ایک غلط فہمی میں وہ جھپٹے کیلے ہن پر

ان سے گواہی لاؤ۔ ہمارے دلوں کو لڑ تھمڑ کر آتے ہی بنی۔ انی تعجب ہے۔ ہم نے بخاری صاحب سے پوچھا کہ کیا ان کی شش میں بھی دھن کے خداوند آپ ہیں۔ ہمارے بھی تکی سینوں اور تکیو بادلوں کی کی نہیں۔ ایک کپ کی کو کپڑے۔ نیل ویزن کا منوڈیو تو ابھی نہیں تھا۔ لیکن جیسے تو لڑ گئے ہیں۔ ایک جیسے پر اسے چڑھا کر حکم دیتے کہ لہار گا۔ مجھے معقول پیے دیں گے۔ لیکن پہلے جھڑی تکی لے ورنہ بھیک جائے گا۔

کیا عجیب بخاری صاحب سے ہماری یہ فیکش ریڈیو کے فریائی پروگرام کو بھیج دی ہو۔ جو اب تک ان کی بات مانتے ہیں کہ تکر انگریز میں جھڑت آئے جولا کی کو ہم سے بارش کی تباہی کا سن کر فکر مندی سے ریڈیو کھولا تو یہاں کیا رہے۔ ون کی خبریں ہو رہی تھیں۔ معلوم ہوا قیامت بچا ہے جو کسی خبریں ختم ہو میں۔ پسلا دیکار کی شالی دیا۔

جھوم جھوم کر رہو پائل جھوم جھوم کر رہو۔

خیر ہمیں شاعری اور نغمے کی تاثیر سے انکار نہیں اور یہ بھی تسلیم کہ ہمارے ہاں ایسے باکمال شاعر اور نغمہ سرا کمزورے ہیں کہ گیدوں کو چوں میں صدا لگاتے بھرتے ہیں۔ بارش برسا لو بارش۔ آپ کو اپنے لان میں پانی دتا ہے تو آواز دی کہ "میاں ذرا گندہ لڑی



بارش چاہیے۔ کہتے پیے نوگے؟ معاملہ پاتا تو اس نے فوراً "برساتی آؤندہ کلن بر بائدہ رکھ کر ایک کتن انگلی۔ آؤندہ لڑا بارش برس چکی تو خود بخود خوب لکھ گئی۔ پرانے دنائے میں ایک بات یہ اچھی تھی کہ بارش زیادہ ہو جائے جیسی کراچی میں ہونے لگی ہے تو نالے کو رہا باندھنے والے بھی مل جاتے تھے اب کسی ناصر کا شش یا بڑے بارش تل خال سے کہتے تو کہ میاں لڑو اور تل نالے کو رہا باندھ اور روک۔ جھونپڑیاں بھی چار دی ہیں۔ آج کل یہ فن شریف تبدیل ہو گیا ہے۔ جس طرح آتش بازی پر پابندی لگنے کے بعد سے دھپک راگ کالے والے اھونڈے سے نہیں ملتے۔

میرے شوہر کا نام

تو صیف احمد اور یاسمین کا ایک چٹا ملا اور دو بیٹیاں، سارہ اور اریہ ہیں۔ یاسمین کی مستقل بزمی اور بزمیاتی سے تنگ آکر تو صیف احمد نے اپنے چڑے بھائی کی سالی خالدہ سے دوسری شادی کر لی۔ یاسمین اس پر اپنے جینہ بھائی سے بھی شادی ہے۔ اریہ ماں سے قریب ہے جب کہ سارہ اپنے باپ سے محبت کرتی ہے۔ اریہ کی مٹھی اس کے تیار ڈاڈا اچال راوی سے ہو چکی ہے جو اعلیٰ تعلیم کے لیے امریکا گیا ہوا ہے۔ یاسمین اریہ کو باپ اور دو بھائی رہتے داروں کے خلاف بزمیاتی رہتی ہے۔ اریہ کو جب باپ کی دوسری شادی کا پتا چلا تو وہ اپنے مایا اور تانی سے بھی بدشمن ہو گئی اور اس نے اچال سے مٹھی توڑ دی۔ اچال تعلیم مکمل کر کے واپس آیا تو اسے مٹھی ٹوٹنے کا پتا چلا۔ وہ اریہ سے محبت کرتا ہے اور یہ رشتہ ختم نہیں کرنا چاہتا۔

دوسری قسط



"بھائی کو تو آگے دیا اگر تمہیں اور بلال کو بھوک لگی ہے تو تم دونوں کھاؤ۔" ساجدہ بیگم نے اس انداز سے کہا جیسے انہیں کچھ نہیں ہے۔
 "اوہ اوہ! میں اور بلال بھوک برداشت کر سکتے ہیں۔ میں تو آپ کی وجہ سے کہہ رہی ہوں رازنی بھائی کے انتظار میں مت بیٹھا کریں۔" شائے کسا تو وہ کہہ رہی تھیں۔
 "کیا کہیں اس کے بغیر نہیں کھایا جاتا۔"
 "اتنے برسوں سے ان کے بغیر ہی کھا رہے تھے ناں ہم لوگ۔ چند دنوں میں آپ نے اپنی روٹیں خراب کر لی ہیں۔"
 "شاء! ساجدہ بیگم نے بیچیری انداز میں اسے گھورا تو وہ منہ بھلا کر جانے لگی۔ تب ہی رازنی کی گاڑی کا بارن سنا دیا تھا۔

"لو! میا رازنی۔ جاؤ لگاؤ کھانا۔ بلال کو بھی بلاؤ۔" ساجدہ بیگم نے کسا تو وہ بلال کو پکارتی ہوئی چلی گئی۔ چند لمحوں بعد رازنی اندر آ گیا۔
 "اسلام علیکم۔"
 "وعلیکم السلام بہت دیر کر دیتے ہو۔ جاؤ آپ جلدی سے کپڑے بدل کر کو۔" شائے کسا لگا رہی ہے۔ "ساجدہ بیگم کہتے ہوئے اٹھ کھڑی ہو گئی۔
 "جی آپ چلیں میں آ رہا ہوں۔" وہ کہہ کر تیزی سے اپنے کمرے میں چلا گیا۔ ساجدہ بیگم ڈانٹتے ہوئے دم میں آ گئیں۔ بلال سالن کی فرش میں جھجھکا کر شائع سے پوچھ رہا تھا۔

"یہ تمہیں کیا پایا ہے؟"
 "مغرب۔" شائے کسا نے بولی تھی۔
 "کس کا؟" بلال نے اس کا تپنا محسوس کر کے مزید پیچھے ہٹنے کی غرض سے پوچھا تھا۔
 "اپنا۔" شائع سے جواب کیا تھا۔
 "میں بھی یہی سمجھ رہا تھا بس تمہیں تصدیق کروانا چاہ رہا تھا۔" بلال نے انتہائی مصوم شکل بنا کر کہا۔ ساجدہ بیگم تصدرا خاموش رہیں۔
 "دیکھ رہی ہیں اسی آپ اسے؟" شائع نے شکایت کیا۔ جواب میں بلال کچھ کہنا چاہتا تھا کہ رازنی کے کہنے پر شرارت سے مسکرا کر دیا تھا۔
 "لو بیٹا! ساجدہ بیگم نے سالن کی فرش اٹھا کر رازنی کے آگے رکھ دی تو اس نے سالن کی فرش پر سالن نکالا پھر اپنی بیٹھک میں نکال کر فرش کی طرف بڑھا دی۔
 "بھائی! ہمارے خاموشی والے آپ سے ناراض بیٹھے ہیں۔" شائع نے شائع سے بولنے لگا تو رازنی حیران ہوا۔

"مجھ سے کیوں؟"
 "ظاہر ہے سب آپ سے ملنا چاہتے ہیں۔ آپ کی باقاعدہ دعوت کرنا چاہتے ہیں اور آپ ہیں کہ آتے ہی مصروف ہو گئے۔ پرسوں شمالی جان شکایت کر رہی تھیں۔ میں نے ان سے کہا۔
 "شاء نے آخر میں ساجدہ بیگم کی طرف دیکھا لیکن اس نے کوئی جواب نہیں دی۔
 "کام زیادہ ضروری ہے۔ دو تھوڑے وقت میں ملنا ملنا تو چلتا ہی رہے گا۔" وہ سہولت سے کہہ کر کھانے میں مصروف ہو گیا پھر اچانک جب نے کیا خیال آیا شائع کو کہ کپڑے بدلنے۔

"تم کچھ باری ہو۔"
 "میں نے اس کا جواب نہیں دیا۔" شائع نے بولی تھی۔
 "سارے ملاقات ہوتی ہے؟" رازنی کا ان کا سوال تھا۔ ساجدہ بیگم نے کہہ دیا۔
 "جی۔ لیکن اب وہ پہلے کی طرح نہیں ملتی۔ بہت روٹا ہوئی ہے۔ صاف لگتا ہے جیسے بات ہی نہیں کرنا چاہتی ہے۔"
 "شاء کچھ زیادہ بولنے لگی تھی کہ ساجدہ بیگم نے کہنی مار کر اسے خاموشی کر دیا پھر کن انہیوں سے رازنی کو کھانا۔
 اس کے چہرے پر سوچنے کی پیمائیاں لہرا رہی تھیں۔

"ساجدہ بیگم کی بیٹی تھی لیکن ان کی دل چاہت کوئی غلطی اس میں نہیں آئی تھی۔ ساجدہ بیگم ہنسی منکسر انداز میں کہتی تھیں۔
 "میں نے اسے بہت سی باتیں کہی تھیں۔ لیکن اس کے اندر بہت بڑا دل تھا۔ یہ تو ساجدہ بیگم کا رعب تھا جو اسے اپنے آپ کو بہت بڑا سمجھتا تھا۔ اس کے اندر بڑی بغاوت تھی۔ بہر حال جب سے اس نے ساجدہ بیگم کی انگوٹھی دیکھی کہ اس کی بیٹی تھی تب سے وہ صرف اس سے ہی نہیں اس کے پورے گھر سے غار کھانے لگی تھی اور اس نے چاہا تو یہ تھا کہ اس بات کو باقاعدہ سارے میں نشر کر دیا جائے۔ لیکن یہاں ساجدہ بیگم نے بہت سختی برتی تھی اور یہ لگا تھا کہ رازنی کے آنے کے بعد حالات تبدیل ہوئے کوئی فیصلہ ہو گا۔ یعنی اگر رازنی نے بھی اس رشتے سے انکار کر دیا تو اس کی مسئلہ نہیں ہو گا اور اب تو مسئلہ ہی مسئلہ تھا۔

"رازنی کی اس حرکت سے ناراض ضرور تھا لیکن اس نے تا تو لینے کے حق میں نہیں تھا۔ اس لیے اس نے ساجدہ بیگم کو تو صاف احمد سے بات کرنے سے روک دیا تھا۔ پھر جس طرح وہ برسوں میں معمول ہو گیا تھا۔ اس سے شائع کو بھی بولی تھی۔ وہ یہ سوچتی کہ اس کی وجہ سے بھائی اس سے بلکہ پورے خاندان سے دور ہو گیا ہے۔ گو کہ یہ سوچنے میں وہ کسی حد تک حق بجانب بھی تھی لیکن اس کے ساتھ ہی یہ خود غرض بھی ہو گئی تھی۔ یعنی اسے یہ احساس نہیں تھا کہ رازنی کے دل پر کیا بیت رہی ہے۔ وہ بس یہ چاہتی تھی کہ رازنی فوراً اس پر یہ محبت دل سے نکال دے۔

"اس پر کئی ایسی حیرتوں تھیں جس کے لیے جوگ لیا جائے۔ میں رازنی بھائی کے لیے اس سے اچھی لڑی لادیں گی۔" اس وقت وہ اپنی ماموں زاد کزن کے سامنے اچانک بھٹ پڑی تھی۔
 "ارے کیا تمہاری لڑائی ہو گئی ہے اس سے؟" سنیل اس کے مزاح سے واقف تھی۔
 "جی نہیں۔ میں یہ لڑائی اس سے۔ ایسے لوگوں کو تو میں منہ ہی نہیں لگاتی۔"
 "بیٹی بات سنو۔ تمہاری بھائی بہن سوالی ہے اور وہ بھی بڑی۔" سنیل نے نوک کر کہا تو اب وہ کچھ رازداری سے بولی تھی۔

"میں سنیل آئی لہذا بات ختم ہو گئی۔ میرا مطلب ہے منگنی ٹوٹ گئی۔"
 "اگر آپ؟" سنیل شائد نہیں بولی تھی بلکہ شاید اس کی دل مراد تھی۔ البتہ حیران ضرور ہوئی۔
 "بہت حیران ہوئے۔" شائع نے بولی۔ "اچھا ہوا سنیل آئی لہذا میرے شائع سے ہند نہیں تھی۔"
 "لیکن وہ وہ تو ایک دوسرے کو پسند کرتے تھے۔" سنیل نے کچھ سوچتے ہوئے بولی تھی۔
 "کہتے تھے اب تو ایک دوسرے کو کھانا بھی نہیں چاہتے۔ خیر پھر تو میں یہ بتائیں آپ ہمارے گھر کب آ رہی ہیں؟" شائع نے سر جھٹک کر سنیل کا ہاتھ تھام لیا اور نکاٹ کا مظاہرہ کرتے ہوئے بولی۔

کیا اس بھاکر بچنے لگا۔

"تم انہی کو دیکھو؟" انہوں نے انہماک سے سر ہلادیا۔

"خالد ڈاکٹر ماری تو نہیں ہے۔" وہ اور تارک اور بھی سوئی ہاں کو خالہ کہتی تھی۔

"نہیں۔" "بھوک کا ایک" "نہیں" بے انتہا بھوری لیے ہوئے تھا۔ وہ خاموش ہو کر اس کا چہرہ دیکھنے لگا۔ کدنی

رنگت سولہ لگی تھی۔ آٹھوں میں زندگی کی کوئی بات نہیں تھی۔ اس کا دل ٹوٹنے لگا۔ تب ہی جوتی دردانہ زور

دار کو آواز کے ساتھ کھلا اور تباہیوں سے پکار کر ماری کی ماری۔

"چاچی۔ چاچی! اس نے تم کو سو گز دیکھا۔ وہ ہاتھوں میں غائب" کھیر کا پیالہ لیے ہوئی تھی۔ یکدم انجان

بن گئی۔

"میں لوٹک آیا؟"

"جی ہاں۔ اس نے بے نیازی سے جھوٹ بولا تو تباہی اچھل پڑی۔

"جسٹ ٹائیس کارمات میں سے خورجے ہائے سے اترتے تو کھاتھا۔"

"اچھا! وہ تصدا" ہاتھوں میں نے سٹینا کھیر کا پیالہ آگے بڑھا دیا۔

"یہ کیا ہے؟"

"کھیر" یا اس کے لیے بنائی تھی پر اس نے کھائی نہیں۔ سوچا تو کھالے گا اس لیے لے آئی۔" تباہی نے جلدی

جلدی بتاتے ہوئے پیالہ اسے سماتا ہوا لیکن وہ پیچھے ہٹ گیا۔

"یہی مہمانی۔ میں بھی کھیر نہیں کھاتا۔"

"تو یہ تو یہ۔" شمر میں وہ کر تو لگا جھوٹا ہو گیا۔ کھیر میں کھاتا۔ کھیل بار جب آیا تھا تو فریشتیں کر کے پکوائی

تھی۔ لے مانج باؤ کو کھلے اور خیر و اچھے سے ذرا سی بھی چکھائی تو۔" تباہی نے پیالہ تارک کے ہاتھوں میں تھمایا اور

جس تیزی سے کئی تھی اسی تیزی سے واپس چلی گئی۔

"ارے سنو تو۔" وہ اس کی تاراشی سوچ کر ہی پریشان ہو گیا تھا۔

اور یہ اپنا چوڑی بکس کھولے بیٹھی تھی۔ جس میں ایک لاکٹ ٹائیس دو تین انگوٹھیاں اور دو تو تھیں

اور وہ ان کی حالت کا اندازہ کر رہی تھی۔ سارے بار بار کن انگوٹھوں سے اسے دیکھ رہی تھی۔ آخر اس نے دھڑکائی سیاتو

پوچھ لیا۔

"کسی شادی میں جارہی ہو کیا؟"

"نہیں۔" "اور یہ اپنے حساب کتاب کے درمیان دو لب یا تھا۔

"پھر یہ چوڑی ہے؟" سارے لب براہ راست اسے دیکھنے لگی تھی۔

"وہ کہہ رہی ہوں" کتنے میں بے گئی۔" وہ لاکٹ ٹائیس پر اچھالنے سے ڈرتی۔

"کیا! سارہ اچھی تھی۔" یہ تو بہت آئی ہے کیا؟ میرا مطلب ہے ایسے تو حالات نہیں۔ کہاں پہنچا جاتی ہو؟"

"مجھے ہانچ خریدنی ہے۔" وہ اطمینان سے بولی تھی۔ سارے لبی میں مسکائی۔

"ہانچ ہانچ تم کوئی پھرتی کی تو نہیں ہو؟" اس نے خندیں کھینچی۔

"یہ تو میں بھی جانتا جانتی ہوں کہ میں کبھی نہیں ہوں۔" وہ ہنوز اطمینان سے تھی۔

"تو اس کا بیوت تمہارے چلا کر نہ جاتا جی ہو کیا بات ہے تمہاری۔ اس کا مطلب ہے مجھے بھی خود کو برا ثابت

کرتے۔ لے لیے کچھ ہٹ کچھ کرنا پڑے گا۔" سارہ نے اسے اڑانے لگی۔ اس نے کہا تو کس نہیں لیا۔ ٹوہ پچھ کر

چوڑی اس میں رکھنے لگی۔

"کیا راز اس کی تم۔؟" سارہ پریشان ہو گئی تو وہ اسے دیکھ کر مسکرائی۔

"سارہ! ماری اہل باغی ہو جائے گا پھر ہی کی نہیں سکتا۔" کئی لی نہیں رہا اور اس کا نام ہے میرے ساتھ بھی کچھ

ایسا ہی معاملہ ہے۔ تم اپنا خواہنا پناہل مت بنا دیا کرو۔" وہ ایک بڑا بڑا کھوکھرا۔" وہ ہاتھ دلائی ہوئی باہر نکل آئی۔

اسے اس اقدام پر وہ مطمئن تھی۔ ایک لمبے لمبے خیال میں آیا کہ وہ کیا کرنے جا رہی ہے۔ سب تو صیف احمد

کی تاراشی کو سوچا جبکہ انہوں نے صاف کہہ دیا تھا کہ اس کی اجازت نہیں ملے گا۔ اور وہ شاید یہ سمجھ رہی تھی

کہ تو صیف احمد دوسری شادی کر کے اس سے کچھ بچے ہیں۔ اب وہ اپنے ہر عمل میں آزاد ہے اور اس کی آزادی کے

نئے میں سرشارہ گاڑی ہو رہی تھی کہ اب ایک مستقل آف ہونے پر اس نے بڑی جگت میں ہر یک پر ہاتھ رکھا

تھا۔ اسی بل اس کے قریب دوسری تھی کہ اس کے بڑے بڑے اس نے پلا ارادہ گردن موڑی اور رازی کو دیکھ کر پیش

کی طرح کھینچے اس قابل بھی انداز سے دھڑکا تھا کہ اسے اقتضائی قابل تھا۔ لیکن اگلا بل اس کا اپنا تھا۔ "تورا"

گردن سیدھی کر کے اس کے پاس بیٹھی جیسے دیکھا ہی نہیں۔ پھر مستقل کھینچنے پر اسی اپنی سے گاڑی جھکا دی اور جب

مطلوبہ جگہ پر پہنچی تو گاڑی لاک کر کے شاپنگ مال کی طرف بڑھ رہی تھی تب رازی ایک دم سانسے آیا۔

"کہاں جا رہی ہو؟"

"دیکھیں بھی نہیں کیا؟ تم تو پیچھے والے کو نہ ہو۔؟" وہ غرائی تھی۔ ایک پل کو رازی کی پیشانی ٹھکن آلود

ہو گئی۔

"پچھا زاد ہونے کا یہ مطلب نہیں ہے کہ تم میرا پیچھا کرو۔" میری انکوڑی کو کہہ میں کیا کرتی پھر رہی ہوں۔"

اس نے مزید غصہ ظاہر کیا۔ رازی نے ایک نظر اطراف کا جائزہ لیا پھر ہنٹ بھٹ کر اسے دیکھنے لگا۔ بولا کچھ

نہیں۔

"میرے راستے سے ہٹ جاؤ۔" وہ اندر ہی اندر جزیرہ ہو کر شکل سے بولی۔

"میں تو ہٹ جاؤں لیکن کیا تم پھر ان راستوں پر چل سکو گی۔" رازی کا لہجہ مغلوب کر دینے والا تھا۔ وہ "نوا"

سنبھل نہیں سکی تو اس کی سائیز سے نکل کر حیرت میں سے آگے بڑھ گئی۔ رازی کے ہاتھ میں اس کی زور آگئی

تھی۔ سب سے محبوبی سے تمام کر اس کے پیچھے چوڑی ہو کر کان تک آ گیا تھا۔

اور یہ ٹوہ پچھ میں رکھی چوڑی شوکیں پر رکھ کر وہاں دار سے بات کرنے لگی۔ چوڑی بیچنے کی بات کر رہی

تھی۔ رازی کو حیرت ہوئی لیکن بولا کچھ نہیں۔ تمام کارروائی خاموشی سے دیکھا رہا اور جب وہ اچھی خاصی رقم لے

کر وہاں سے نکل گئی تب اس نے جلدی جلدی دوکان دار سے کچھ کہا پھر تیزی سے نکل کر اس کے ساتھ چلتے

ہوئے پوچھنے لگا۔

"تم نے ایسا کیوں کیا۔ آئی میں کوئی ضرورت تھی تو تو صیف دیا سے کہیں۔ کیا وہ منع کر دیتے؟"

"وہ منع کر چکے ہیں۔" وہ سکتے بچہ میں کہہ کر تقریباً ہمارے لگی تھی۔

"مانتا ہوں کہ اس وقت تمہارے پاس ملے رقم ہے لیکن میں بھی تو تمہارے ساتھ ہوں پھر کیوں بھاگ رہی ہو۔

میں تمہیں غصہ نہیں سے بچا سکتا ہوں۔" رازی نے جان بوجھ کر اسے بھیڑا تھا اور اس کی توقع کے عین مطابق

جواب آیا۔

نہیں مانتے تھے کہ یہ سب محض ایک ہی چیز ہے۔

”اب یہ سب کچھ ایک ہی چیز ہے۔ تم انہی طرح جانتے ہو کہ میں تم سے محبت کر رہا ہوں اور نہ تم مجھ سے۔“

”اب یہ سب کچھ ایک ہی چیز ہے۔ تم انہی طرح جانتے ہو کہ میں تم سے محبت کر رہا ہوں اور نہ تم مجھ سے۔“

وہ بہت ہی بڑی گھر میں آئی تھی۔ سیدھے اپنے کمرے میں جانا چاہتی تھی لیکن رات کو نہیں سہارا دیا۔ تینوں کو بٹھو کر کرک کی۔ تینوں پر چائے کی ٹے کے ساتھ دو سرے کو لانا بھی رکھے تھے۔ جو کسی سماں کی کہ ظاہر کرتے تھے۔ اسے اچھا ہوا کیونکہ جب سے یہ سمیٹنے نے سجادہ دینم اور امینہ بیوی کو بٹھو کر کرک کی تھی تب سے کوئی اور کام نہیں کرتا تھا۔

”کون کیا کام؟“ اس نے پوچھا۔

”غرض چچا اور اس کی بیگم سنی تھیں۔“ سارہ نے فوراً بتایا۔

”غیرت کیوں آئے تھے؟“ اس نے لڑکھائی سے پوچھا۔

”ان کی بیٹی عفت کی شادی ہے۔ یہ شادی کارڈوں کے آگے تھے۔“ سمیٹنے نے کارڈ ہاتھ میں لے کر اسے دکھایا۔

”لیکن اس نے کوئی توجہ نہیں دی۔“ گرام سے غصہ کرنے لگی۔

”مگر! تینوں کے ہاں؟“ سارہ نے سوال کیا۔ سمیٹنے سے پوچھا۔

”ہاں بیٹا! حضور چلے گئے۔“ سمیٹنے کے جواب پر وہ ہنسنے لگی۔

”نہیں کہہ رہی ہیں۔“ غلطی سے چچا کوئی ہمارے شے پتی تھوڑی ہیں۔ ڈیڑی کے تیار ڈالو۔“ سارہ کی رشتہ داری

”اور کی رشتہ داریوں ہی تو اچھی ہوتی ہیں۔ دشمنی تو قریب ہوا کرتے ہیں جاتے کن حصہ دیا۔“ سارہ نے کہہ دیا۔

”تو صیف احمد کے چچے سے؟“ سمیٹنے نے پوچھا۔ ”نہیں۔“ سارہ نے جواب دیا۔ ”مگر یہ سب کچھ ایک ہی چیز ہے۔“

”اب یہ سب کچھ ایک ہی چیز ہے۔ تم انہی طرح جانتے ہو کہ میں تم سے محبت کر رہا ہوں اور نہ تم مجھ سے۔“

”اب یہ سب کچھ ایک ہی چیز ہے۔ تم انہی طرح جانتے ہو کہ میں تم سے محبت کر رہا ہوں اور نہ تم مجھ سے۔“

”اب یہ سب کچھ ایک ہی چیز ہے۔ تم انہی طرح جانتے ہو کہ میں تم سے محبت کر رہا ہوں اور نہ تم مجھ سے۔“

”اب یہ سب کچھ ایک ہی چیز ہے۔ تم انہی طرح جانتے ہو کہ میں تم سے محبت کر رہا ہوں اور نہ تم مجھ سے۔“

”اب یہ سب کچھ ایک ہی چیز ہے۔ تم انہی طرح جانتے ہو کہ میں تم سے محبت کر رہا ہوں اور نہ تم مجھ سے۔“

”اب یہ سب کچھ ایک ہی چیز ہے۔ تم انہی طرح جانتے ہو کہ میں تم سے محبت کر رہا ہوں اور نہ تم مجھ سے۔“

”اب یہ سب کچھ ایک ہی چیز ہے۔ تم انہی طرح جانتے ہو کہ میں تم سے محبت کر رہا ہوں اور نہ تم مجھ سے۔“

”اب یہ سب کچھ ایک ہی چیز ہے۔ تم انہی طرح جانتے ہو کہ میں تم سے محبت کر رہا ہوں اور نہ تم مجھ سے۔“

”اب یہ سب کچھ ایک ہی چیز ہے۔ تم انہی طرح جانتے ہو کہ میں تم سے محبت کر رہا ہوں اور نہ تم مجھ سے۔“

”اب یہ سب کچھ ایک ہی چیز ہے۔ تم انہی طرح جانتے ہو کہ میں تم سے محبت کر رہا ہوں اور نہ تم مجھ سے۔“

”اب یہ سب کچھ ایک ہی چیز ہے۔ تم انہی طرح جانتے ہو کہ میں تم سے محبت کر رہا ہوں اور نہ تم مجھ سے۔“

”اب یہ سب کچھ ایک ہی چیز ہے۔ تم انہی طرح جانتے ہو کہ میں تم سے محبت کر رہا ہوں اور نہ تم مجھ سے۔“

”اب یہ سب کچھ ایک ہی چیز ہے۔ تم انہی طرح جانتے ہو کہ میں تم سے محبت کر رہا ہوں اور نہ تم مجھ سے۔“

”اب یہ سب کچھ ایک ہی چیز ہے۔ تم انہی طرح جانتے ہو کہ میں تم سے محبت کر رہا ہوں اور نہ تم مجھ سے۔“

”اب یہ سب کچھ ایک ہی چیز ہے۔ تم انہی طرح جانتے ہو کہ میں تم سے محبت کر رہا ہوں اور نہ تم مجھ سے۔“

”اب یہ سب کچھ ایک ہی چیز ہے۔ تم انہی طرح جانتے ہو کہ میں تم سے محبت کر رہا ہوں اور نہ تم مجھ سے۔“

”اب یہ سب کچھ ایک ہی چیز ہے۔ تم انہی طرح جانتے ہو کہ میں تم سے محبت کر رہا ہوں اور نہ تم مجھ سے۔“

”اب یہ سب کچھ ایک ہی چیز ہے۔ تم انہی طرح جانتے ہو کہ میں تم سے محبت کر رہا ہوں اور نہ تم مجھ سے۔“

”اب یہ سب کچھ ایک ہی چیز ہے۔ تم انہی طرح جانتے ہو کہ میں تم سے محبت کر رہا ہوں اور نہ تم مجھ سے۔“

”اب یہ سب کچھ ایک ہی چیز ہے۔ تم انہی طرح جانتے ہو کہ میں تم سے محبت کر رہا ہوں اور نہ تم مجھ سے۔“

”اب یہ سب کچھ ایک ہی چیز ہے۔ تم انہی طرح جانتے ہو کہ میں تم سے محبت کر رہا ہوں اور نہ تم مجھ سے۔“

”اب یہ سب کچھ ایک ہی چیز ہے۔ تم انہی طرح جانتے ہو کہ میں تم سے محبت کر رہا ہوں اور نہ تم مجھ سے۔“

”اب یہ سب کچھ ایک ہی چیز ہے۔ تم انہی طرح جانتے ہو کہ میں تم سے محبت کر رہا ہوں اور نہ تم مجھ سے۔“

کا خوف تھا۔ وہ جانتے جانتے پھر روک گئی۔

"مال مراد سب ہو چکے ہیں۔"

"میں نے تو اپنی ضرورت پوری کر دی۔ یہ سب میں نے اپنے لئے لیا۔" وہ کہہ کر اپنے کمرے میں چلی۔ مہرلان کی طرف بھٹکے۔

"میں نے کھڑکی کے پاس کھڑکی کے لئے کچھ لیا ہے۔ اس نے فوراً سے نہیں بھیڑا۔ پسے پناہ پر اسامی میں کچھ پھر پڑ پڑ کر بیٹھ گیا۔"

"تو چاہے کیا ہو اسامی صاحب میں جو لڑکی وہاں پر کئی تو وہاں پر رازی بھی گیا۔"

"پھر کئی رازی کا سر اور فوراً اس کی طرف بھڑکی۔" سیشنل بیل کے نیچے دھکیں کر آرام سے بیٹھ گئی۔

"جیکہ سارہ کے اندر رہے چینی چھیل گئی تھی۔"

"تو تمہاری کوئی بات نہیں ہوئی ان کے لئے؟"

"مجھے تو خبر اس سے کوئی بات کرنی ہی نہیں تھی البتہ وہ زہری مصلوبہ کی کوشش کر رہا تھا۔ لیکن میں نے لٹ ہی نہیں دی۔ اپنا کام کیا اور چلی گئی۔"

"وہ خود کو خود درجہ بے نیاز ثابت کر دی تھی۔"

"یہ تمہارا کہہ رہی ہو۔ تمہارے رازی بھائی کے سامنے چوری۔" سارہ صدمے میں گھر رہی تھی۔

"نہیں رازی کے سامنے چوری ہی پہنچا صبح ہے کیا۔ جب خریدی جا سکتی ہے تو بچی کیوں نہیں جاسکتی۔" وہ سارہ کی کیفیت اچھی طرح سمجھ رہی تھی اور اندر ہی اندر محفوظ ہو رہی تھی۔

"لیکن اسے اوروں کی سوچیں کے نہیں اگر ان کی پروا نہیں ہے تو کم از کم اپنی عزت کا خیال تو کرو۔" سارہ مدافعتی ہو گئی تھی۔

"اور وہ اس میں عزت، غیرت کمال سے تھی۔ تمہیں تو کچھ بتانا ہی نصیب ہے نہ تمہیں کیا کیا سوچتی ہو۔"

"اور تم کچھ نہیں سوچتی۔" سارہ کہہ کر تیزی سے کمرے سے نکل چکی تھی۔ اس نے تیری سانس بھری ہوئی آواز اس پر صاف کاغذ اور کیا پھر موبائل اٹھ کر ایس ایم ایس بیک کر کے لگی۔

آج شمشیر کی واپسی تھی۔ اس کے بیک میں کپڑے رکھتے ہوئے تھا۔ وہ پورا دروازہ کھولا تھا۔

سے آسروں کو اندر ہی اندر پل رہی تھی۔ کیونکہ وہ نہیں چاہتی تھی کہ اس کی بڑھاپا اس کے پاس ہو۔

پریشان یہاں سے جانے اور وہاں بھی پڑنا ہی رہے۔ مزید خال۔ باغیچہ بھی تو ہے۔ پھر وہاں سے۔

رنگہ کر شمشیر کی ایک تیار کر رہی تھی۔

"ناج میرے موزے اور یہاں رکھ دو۔" شمشیر نے کہا۔

کی اس پر کھڑے گئی۔

"لگتا ہے میری بہن اور اس ہو رہی ہے۔" شمشیر نے کہا۔ "اور اس نے مجھے پتا رکھ کر کہنے لگا تھا کہ میں مجبوری سے پورے میرا دل نہیں دے سکتا۔" وہ کہہ کر جانے لگا۔

میں تمہیں اپنے ساتھ لے جا سکتا۔" وہ کہہ کر۔

"مال۔ ابھی میں کوشش کر رہا ہوں۔ رہائش کا کوئی مسئلہ نہیں۔ میں تمہیں وہاں آکر لے جاؤں گا۔" وہ کہہ کر۔

"میں نے تو اپنی ضرورت پوری کر دی۔ یہ سب میں نے اپنے لئے لیا۔" وہ کہہ کر اپنے کمرے میں چلی۔ مہرلان کی طرف بھٹکے۔

"میں نے کھڑکی کے پاس کھڑکی کے لئے کچھ لیا ہے۔ اس نے فوراً سے نہیں بھیڑا۔ پسے پناہ پر اسامی میں کچھ پھر پڑ پڑ کر بیٹھ گیا۔"

"تو چاہے کیا ہو اسامی صاحب میں جو لڑکی وہاں پر کئی تو وہاں پر رازی بھی گیا۔"

"پھر کئی رازی کا سر اور فوراً اس کی طرف بھڑکی۔" سیشنل بیل کے نیچے دھکیں کر آرام سے بیٹھ گئی۔

"جیکہ سارہ کے اندر رہے چینی چھیل گئی تھی۔"

"تو تمہاری کوئی بات نہیں ہوئی ان کے لئے؟"

"مجھے تو خبر اس سے کوئی بات کرنی ہی نہیں تھی البتہ وہ زہری مصلوبہ کی کوشش کر رہا تھا۔ لیکن میں نے لٹ ہی نہیں دی۔ اپنا کام کیا اور چلی گئی۔"

"یہ تمہارا کہہ رہی ہو۔ تمہارے رازی بھائی کے سامنے چوری۔" سارہ صدمے میں گھر رہی تھی۔

"نہیں رازی کے سامنے چوری ہی پہنچا صبح ہے کیا۔ جب خریدی جا سکتی ہے تو بچی کیوں نہیں جاسکتی۔" وہ سارہ کی کیفیت اچھی طرح سمجھ رہی تھی اور اندر ہی اندر محفوظ ہو رہی تھی۔

"لیکن اسے اوروں کی سوچیں کے نہیں اگر ان کی پروا نہیں ہے تو کم از کم اپنی عزت کا خیال تو کرو۔" سارہ مدافعتی ہو گئی تھی۔

"اور وہ اس میں عزت، غیرت کمال سے تھی۔ تمہیں تو کچھ بتانا ہی نصیب ہے نہ تمہیں کیا کیا سوچتی ہو۔"

"اور تم کچھ نہیں سوچتی۔" سارہ کہہ کر تیزی سے کمرے سے نکل چکی تھی۔ اس نے تیری سانس بھری ہوئی آواز اس پر صاف کاغذ اور کیا پھر موبائل اٹھ کر ایس ایم ایس بیک کر کے لگی۔

آج شمشیر کی واپسی تھی۔ اس کے بیک میں کپڑے رکھتے ہوئے تھا۔ وہ پورا دروازہ کھولا تھا۔

سے آسروں کو اندر ہی اندر پل رہی تھی۔ کیونکہ وہ نہیں چاہتی تھی کہ اس کی بڑھاپا اس کے پاس ہو۔

پریشان یہاں سے جانے اور وہاں بھی پڑنا ہی رہے۔ مزید خال۔ باغیچہ بھی تو ہے۔ پھر وہاں سے۔

رنگہ کر شمشیر کی ایک تیار کر رہی تھی۔

"ناج میرے موزے اور یہاں رکھ دو۔" شمشیر نے کہا۔

کی اس پر کھڑے گئی۔

"لگتا ہے میری بہن اور اس ہو رہی ہے۔" شمشیر نے کہا۔ "اور اس نے مجھے پتا رکھ کر کہنے لگا تھا کہ میں مجبوری سے پورے میرا دل نہیں دے سکتا۔" وہ کہہ کر جانے لگا۔

میں تمہیں اپنے ساتھ لے جا سکتا۔" وہ کہہ کر۔

اجاں داری کا بیج افسوس سے کسی عام میں ملتی نہیں گامہ سدا وقت میں پر امید سوار رہی تھی اس کا راسخ
 تو وہ ہی شہنشاہ غمزدہ کل اس کے چہ لہری بیچنے سے وہ الجھ گیا تھا کہ ایسی میں ہی ضرورت ہے اس کی کہ تو جو صیغہ
 احمد پوری کو بے لک سے قاصر ہیں، لکھی بار اس سے سوچا کہ وہ فون کر کے سروے معلوم کرے۔ لیکن چرنگالی بات
 یاد آتی تو اس نے گمراہی سے سوچا کہ اگر ایسا ہی ہو تو پھر ظاہر ہے کہ اس سے بھی کچھ معلوم نہیں
 کر سکتا تھا اسی اجماع میں وقت سے پہلے ہی وہ اس سے نکل گیا پھر راستے میں اپنا کب کچھ سوچ کر اس نے گاڑی
 موڑی اور تو صیغہ احمد کے بیچ پر گامہ اس وقت سب سے کہہ رہے تھے وہ جان تھا تو صیغہ احمد بھی افسوس سے
 نہیں آئے ہوں گے اور اگر خالدہ سے صرف اپنی پورا رشتہ ہو گا تو شاید وہ اس وقت آنے سے کتراتا لیکن خالدہ اس
 کی خالدہ بھی نہیں اس لیے وہ رام سے آگیا تھا۔ خالدہ نے اس کی آمد پر خوشی کا اظہار کیا پھر شکوہ بھی کرتے
 لگیں۔

”کھانا انتظار تھا تمہارے اور تم آتی ہی افسوس کے جھیلوں میں الجھ گئے گویا تمہارے نزدیک عزیز رشتہ داروں کی
 کوئی اہمیت ہی نہیں۔“

”ایک نہیں ہے خالدہ، اتنی افسوس میں نے سوچا کہ آپ سب سے ملنا نہ تو رہے گا ہی۔ ساتھ ساتھ کام بھی شرمناک
 ہو جائے تو یہ وہ چھاپا سب دیکھتے ہیں کیا پورا نا آپ کے پاس۔“ اس نے اپنا تھیت سے خالدہ کے کندھے پر
 ہاتھ رکھ کر اسے ساتھ لگا کر پھر پوچھنے لگا۔

”ہمارا درد کہاں ہے؟“
 ”وہ سبیل تکی ہوئی ہے اس کے ساتھ گلے ہوئے ہیں۔ تم جنمو میں بیٹھی ہوں انہیں۔ اور پاں کیا پوچھو گے؟“
 خالدہ نے پاتے پاتے رگ کر پوچھا۔

”پچھنے اور ساتھ کچھ لگا پچھنا کھانے کو بھی مل جائے تو۔“ وہ بڑا ٹکلف ہوا۔
 ”لگا پچھنا کیوں مجھ کو لگی ہے تو میں کھانا گرم کر دیتی ہوں۔“

”نہیں خالدہ اتنی زیادہ بھوک نہیں ہے۔ آپ کچھ بھی نہ کریں۔ میرے پاس بیٹھ جائیں۔ میں صرف آپ
 سے ملنے آئی ہوں۔“ اس نے خالدہ کی محبت کا جواب محبت سے دیا تھا۔

”اچھا۔ میں سبیل سے کھتی ہوں کہ جائے بنا دے گی۔“ خالدہ کہہ کر تکی گئیں اور کچھ دیر بعد اچھی آہستہ سے
 اور فوہ بھی اس کے ساتھ تھیں۔

”بیٹا اب تمہارے رازی بھائی ہیں مسام کو۔“ دونوں بچوں سے کہتے ہوئے خالدہ کا دلچسپ ہنسنا تھا۔
 تکی تو انہیں غصی بھی تھی۔

”سایم علیکم رازی بھائی! اور فوہ نے ایک ساتھ اسے سلام کیا۔“
 ”تھ چونکہ کر سلام کا جواب دیا پھر پوچھنے لگا۔“

”خالدہ اتنی آپ افسوس کیوں؟“
 ”ایک بات یاد آئی تھی۔“ خالدہ کے ہونٹوں پر بھی مسکراہٹ تھی۔

”جناں لوگوں کو تو تاسیے کہ میں بھی آپ کے ساتھ مسکراؤں۔“
 ”وہ ایک دن اسیہ تکی تھی۔ وہ اور فوہ ساتھ ساتھ رہتی تھی کہ جنہیں کسی نے سلام کرنا نہیں سکھا
 کیا وہ حقیقت مجھے سارے ہی تھی۔“ خالدہ نے غصہ سے اٹھ کر اٹھ کھڑی ہو کر اسے مومن لگایا فوراً پوچھنے لگا۔

”سہی تکی ہے؟“
 ”ہاں کبھی جاتی ہے پریشان کرنے کی وجہ سے جب بھی تکی ہے کوئی ایسی بات کر جاتی ہے جس سے

تو صیغہ پریشان ہو جاتے ہیں، تمہارے امت، جانا میں اس کی برائی نہیں کر رہی، میں اس کی حرکتیں کچھ عجیب ہیں
 دیکھو۔“ خالدہ نے ہاتھ دے کر فوہ کو اس فوہ کی اس غصہ کی
 ”میں سدا دیکھتی ہوں، میں مالوں کا آپ بتا چکا کیا کرتی ہے۔“ فوہ نے اپنی سادہ فوہ، فوہ میں
 خالدہ پر ہاتھ نہ رہا۔

”خالدہ تو کچھ نہیں کہتی۔ تو صیغہ کو تک میں۔“ یہ سن کر فوہ کی ہونٹیں تھیں اور اب سدا کر رہی
 ہے کہ اسے پانچ دہائی جائے۔“ خالدہ نے تازہ تازہ لکھی، لکھی افسوس دیکھا تھا۔ پتا نہیں حیرت تھا یا پریشان۔
 وہ اپنی کیفیت خود نہیں سمجھ رہا تھا۔

”تم اسے سمجھو ناں کہ تمہاری بات جاننے سے۔“ فوہ نے شاید اب اس سے، گلوانا چاہتی تھیں۔ صبح سے
 سنیل ن کے پاس اتنی ہی تھی وہ اس پر سنیل۔ سنیل نے گلوانا کا یہی بات و رازی کے منہ سے سنا چا رہی
 تھیں۔

”تو یہ ضرورت سے اس پر کی۔“ سنیل نے اس سے کہا تھا۔ خالدہ کی بات سن کر ہی نہیں تو جواب کیا دیا۔ جبکہ خالدہ
 کھوتی تھی۔ اور پھر پوچھ کر رہی تھیں۔ سنیل نے اسے لے کر لکھی۔

”میں سدا دیکھتی ہوں، میں مالوں کا آپ بتا چکا کیا کرتی ہے۔“ فوہ نے اپنی سادہ فوہ، فوہ میں
 خالدہ پر ہاتھ نہ رہا۔

”خالدہ تو کچھ نہیں کہتی۔ تو صیغہ کو تک میں۔“ یہ سن کر فوہ کی ہونٹیں تھیں اور اب سدا کر رہی
 ہے کہ اسے پانچ دہائی جائے۔“ خالدہ نے تازہ تازہ لکھی، لکھی افسوس دیکھا تھا۔ پتا نہیں حیرت تھا یا پریشان۔
 وہ اپنی کیفیت خود نہیں سمجھ رہا تھا۔

”تم اسے سمجھو ناں کہ تمہاری بات جاننے سے۔“ فوہ نے شاید اب اس سے، گلوانا چاہتی تھیں۔ صبح سے
 سنیل ن کے پاس اتنی ہی تھی وہ اس پر سنیل۔ سنیل نے گلوانا کا یہی بات و رازی کے منہ سے سنا چا رہی
 تھیں۔

”تو یہ ضرورت سے اس پر کی۔“ سنیل نے اس سے کہا تھا۔ خالدہ کی بات سن کر ہی نہیں تو جواب کیا دیا۔ جبکہ خالدہ
 کھوتی تھی۔ اور پھر پوچھ کر رہی تھیں۔ سنیل نے اسے لے کر لکھی۔

”میں سدا دیکھتی ہوں، میں مالوں کا آپ بتا چکا کیا کرتی ہے۔“ فوہ نے اپنی سادہ فوہ، فوہ میں
 خالدہ پر ہاتھ نہ رہا۔

”خالدہ تو کچھ نہیں کہتی۔ تو صیغہ کو تک میں۔“ یہ سن کر فوہ کی ہونٹیں تھیں اور اب سدا کر رہی
 ہے کہ اسے پانچ دہائی جائے۔“ خالدہ نے تازہ تازہ لکھی، لکھی افسوس دیکھا تھا۔ پتا نہیں حیرت تھا یا پریشان۔
 وہ اپنی کیفیت خود نہیں سمجھ رہا تھا۔

”تم اسے سمجھو ناں کہ تمہاری بات جاننے سے۔“ فوہ نے شاید اب اس سے، گلوانا چاہتی تھیں۔ صبح سے
 سنیل ن کے پاس اتنی ہی تھی وہ اس پر سنیل۔ سنیل نے گلوانا کا یہی بات و رازی کے منہ سے سنا چا رہی
 تھیں۔

”تو یہ ضرورت سے اس پر کی۔“ سنیل نے اس سے کہا تھا۔ خالدہ کی بات سن کر ہی نہیں تو جواب کیا دیا۔ جبکہ خالدہ
 کھوتی تھی۔ اور پھر پوچھ کر رہی تھیں۔ سنیل نے اسے لے کر لکھی۔

”میں سدا دیکھتی ہوں، میں مالوں کا آپ بتا چکا کیا کرتی ہے۔“ فوہ نے اپنی سادہ فوہ، فوہ میں
 خالدہ پر ہاتھ نہ رہا۔

”خالدہ تو کچھ نہیں کہتی۔ تو صیغہ کو تک میں۔“ یہ سن کر فوہ کی ہونٹیں تھیں اور اب سدا کر رہی
 ہے کہ اسے پانچ دہائی جائے۔“ خالدہ نے تازہ تازہ لکھی، لکھی افسوس دیکھا تھا۔ پتا نہیں حیرت تھا یا پریشان۔
 وہ اپنی کیفیت خود نہیں سمجھ رہا تھا۔

”تم اسے سمجھو ناں کہ تمہاری بات جاننے سے۔“ فوہ نے شاید اب اس سے، گلوانا چاہتی تھیں۔ صبح سے
 سنیل ن کے پاس اتنی ہی تھی وہ اس پر سنیل۔ سنیل نے گلوانا کا یہی بات و رازی کے منہ سے سنا چا رہی
 تھیں۔

”مجھے...“ انہما مشہور مرد تھا۔ اس نے سر جھٹک کر چھری چلادی گھٹا ختم یا پھر اٹھ کر اپنے کمرے میں۔ اس وقت وہ بچہ دیر گئے بے ہوشی میں گرا سے سوتا چاہتی تھی۔ اس لیے بچہ پروہ کر اگر اس نے سر سے ہنس کر دھیر کرنا اور جیسے ہی ریشمی مای وقت سارا اٹکی باہر سے تو ہی مگی در بے میں یوں بھی صاف نظر آئیں۔ باہر سال تو عمل اندر ہیر تھا۔

”کیا اللہ یہ دن میں رات نکالے۔“ سارا نے کہتے ہوئے لائٹ آن کی تو امیر کی پیشانی منکڑھلی اور کھٹا چاہتی تھی کہ فوراً لائٹ آن کرنا لیکن اس کے ہاتھوں میں بڑا ہینٹ کا شاپرڈ کچھ کر پوچھنے لگی۔

”یہ تم کالج کے سامنے کہاں کہاں چلتی ہو؟“

”میں نے کیا بھی تم سے نہیں پوچھا۔“ سارا اس کی بات پر سٹک کر پوی۔

”دیکھو سارا اس طرح بات مت کرنا میں تم سے بڑی ہوں اور پوچھنے کا حق رکھتی ہوں۔“ وہ جھٹکے سے اٹھ بیٹھی اور سبھی لیے میں ٹوک کر کہا۔

”میں مانتی ہوں لیکن اگر تم میرے طریقے سے پوچھو گی تو میں بھی سیدھا جواب نہیں دوں گی۔“ سارا خفگی سے کہتے ہوئے اندر کی بکریں کراپے پکڑنے لگنے لگی۔

”چلو تو سیدھے طریقے سے پوچھ لیتی ہوں کہاں مگی تمہیں؟“ اس نے سارا کی بات حلیم کر لی پھر بھی انداز میں بدلتا تھا۔

”فلاح۔ پھر وہی میں میرل تھا تو اس کے ساتھ ہوا ہینٹ چلی مگی تھی۔“ سارا نے اپنی مصروفیت ترک کیے بغیر جواب دیا تھا۔

”کیوں۔ میرا مطلب ہے یہ کوئی اچھی بات تو نہیں ہے۔ اب مزید مت کہو نہ کہ تم بھی توجاہے لیا کچھ کرتی پھرتی ہو۔“ اسے فوراً ہی معاملے کی نزاکت کا احساس ہو گیا تھا۔ اس سے وہ متاثر انداز میں بولی تھی۔ سارا نے اندر مری بند کی پھر اس کی طرف پٹ کر کہنے لگی۔

”یہ واقعی اچھی بات نہیں ہے۔ پھر تو میں کیا کروں؟ میری کمریاں آئے سے بھی تو کہنے رہنا ہے۔“

”میں نے تم سے کب روکا ہے؟“ اسے پتا نہیں اپنی بات کیا تو میں تھی۔ اس کے ساتھ ایک لہجہ میں پوچھ رہی تھی۔

”کیوں۔ اس روز تم نے یہ نہیں کہا کہ وہ تھا کہ میں کمر میں آگئی ہوں اور وہ کمر میں بیٹھ گیا۔“ سارا نے سب سے زیادہ کہا تھا۔

”لیکن اس کا یہ مطلب تو نہیں ہے کہ میں نے اسے اپنے سے ہی منع کیا۔ یہ اس وقت گورہ جلائیے جا رہا ہے۔“

”میں کا مطلب یہ تھا۔“ وہ بہت مختصر سے سب سے بات کر رہی تھی۔

”جانتی ہوں لیکن ایسی کوئی بات نہیں ہے۔“ سارا نے جھٹکی تھی۔

”دونا بھی میں چاہیے۔“ یونہی سب بول رہا تھا۔ اس نے سب میں طے ہوئے ہیں۔ اگر کوئی یہاں آئے ہے تو صرف یہ جانے کی غرض سے کہ اس کمر میں یہ رہا ہے۔ میں کیا کر رہی ہوں۔ تم کیا کر رہی ہو؟ دیر بھی تک سو کن کا ماتہ کر رہی ہیں وہ بول۔ ”میں سمجھتا ہوں کہ یہ سب لوگ صرف تماشا دیکھنا چاہتے ہیں۔“ وہ بالکل اسی طرح سارا کو بدھن کر کہنے لگی تھی۔ ”میں سمجھتا ہوں کہ تم نے اسے یہ تھا کہ سارا قتل کا شکار ہو رہی ہے۔“ پھر اس نے کہا کہ ”میں سمجھتا ہوں کہ تم نے سوتا چاہتی تھی اس کی تپید تو رسی میں ساتھ گھر میں ہی ہو گئی تھی۔“ سارا نے بھی نا بکھ تھی اور وہ اسے مری سے ہی پتلا کرنے لگی۔



Butterfly Big Saver

سب سے زیادہ بڑا سا ہے

میں نے اسے دیکھا ہے

سب سے زیادہ بڑا سا ہے

۵۔ چہ گویا حق - اے اے خداوند

بڑے بھائی کو کہہ سنا کہ وہ اس روم سے نکلتی نہ تھی۔ وہ بڑے بھائی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہتا تھا کہ اسے گھبراہٹ ہو گئی ہو۔ تمہارے بھائی کا منہ اچھا کر دس گئے پاس پہنچیں اور یہ کہو کہ میں خوش ہو گئی۔ تمہارا بھروسہ ہو گا۔

میں نے اسی کہنا کیا ہے اور یہ تم پر ماں کہاں بیٹھتی۔ اپنے بیٹے پر جاؤ میں بیٹوں کی۔ وہ کہہ کر لپٹ بھی گئی۔ سارے اشد کراہنے بیڑ پر جا بیٹھی اور شوق سے پراکھانے میں لگ گئی، پھر اچانک یاد آئے پر اسے مخاطب کر کے یوں کہی۔

۱۰۔ کیا ہے؟ کل رات ہی بھائی آئے تھے۔
 ۱۱۔ سواری نظروں سے دیکھنے لگی۔

۱۲) انیسویں صدی کے آغاز میں، مسلمانوں نے تیسری بار اپنے آپ کو متحد کیا۔ اس بار، مسلمانوں نے ایک نئے اتحاد کی بنیاد رکھی، جس کا نام "الائحد الاسلامی" تھا۔ اس اتحاد کی بنیاد رکھنے والے مسلمانوں میں سے کئی مسلمان تھے، جن میں سے کئی مسلمان تھے، جن میں سے کئی مسلمان تھے۔

”جھٹھے اس کا کوڑا ہوا جس سے ”اسم کے ساتھ یہ لکھ کر بھیج کر منہ پر رکھ لیا۔ گو اب کو آفات صبر کرے

اس کی کوئی پروا میں ہے۔ اس کے ساتھ میں ملیے۔ بیچ کر منہ پر رکھ لیا۔ کوا اب لولی بات میں لڑے گی۔

جس دل سے سنبلِ خالہ کو ایسے کی محنتی ٹوٹے کا پتھر گر گئی تھی اس کے اندر کھسک چکی ہوئی تھی، لیکن وہ خاصی

تجھ و رختون تھیں۔ فوراً ترمیم احمد تک اس بات کو نہیں پسپا تھا کہ کہیں ان کے منکے و اہل پر بات نہ

جائے کہ انہوں نے یہ سہ سہا پھوڑا ہوا کہ اس لیے کافی دن صبر کرتے رہیں اور یہ ایک ذرا سی لمبا کہ تشدید نہیں دی
سے بات نکل کر تو صیغہ آخر تک پہنچ جائے لیکن ایسا کچھ نہیں ہوا تب انہوں نے خود ہی سوچ کر طریقہ نکال دیا۔

بات سزا کی۔
”آپ کو بتا ہے تو سیف المرہ فی منکلی ختم کرنا چاہو رہی ہے۔“

میں نے کہا: "تو صیغہ ایک دم نیچن میں آگئے تھے غافلہ کو کسی سال کی آواز بھی بہت
 شگین کر رہی تھی۔"

”وہ اس دن اس پر ہی ایسی کوئی بات کہہ دی تھی۔“
 ”نہیں ہی کہہ سکتی ہوں اصل میں اس پر کیا کہہ دیا ہے۔“

لے بھی پھر خالد کو لے کر پرچے لے

پوچھیں کہ میرا مطلب ہے یہ وہاں سے معلوم کریں۔ میں پھر کچھ کہہ کر رہی ہوں۔ میں نے کہا تھا کہ یہاں سے

”تیرا ہے ناکیا سواں غیر غمیکت میں ڈیرا ہے، مہموم کرتا ہوں۔“ توصیفِ اتر اسی وقت اٹھ کھڑے ہوئے۔
خالد نے قصہِ احسرت کا اظہار کیا۔

آپا بھی جا رہے ہیں یہ ہے

2015 58 2015

1998, 1999, 2000, 2001, 2002, 2003, 2004, 2005, 2006, 2007, 2008, 2009, 2010, 2011, 2012, 2013, 2014, 2015, 2016, 2017, 2018, 2019, 2020, 2021, 2022, 2023, 2024, 2025, 2026, 2027, 2028, 2029, 2030, 2031, 2032, 2033, 2034, 2035, 2036, 2037, 2038, 2039, 2040, 2041, 2042, 2043, 2044, 2045, 2046, 2047, 2048, 2049, 2050, 2051, 2052, 2053, 2054, 2055, 2056, 2057, 2058, 2059, 2060, 2061, 2062, 2063, 2064, 2065, 2066, 2067, 2068, 2069, 2070, 2071, 2072, 2073, 2074, 2075, 2076, 2077, 2078, 2079, 2080, 2081, 2082, 2083, 2084, 2085, 2086, 2087, 2088, 2089, 2090, 2091, 2092, 2093, 2094, 2095, 2096, 2097, 2098, 2099, 2100, 2101, 2102, 2103, 2104, 2105, 2106, 2107, 2108, 2109, 2110, 2111, 2112, 2113, 2114, 2115, 2116, 2117, 2118, 2119, 2120, 2121, 2122, 2123, 2124, 2125, 2126, 2127, 2128, 2129, 2130, 2131, 2132, 2133, 2134, 2135, 2136, 2137, 2138, 2139, 2140, 2141, 2142, 2143, 2144, 2145, 2146, 2147, 2148, 2149, 2150, 2151, 2152, 2153, 2154, 2155, 2156, 2157, 2158, 2159, 2160, 2161, 2162, 2163, 2164, 2165, 2166, 2167, 2168, 2169, 2170, 2171, 2172, 2173, 2174, 2175, 2176, 2177, 2178, 2179, 2180, 2181, 2182, 2183, 2184, 2185, 2186, 2187, 2188, 2189, 2190, 2191, 2192, 2193, 2194, 2195, 2196, 2197, 2198, 2199, 2200, 2201, 2202, 2203, 2204, 2205, 2206, 2207, 2208, 2209, 2210, 2211, 2212, 2213, 2214, 2215, 2216, 2217, 2218, 2219, 2220, 2221, 2222, 2223, 2224, 2225, 2226, 2227, 2228, 2229, 2230, 2231, 2232, 2233, 2234, 2235, 2236, 2237, 2238, 2239, 2240, 2241, 2242, 2243, 2244, 2245, 2246, 2247, 2248, 2249, 2250, 2251, 2252, 2253, 2254, 2255, 2256, 2257, 2258, 2259, 2260, 2261, 2262, 2263, 2264, 2265, 2266, 2267, 2268, 2269, 2270, 2271, 2272, 2273, 2274, 2275, 2276, 2277, 2278, 2279, 2280, 2281, 2282, 2283, 2284, 2285, 2286, 2287, 2288, 2289, 2290, 2291, 2292, 2293, 2294, 2295, 2296, 2297, 2298, 2299, 2300, 2301, 2302, 2303, 2304, 2305, 2306, 2307, 2308, 2309, 2310, 2311, 2312, 2313, 2314, 2315, 2316, 2317, 2318, 2319, 2320, 2321, 2322, 2323, 2324, 2325, 2326, 2327, 2328, 2329, 2330, 2331, 2332, 2333, 2334, 2335, 2336, 2337, 2338, 2339, 2340, 2341, 2342, 2343, 2344, 2345, 2346, 2347, 2348, 2349, 2350, 2351, 2352, 2353, 2354, 2355, 2356, 2357, 2358, 2359, 2360, 2361, 2362, 2363, 2364, 2365, 2366, 2367, 2368, 2369, 2370, 2371, 2372, 2373, 2374, 2375, 2376, 2377, 2378, 2379, 2380, 2381, 2382, 2383, 2384, 2385, 2386, 2387, 2388, 2389, 2390, 2391, 2392, 2393, 2394, 2395, 2396, 2397, 2398, 2399, 2400, 2401, 2402, 2403, 2404, 2405, 2406, 2407, 2408, 2409, 2410, 2411, 2412, 2413, 2414, 2415, 2416, 2417, 2418, 2419, 2420, 2421, 2422, 2423, 2424, 2425, 2426, 2427, 2428, 2429, 2430, 2431, 2432, 2433, 2434, 2435, 2436, 2437, 2438, 2439, 2440, 2441, 2442, 2443, 2444, 2445, 2446, 2447, 2448, 2449, 2450, 2451, 2452, 2453, 2454, 2455, 2456, 2457, 2458, 2459, 2460, 2461, 2462, 2463, 2464, 2465, 2466, 2467, 2468, 2469, 2470, 2471, 2472, 2473, 2474, 2475, 2476, 2477, 2478, 2479, 2480, 2481, 2482, 2483, 2484, 2485, 2486, 2487, 2488, 2489, 2490, 2491, 2492, 2493, 2494, 2495, 2496, 2497, 2498, 2499, 2500, 2501, 2502, 2503, 2504, 2505, 2506, 2507, 2508, 2509, 2510, 2511, 2512, 2513, 2514, 2515, 2516, 2517, 2518, 2519, 2520, 2521, 2522, 2523, 2524, 2525, 2526, 2527, 2528, 2529, 2530, 2531, 2532, 2533, 2534, 2535, 2536, 2537, 2538, 2539, 2540, 2541, 2542, 2543, 2544, 2545, 2546, 2547, 2548, 2549, 2550, 2551, 2552, 2553, 2554, 2555, 2556, 2557, 2558, 2559, 2560, 2561, 2562, 2563, 2564, 2565, 2566, 2567, 2568, 2569, 2570, 2571, 2572, 2573, 2574, 2575, 2576, 2577, 2578, 2579, 2580, 2581, 2582, 2583, 2584, 2585, 2586, 2587, 2588, 2589, 2590, 2591, 2592, 2593, 2594, 2595, 2596, 2597, 2598, 2599, 2600, 2601, 2602, 2603, 2604, 2605, 2606, 2607, 2608, 2609, 2610, 2611, 2612, 2613, 2614, 2615, 2616, 2617, 2618, 2619, 2620, 2621, 2622, 2623, 2624, 2625, 2626, 2627, 2628, 2629, 2630, 2631, 2632, 2633, 2634, 2635, 2636, 2637, 2638, 2639, 2640, 2641, 2642, 2643, 2644, 2645, 2646, 2647, 2648, 2649, 2650, 2651, 2652, 2653, 2654, 2655, 2656, 2657, 2658, 2659, 2660, 2661, 2662, 2663, 2664, 2665, 2666, 2667, 2668, 2669, 2670, 2671, 2672, 2673, 2674, 2675, 2676, 2677, 2678, 2679, 26

۱۱۔ "السلام علیکم" کہیں "صلوات" میں ہے۔ یہ کہہ کر صحیح چاروں طرف کھڑے ہو جائیں اور پھر چاروں طرف سے "السلام علیکم" کہیں۔ یہ بھی چاروں طرف سے کہیں۔ لیکن اس کے

تو سب کو یہ بتا دیا کہ میں نے اس کو دیکھا ہے۔

۱۰۔ سیدہ بیگم کا مال کی طرف "حرام" کے تحت اور بھی ان کے سامنے حراشہ گناہات نہیں کی تھی۔ اس لیے خود

اسیہ کو جھٹکے ائے تھے کہ ہیں ان میں سجادہ علیہ السلام کے لئے ایک نیا خواب نہ ہوا پر سجادہ علیہ السلام کی طرح سجادہ نہیں دیکھ کر تڑپ کر آئی تھی۔

و علیکم السلام یہی ہو میرا اخصوالہ نے سارے کو سنا ہے اس کے حلق میں لے رہا ہے

”اچھا بڑی صاحب! کیا؟“ وہ لاٹن بمیں اُتر رہے تھے۔

”تمہارا دل میرے میں ہیں۔ اور اس لیے تمہارے ساتھ دیکھ کر کئی ہے۔ حملہ کاروں کو ڈسٹ مچا دیا ہے گاؤں کی گیس نے جڑیں سے اسی خوشی میں اور یہ اسے شریک کرانے کے لگی ہے۔ تمہارے خوشی سے تیار۔“

”جی ہاں، یہی جانتے کے لیے آپ کو فون کرنے والی تھی۔ مگر کوہاں۔“ سارا نے بیٹھتے بیٹھتے رک کر

اسپیشیوٹیل ایجنسی آپ سے کچھ بات کر رہی ہے۔

”جی ہائیر!“ وہ پوری طرح اس کی طرف متوجہ ہو گئی تھی۔
 ”دیکھو بیٹا!“ جو میں سوچوں سب کچھ بتاتا۔ کیا اس پر لے آئی کسی کو بات کی ہے کہ وہ راز اسے سن کر کہے

مگر تو سیفِ حمد نے بہت نرمی سے پوچھا جبکہ نظریں اس کے چہرے پر جمی رہنے دیں، جب ہی اس کی پریشانی
چھوٹی نہیں رہی۔ یہ واقعہ بھی اُن کی تھی۔

”اگرچہ یہ سب کچھ کہہ کر وہ بے اختیار ہنس پڑا۔
 ”میری سہیلی! یہ تو بڑا عجیب سا خیال ہے۔ کیا تم نے اس کی تصدیق کی ہے؟“
 ”جی نہیں، میں سمجھ میں نہیں آیا کیا کہہ رہی ہو۔“
 ”اب اس کو یہ خیال ہونے کی ضرورت نہیں۔ تب تک جبکہ اس کا وہ سب سے طبع علمیات نہیں ہوگا۔“

”میں کہتا ہوں کہ اگر آپ نے اس شخص کو بھروسہ کر لیا ہے تو اس شخص کو بھروسہ کرنے میں شک نہ کریں۔“

[illegible]

توصیف احمد یک دم سنا میں گئے تھے۔

(بانی مکتبہ ابن سناء اللہ)

2014 59 2014

”ویسے فیشن اچھا ہے کم از کم سب کو دیکھ کر معلوم ہوتا ہے۔“

میں نے کہا کہ آپ کو جیسا کہ چاہیں۔ اور میں نے کہا کہ میں نے آپ کو
 سب سے پہلے بتا دیا تھا کہ میں نے آپ کو سب سے پہلے بتا دیا تھا کہ میں نے
 آپ کو سب سے پہلے بتا دیا تھا کہ میں نے آپ کو سب سے پہلے بتا دیا تھا کہ میں نے
 آپ کو سب سے پہلے بتا دیا تھا کہ میں نے آپ کو سب سے پہلے بتا دیا تھا کہ میں نے



خود کو اور تو اس سے پہلے اس کے نکور سے ملے
 ملے نہ سجاتے ہیں۔ یہ اس کا بہت بڑا معمول تھا۔ میر
 سے وہ سیدھی گئی تھی کہ بڑی اور باتیں کر رہی تھی
 اس وقت اس کے چہرے پر ایک چہرہ دکھائی دیا۔ اس
 سے وہ اپنے آپ کو روک رہی تھی۔ اس کی وہ چوٹی تو سنی
 تھی وہ یوں ہی چلا رہی تھی۔ اس کے معنی بھی نہیں سمجھ سکتی
 رنگ تھے اب ان کی وہ لکڑی ہاتھ پر لگی تھی۔ اسی ماند
 پڑی رنگت والے چہروں کی توکری میں موجود مسخ
 گلاب نے اسے چہرہ دکھایا تھا۔

نرما کا ظلیٹ چہرہ بھی منہ پر تھا۔ ایک نظارہ میں تھو
 ظلیٹ تھے جن کی ہوا میں مشرق کی شمس سے رنگت
 کہ اس کے لٹکوں کے دکھ سکھ ہوا تھا۔ آئے دن
 لڑنے کے ان لٹکوں کے کلین بدلے رہتے۔ کوئی چو
 پاؤں ان میں سے کسی سے شکایت نہ کرتی تھی۔
 ان کی زندگی اپنے آپ کو روک رہی تھی۔
 ایک شکر کہ چھوٹی سی راہروں میں جس میں سہل
 سہل پاتے والوں کے قدموں کی چھاپا بھری رہتی اور
 رمل کی روانی کا احساس ملتی رہتی تھی۔ اسی راہروں کو وہ
 سب اپنے تئیں کے طور پر استعمال کرتے۔ تئیں میں
 کھڑے ہو کر تیزی سے بھاگتی گاڑوں اور ٹرکٹ میں
 دھم دھم کرتے لوگوں کو وہ بھی بھگتا رہتی تھی۔ اسی
 تئیں میں سر اٹھا کر نصف شب کے وقت بھی کبھی
 اس کے دل میں نیلے آسمان کو دیکھنے کی خواہش جاگ
 اٹھتی جس پر نہ بے بھی روشن ستارے چمکا کرتے
 تھے۔ اب تو سب خواب و خیال ہو چکا تھا۔
 نے وہ پھول اس کے بالوں میں سجایا۔

ان کی یہ وہ کہیں پر تھیں۔ پاؤں میں لڑ رہی تھیں
 چھوٹی ہوئی اپنے تئیں کی طرف آ رہی تھی۔
 وہم و گھبراہٹ میں تھی۔ تھیں۔ تھیں۔ تھیں۔
 آج وہ گلاب اس کے خستہ ہونے لگی تھی۔

نرما خیالی چہرے کو اڑاتے ہیں۔ منو آتا تھا۔ ظلیٹ میں
 اس کا وہ لٹکے لٹکے تھوڑے لٹکے تھے۔ اس کی توکری
 کی طرح بھاگتی تھی۔ اس کی توکری کی طرح
 پر تھیں۔ اس کی توکری کی طرح
 گری خالی تھی۔ جس کا منصب تھا۔ اس کا منصب
 کر کے میں چلی گئی تھی۔ اس کے ساتھ ہی تھی۔
 داتھ جس کے ساتھ تھی۔ اس کے ساتھ ہی تھی۔
 پانی کے چھینے مارنے سے پہلے اس کے چھینے میں
 دیکھا۔ تھیں۔ تھیں۔ تھیں۔ تھیں۔ تھیں۔
 بہت مہیاں اور بالوں سے جھلکتے چاندی کے گہرے کار
 دکھائی دے رہے تھے۔ یہ روزانہ کا معمول تھا۔ کوئی
 اس کی بات نہیں جانتے تھے۔ ان کی باتیں۔ ان کی توکری
 میں موجود وہ آواز تھیں۔ اس کے ساتھ ہی تھی۔

یہ پھول کوئی نہ کہ گیا۔ راہروں میں کوئی موجود نہیں
 تھا۔ اپنے علاوہ کسی تئیں پر اسے کوئی دوسرا شخص
 دکھائی نہیں دیا۔ یہ کھلی تھیں۔ تھیں۔ تھیں۔
 والا جانتا تھا کہ وہ اس وقت میر سے لڑ رہی تھی۔
 میں داتھ تئیں پر منہ ہو کر ظلیٹ میں جا رہی تھی۔
 کوئی بھی تھا اس نے فرما کر اٹھا دیا تھا۔
 تمہارے لیے کریں۔ تھیں۔ تھیں۔ تھیں۔
 ہوں۔ تو پھول اس کے آواز کے۔ تھیں۔ تھیں۔
 کہ۔ وہ داتھ چوٹی میں تھیں۔ تھیں۔ تھیں۔
 اس نے سوجھ بوجھ میں تھیں۔ تھیں۔ تھیں۔
 تھیں۔ تھیں۔ تھیں۔ تھیں۔ تھیں۔

نیرما بھی تھیں۔ تھیں۔ تھیں۔ تھیں۔ تھیں۔
 کوئی نہ تھا۔ تھیں۔ تھیں۔ تھیں۔ تھیں۔ تھیں۔
 تھیں۔ تھیں۔ تھیں۔ تھیں۔ تھیں۔
 تھیں۔ تھیں۔ تھیں۔ تھیں۔ تھیں۔
 تھیں۔ تھیں۔ تھیں۔ تھیں۔ تھیں۔
 تھیں۔ تھیں۔ تھیں۔ تھیں۔ تھیں۔
 تھیں۔ تھیں۔ تھیں۔ تھیں۔ تھیں۔
 تھیں۔ تھیں۔ تھیں۔ تھیں۔ تھیں۔

گلاب کو دیکھ کر اس کا دل عجیب طرح سے دھڑکا
 ہوا شاید کبھی میں جھلکتا تھا۔ وہ میر کے ساتھ
 تھیں۔ تھیں۔ تھیں۔ تھیں۔ تھیں۔
 پھولوں کو توکری سے لٹکے لٹکے تھے۔ اس وقت لونا
 تھیں۔ تھیں۔ تھیں۔ تھیں۔ تھیں۔
 سب وہ ان کے ساتھ تھے۔ تھیں۔ تھیں۔ تھیں۔
 عورت راہروں میں گیل لٹکے تھے۔ تھیں۔ تھیں۔
 تھیں۔ تھیں۔ تھیں۔ تھیں۔ تھیں۔
 تھیں۔ تھیں۔ تھیں۔ تھیں۔ تھیں۔
 تھیں۔ تھیں۔ تھیں۔ تھیں۔ تھیں۔
 تھیں۔ تھیں۔ تھیں۔ تھیں۔ تھیں۔
 تھیں۔ تھیں۔ تھیں۔ تھیں۔ تھیں۔

نرما نے اس کے ساتھ تھیں۔ تھیں۔ تھیں۔ تھیں۔ تھیں۔
 تھیں۔ تھیں۔ تھیں۔ تھیں۔ تھیں۔
 تھیں۔ تھیں۔ تھیں۔ تھیں۔ تھیں۔
 تھیں۔ تھیں۔ تھیں۔ تھیں۔ تھیں۔
 تھیں۔ تھیں۔ تھیں۔ تھیں۔ تھیں۔
 تھیں۔ تھیں۔ تھیں۔ تھیں۔ تھیں۔
 تھیں۔ تھیں۔ تھیں۔ تھیں۔ تھیں۔
 تھیں۔ تھیں۔ تھیں۔ تھیں۔ تھیں۔
 تھیں۔ تھیں۔ تھیں۔ تھیں۔ تھیں۔
 تھیں۔ تھیں۔ تھیں۔ تھیں۔ تھیں۔
 تھیں۔ تھیں۔ تھیں۔ تھیں۔ تھیں۔
 تھیں۔ تھیں۔ تھیں۔ تھیں۔ تھیں۔

نرما نے اس کے ساتھ تھیں۔ تھیں۔ تھیں۔ تھیں۔ تھیں۔
 تھیں۔ تھیں۔ تھیں۔ تھیں۔ تھیں۔
 تھیں۔ تھیں۔ تھیں۔ تھیں۔ تھیں۔
 تھیں۔ تھیں۔ تھیں۔ تھیں۔ تھیں۔
 تھیں۔ تھیں۔ تھیں۔ تھیں۔ تھیں۔
 تھیں۔ تھیں۔ تھیں۔ تھیں۔ تھیں۔
 تھیں۔ تھیں۔ تھیں۔ تھیں۔ تھیں۔
 تھیں۔ تھیں۔ تھیں۔ تھیں۔ تھیں۔

چو تھی۔ تھیں۔ تھیں۔ تھیں۔ تھیں۔ تھیں۔
 تھیں۔ تھیں۔ تھیں۔ تھیں۔ تھیں۔
 تھیں۔ تھیں۔ تھیں۔ تھیں۔ تھیں۔
 تھیں۔ تھیں۔ تھیں۔ تھیں۔ تھیں۔
 تھیں۔ تھیں۔ تھیں۔ تھیں۔ تھیں۔
 تھیں۔ تھیں۔ تھیں۔ تھیں۔ تھیں۔
 تھیں۔ تھیں۔ تھیں۔ تھیں۔ تھیں۔
 تھیں۔ تھیں۔ تھیں۔ تھیں۔ تھیں۔
 تھیں۔ تھیں۔ تھیں۔ تھیں۔ تھیں۔
 تھیں۔ تھیں۔ تھیں۔ تھیں۔ تھیں۔
 تھیں۔ تھیں۔ تھیں۔ تھیں۔ تھیں۔
 تھیں۔ تھیں۔ تھیں۔ تھیں۔ تھیں۔

نرما نے اس کے ساتھ تھیں۔ تھیں۔ تھیں۔ تھیں۔ تھیں۔
 تھیں۔ تھیں۔ تھیں۔ تھیں۔ تھیں۔
 تھیں۔ تھیں۔ تھیں۔ تھیں۔ تھیں۔
 تھیں۔ تھیں۔ تھیں۔ تھیں۔ تھیں۔
 تھیں۔ تھیں۔ تھیں۔ تھیں۔ تھیں۔
 تھیں۔ تھیں۔ تھیں۔ تھیں۔ تھیں۔
 تھیں۔ تھیں۔ تھیں۔ تھیں۔ تھیں۔
 تھیں۔ تھیں۔ تھیں۔ تھیں۔ تھیں۔
 تھیں۔ تھیں۔ تھیں۔ تھیں۔ تھیں۔
 تھیں۔ تھیں۔ تھیں۔ تھیں۔ تھیں۔
 تھیں۔ تھیں۔ تھیں۔ تھیں۔ تھیں۔
 تھیں۔ تھیں۔ تھیں۔ تھیں۔ تھیں۔

نرما نے اس کے ساتھ تھیں۔ تھیں۔ تھیں۔ تھیں۔ تھیں۔
 تھیں۔ تھیں۔ تھیں۔ تھیں۔ تھیں۔
 تھیں۔ تھیں۔ تھیں۔ تھیں۔ تھیں۔
 تھیں۔ تھیں۔ تھیں۔ تھیں۔ تھیں۔
 تھیں۔ تھیں۔ تھیں۔ تھیں۔ تھیں۔
 تھیں۔ تھیں۔ تھیں۔ تھیں۔ تھیں۔
 تھیں۔ تھیں۔ تھیں۔ تھیں۔ تھیں۔
 تھیں۔ تھیں۔ تھیں۔ تھیں۔ تھیں۔
 تھیں۔ تھیں۔ تھیں۔ تھیں۔ تھیں۔
 تھیں۔ تھیں۔ تھیں۔ تھیں۔ تھیں۔
 تھیں۔ تھیں۔ تھیں۔ تھیں۔ تھیں۔
 تھیں۔ تھیں۔ تھیں۔ تھیں۔ تھیں۔

[illegible]

شرجیل اس کے پاس سے گزرا اور شیوا کی بات چھوڑ کر اس کے پاس سے گزرا۔ شرجیل نے وہ بات کرنا چھوڑ دی۔
 اس نے کہا کہ وہ اس کے پاس سے گزرا اور وہ اس کے پاس سے گزرا۔
 اس نے کہا کہ وہ اس کے پاس سے گزرا اور وہ اس کے پاس سے گزرا۔
 اس نے کہا کہ وہ اس کے پاس سے گزرا اور وہ اس کے پاس سے گزرا۔
 اس نے کہا کہ وہ اس کے پاس سے گزرا اور وہ اس کے پاس سے گزرا۔

”یہ تو میری عانتی ہو۔“ مہارے کی کھل
 اس شام واقعی سرتاج طٹ میں شرجیل نے رہا کا
 رستہ روک لیا۔ وہ مہارے سے ہٹ کر بیچ شرجیل کے
 وقت میر کرنے لگی تھی مہارے خیر نہیں تھی کہ شرجیل
 بھی اس کے پیچھے پیچھے چل رہا ہے۔ مہارے نے یہ مہارے چکر
 لگائے کہ بعد کد م اس نے نہ کو مخاطب کر لیا۔
 ”میں کچھ کہنا چاہتا ہوں۔“ وہ کھلیو تر سنا۔
 نہ کو اس نے کایت انوں سے انتظار تھا۔ اس
 کے قدم روک سکے۔ انوں میں عجیب طہ سے دھڑکنے لگا۔
 ”جی۔“ بھٹک اس نے کہا۔

”میں۔۔۔ پیشانی سے ہوئے وہ پھر چپ رہ گیا۔ وہ
 کس بچہ کا کالج کا لڑکا نہیں تھا۔ چالیس سالہ مہارے
 جس نے نہ کی کو بیچ دیکھ کر بھی مہارے نے
 کیوں وہ اپنی بات کہہ نہیں پڑا تھا۔ وہ تیکہ چپ
 کھڑا رہا۔
 ”میں جاؤں؟“ نہ نے اپنے دل کی دھڑکنوں کو
 سنبھالنے کی ناکام کوشش کرتے ہوئے پوچھا۔ وہ بھی
 اس کی قیمت میں بھٹی جا رہی تھی۔
 شرجیل نے اس کے سوال کا جواب نہیں دیا۔
 نے جواب دینا ضروری بھی نہیں سمجھا۔ دونوں اسے
 پہنچے تو مہارے نے اپنی بات پر چپ رہنے لگا۔

مہارے نے مہارے کو دیکھا۔
 مہارے نے مہارے کو دیکھا۔
 مہارے نے مہارے کو دیکھا۔
 مہارے نے مہارے کو دیکھا۔
 مہارے نے مہارے کو دیکھا۔

لڑکی۔۔۔ مہارے کے ساتھ شرجیل کے پاس
 انوں کتاب سے نہ کو مہارے۔ شب سے دھڑکنے
 مہارے نے سہری لٹک میں سہری کتاب مہارے کے
 لٹک میں۔ کا خیال تھا مہارے کے پاس کے یہ
 شرجیل کے پاس کے یہ خیال تھا مہارے کے پاس کے یہ
 شرجیل کے پاس کے یہ خیال تھا مہارے کے پاس کے یہ
 شرجیل کے پاس کے یہ خیال تھا مہارے کے پاس کے یہ
 شرجیل کے پاس کے یہ خیال تھا مہارے کے پاس کے یہ

یہ مہارے کے پاس کے یہ خیال تھا مہارے کے پاس کے یہ
 شرجیل کے پاس کے یہ خیال تھا مہارے کے پاس کے یہ
 شرجیل کے پاس کے یہ خیال تھا مہارے کے پاس کے یہ
 شرجیل کے پاس کے یہ خیال تھا مہارے کے پاس کے یہ
 شرجیل کے پاس کے یہ خیال تھا مہارے کے پاس کے یہ
 شرجیل کے پاس کے یہ خیال تھا مہارے کے پاس کے یہ
 شرجیل کے پاس کے یہ خیال تھا مہارے کے پاس کے یہ

نہ کو اس نے کایت انوں سے انتظار تھا۔ اس
 کے قدم روک سکے۔ انوں میں عجیب طہ سے دھڑکنے لگا۔
 ”جی۔“ بھٹک اس نے کہا۔
 ”میں۔۔۔ پیشانی سے ہوئے وہ پھر چپ رہ گیا۔ وہ
 کس بچہ کا کالج کا لڑکا نہیں تھا۔ چالیس سالہ مہارے
 جس نے نہ کی کو بیچ دیکھ کر بھی مہارے نے
 کیوں وہ اپنی بات کہہ نہیں پڑا تھا۔ وہ تیکہ چپ
 کھڑا رہا۔
 ”میں جاؤں؟“ نہ نے اپنے دل کی دھڑکنوں کو
 سنبھالنے کی ناکام کوشش کرتے ہوئے پوچھا۔ وہ بھی
 اس کی قیمت میں بھٹی جا رہی تھی۔
 شرجیل نے اس کے سوال کا جواب نہیں دیا۔
 نے جواب دینا ضروری بھی نہیں سمجھا۔ دونوں اسے
 پہنچے تو مہارے نے اپنی بات پر چپ رہنے لگا۔

شرجیل کے پاس سے گزرا اور وہ اس کے پاس سے گزرا۔
 اس نے کہا کہ وہ اس کے پاس سے گزرا اور وہ اس کے پاس سے گزرا۔
 اس نے کہا کہ وہ اس کے پاس سے گزرا اور وہ اس کے پاس سے گزرا۔
 اس نے کہا کہ وہ اس کے پاس سے گزرا اور وہ اس کے پاس سے گزرا۔
 اس نے کہا کہ وہ اس کے پاس سے گزرا اور وہ اس کے پاس سے گزرا۔

”جی بات تو یہ ہے کہ مجھے میرے پاس میں بیٹھنے والی لڑکی
 کا نام جی معلوم نہیں۔“ شرجیل نے اعتراف کیا۔
 نہ کو اس کی سہمت سے دھڑکنے لگا۔
 اس کے پاس اس کا ساتھ چھوڑ رہے ہیں مہارے نے
 سب مہارے شرجیل کے پاس میں رہا تھا۔ شرجیل نے
 وہ رہے ان کو دیکھا تھا اور وہ لڑکی اس کے پاس میں رہا تھا
 تھی۔ اب کو اپنے کی خواہش کی موڑ اپنے دل میں
 رکھنے کے بعد کن دھڑکنے لگا۔
 لڑکی نہیں لڑکی کے پاس میں رہا تھا۔ شرجیل نے
 اپنے کپڑوں کی لٹک میں دیکھی ہوئی کتاب لگا لگی۔
 کیا یہ پھولوں کے ساتھ ملنے والی کتاب اس نے
 شرجیل کو تھما دی۔

”اس کتاب میں نہیں پڑتی۔“ نہ کے کھوکھلے لیے
 لڑکی نے لڑکی کو شرجیل نے حیرانی سے نہ۔
 ”یہ کتاب؟“
 ”میں نے کہا میں اندھی لڑکی کتاب میں
 پڑتی۔“ نہ نے نہ دے ہوئے لیے میں شرجیل کو
 بتایا۔ شرجیل بھی ایک دل کے لیے سہمت نہ گیا۔
 نہیں جانتا تھا کہ وہ لڑکی میں کرسی پر بیٹھنے والی
 لڑکی بنالی سے محروم ہے۔ اسی حیرانی نے اسے دنیا کی
 نظموں میں بے وقعت کر دیا ہے۔ وہ ہر وقت کھولی
 کھولی کتابیں پڑھتی ہے۔ نہ کی میں اس کے لیے
 کوئی مروت کوئی رنگ نہیں ہے۔ کوئی اس کا ہاتھ
 نہ نے کو تیار نہیں۔
 ”میں کو سرخ اور نہ رنگ کے پھولوں میں فرق

چوچرین سنگ سحر طر

وہاں اندھیر بہت تھا۔ وہیت ناک شام تھا اسے
سرت ڈر تک رہا تھا۔ وہ وہاں سے لٹا پڑتا تھا۔ وہ نہا گئے
کے لیے اپنے ہاتھ پاؤں ہونے کی کوشش کر رہا تھا۔ مگر
وہ ہاتھ پاؤں نہیں رہا تھا۔ وہ نہا گئے کے لیے نہ تھا۔
کوئی تو آجائے اس کی مدد کے لیے۔ کوئی تو آکر
اسے اس اندھیرے سے نکال دے۔ وہ رو پڑا۔ وہ
رو تھا۔ وہ رہا تھا۔ وہ چلا۔ وہ چلا۔ وہ چلا۔ وہ چلا۔
ناک منائے میں اس کی گواہ بننے والا کوئی بھی نہ تھا۔
اب اندھیرے سے مدد کسی میں ہے جانے والا کوئی نہ
تھا۔ اس نے اپنے لیے کوئی آواز نہیں کسی کے قہقہے کی آواز
بھی نہ لی۔ وہی گئی تھی۔

مکہ کا ناول

یہ کون تھا کہوں میں کی ہے سب پر ہنس رہا تھا۔
بے چین سے گھومتے تھے اس کی آنکھ کھل گئی
تھی۔ وہ سر سے پاؤں تک پہنچنے میں نہ رہا تھا۔ اس
کے پورے جسم پہ یکساں روشنی طاری تھی۔ اس
نے بے پروائی سے ہر طرف نگاہیں گھمائی تھیں۔ اسے
اندھیرا دکھائی دیا۔ اس نے ہاتھ رکھ کر دیکھنے میں
رکھا۔ لیمپ روشن کیا۔ لیمپ روشن کرتے ہوئے اس
کے ہاتھ ہوئے ہوئے ہرگز سے تھے۔ لیمپ نے
کمرے میں چھپے اندھیرے کو کم کر دیا تھا مگر اسے یہ
میدانی نااہلی محسوس ہو رہی تھی۔ اب اس اندھیرے
اس منائے اور اس خاموشی سے وحشت ہو رہی تھی۔



82

Journal of Management Education



تھی۔ چھپائی کی وجہ سے گلوے میں انگریزی بول
بارش تھی۔

"ہمت سے ٹوٹ تو اس حد بھی تک میں تھا
کہ شے کو مہربانی دینا شروع کر گیا تھا۔"
یہ انہیں کر دینا تو اس کی طرف دیکھ کر ہی تھی۔
دو ہر نو اس کی بات پر قہر لگا کر ہوا تھا۔
"اور ہم دونوں بچوں کی اس عائد فنی کو دور کرنے
کے بجائے اس پر خوب ہنسا کرتے تھے۔"
وہ سکندر کو بتا رہا تھا۔ وہ اپنے مخصوص پر تکلف
اور اس ہمت پر انکا مسکرا رہا تھا۔ شائستگی اور مروت کا
مظاہرہ کرنا ہوا۔

"میر تقی میر تو پورا ہو گیا۔ اب تم سکندر صاحب کا
بھی مکمل تعارف کروا دو۔ میں ان سے پار سے میں
صرف بتا رہی ہوں کہ ان کا نام سکندر ہے یہ اپنے
کئی سفیشل کام سے رو میں ہیں اور انہیں دیکھو اور
مشہور مزاحیہ پڑھو۔"

اس شے کی شان سیکس یا تین دریاؤں پر فری ہوتا
است کس قدر اگلا کرتا ہے۔ کاش دیر تو یہاں نہ ہوتا
تو وہ ستیتا۔

"سکندر دہا میں ہماری کئی کے لیجی اینڈ انڈر
ہیں۔ بہت ہی قابل اور ذہین لائریں۔ آفس سی کے
کام سے دو تین بختوں کے لیے روم میں ہیں۔" دیر تو
لیز اکوٹا نے انکا اب اس وقت ناظرین کا کچھ کام تو ہو
ہیں سکتا تھا۔ سو سو فی رہا تھا کہ دیر تو سے معذرت
کر کے بنے۔ بنیں میں چھ چائے ان دو دوستوں کو
معتلو کرنا چھوڑ کر کہ لیز دیر تو سے انگریزی میں
بولی۔

"میننگ میں اعلیٰ درجہ ہے۔ میں کچھ جلدی
آئی میں نے سوچا میں کچھ مزید تمہارے آفس
تلی ہوں۔ تمہیں مجھے اپنے ساتھ چلنے کے لیے
دعوت ہو گئی۔"

وہ مسکرا کر بے تکلفی سے ہنسی۔ دیر تو
تعبہ لگا رہا تھا۔
"میں میں میں تمہیں لایا دے گا۔" لیز نے

تے کے بعد وہ اس کی طرف متوجہ ہو گیا۔
"میں نام تو ہو گیا ہے۔ چلو سکندر انہیں باہر چل
کر چلے گئے ہیں ہم تھیں۔"

دیر تو نے۔۔۔ مٹی کی دیواروں کی حالت دیکھی۔ اسے
اپنا ہوشیار مشیجہ اور سیاہی انداز قرار رکھا تھا۔ وہ
انکار کر کے ہکا نہ بن کا مظاہرہ نہیں کرتا تھا۔ کہ وہ
دونوں یہ تاثر لیں کہ وہ لیز کو قصہ "انور کرنا چاہتا
تھا۔ اور اس کی وجہ سے انکار کر رہا ہے۔
"اگر کے چلو۔" اس نے شہیدی سے چلنے کی ہائی
بھری تھی۔

نہ نہ نہ

افس سے قریب ہی ایک ریفرنٹ میں وہ دونوں
بیٹھ ہوئے تھے۔ انہیں ان کا بیچ سوچیں کیا گیا تھا۔ دیر
نے سب سے پہلے ایک پاسکٹ جس میں کئی طرح کے
دوا رکھے ہوئے تھے اور ایک پاگل جس میں اسے
آکل تھا ان کی میز پر رکھ کر کہا۔

وہ دوا انہیں کے ساتھ بیٹھ ہوا تھا اور اسے اپنی
مرتبہ چاہا تھا کہ اٹلی کے سوگیا اپنے کھا۔ تاہم اس
طرح کرتے ہیں۔ لیز اور دیر تو اب اپنی کچھ باتیں
میں ایک ایک دوسرا تھا کہ کھا تھا۔ وہ دیر تو نے
باہوں سے توڑ توڑ کر لیتے۔ اس میں تو دیر تو نے
اسے مزے لے کر حمارت تھے۔ اسے کچھ تو
اس کے کھانوں سے طور طریقوں سے۔ اسے لے لے
چند تو اسے دیر تو نے لے لے لے لے لے لے لے لے
کر لیے تھے۔

اسی دور میں اس کا ایک کھانا سیریا لایا تھا۔ وہ
فری تھا۔ وہ لایا تھا۔ وہ لایا تھا۔

تھیں اس کے اس لائن سیریس سے (Latitude) پر نہ
تھی۔ یہ مٹی شہید جسم کی آرشٹ سے اور خاصی
تھی۔

دیر تو لیز کی طرف دیکھ کر سکندر سے ہنستے ہوئے
بول رہا تھا۔ اس کی معلومات میں اس نے لے لیے یہ
تھا تھا کہ گزشتہ دنوں اس لوگوں نے لے پنے آفس کا



[illegible]

میر پرستے ہوئے اسے چار ہفتہ آٹھس ٹائٹلنگ
کے دور میں بھی اپنے سے دو گنے کالج انٹیمز کے لیے
بڑی عام سی بات تھی۔ وہ لوگ ریٹائرمنٹ سے اٹھ
رہے تھے۔ حسبِ پڑنے اے انہوں نے یہ۔

”یا قسمت تم لالوں کو ملونا چھوڑوے اور تم لہرا سے ملنا چاہو۔“ مدبر نو مسکرا کر برا تھا۔ وہ دیر کو چھینٹ رہا

وہ قیوں آکر آگئے تھے۔ لیکن اپنی میٹھ کے لیے
 چلی گئی تھی۔ انکو وہ بہت کے ساتھ ہی پ
 آئی تھی۔ جس طویل میں اچھا خاصہ وقت
 تھا۔ وہ سید کی سے فوراً اپنے کام میں
 ہو گئی تھی۔

اچھا دوست! جس کی شہادت
 کے بارے میں میں نے سنا ہے۔
 وہ ایک ایسا شخص ہے جس نے
 کے لئے کوشش کی ہے۔
 کر کے ایک نیا راستہ
 وہ خود ہی نے گزرا ہے۔
 جس نے وہ کئی اہم شخصیت
 میں ہے (اسی دور میں محسوس کی گئی ہے)۔
 شاعر نے بولا۔

”میں نے اس پر اسرار میں شریعت (دشمنی) کے لیے“
اس بار اس کے لیے نور اللغات میں نمایاں ہے۔
تھی۔ اس نے مجھے (خداوندی) سے فرض کر لیا تھا کہ اگر وہ
اس کے بچپن کے دوست کا کوئی کٹل کرے گا تو وہ
اس کے ساتھ بے گناہ ہو کر بات نہ کر سکتی ہے۔
”نہیں۔ مجھے بالکل بھی شریعت نہیں ہے۔“
غور کے ساتھ پانچ گھنٹے ہوئے اس نے اسی پیچیدگی
سے جواب دیا۔ میرے بغور اسے دیکھا تھا ہاتھ نہیں
کیے تھے۔

پانچویں گے بعد روڑ ٹوسے پات نہ رتے کرتے لڑا
نے چونک اس سے پوچھیں تھا۔ میں نے حیرانی سے
استدعا کیا۔ تب اس نے دستار و سب تکفیانہ انداز
میں بات کرنا کہاں کر رہا تھا۔ مگر وہ اس کا قصدا ہے
خبر سے اس نے نہیں روئے رہا تھا۔

”ہاں شہید۔“ اس نے شانے کو پکڑ کر تھپڑ مار دی

[illegible]

$\frac{1}{n} \sum_{i=1}^n x_i = \bar{x}$

اسے دیکھ کر سے ڈر کر رہا تھا۔ اس کا دم ٹھٹھ
رہا تھا۔ اسے ماس لینے میں مشکل ہو رہی تھی۔ سو وہ پتہ
رہا تھا۔ وہ دیکھتا تھا۔ اسے اندر دیکھ کر سے لگتا تھا کہ
کب نہیں آئے۔ اسے اندر دیکھ کر سے لگتا تھا کہ
بے چارہ ماس لینے میں مشکل ہو رہی تھی۔ سو وہ پتہ
رہا تھا۔ اسے دیکھ کر سے لگتا تھا کہ کب نہیں آئے۔
اسے دیکھ کر سے لگتا تھا کہ کب نہیں آئے۔

$$\frac{1}{2} \left(\frac{1}{2} \right) = \frac{1}{4}$$

ہمسفر! میں چاہتا ہوں تم ہمدرد میں اپنے ہیں

فردی کے لئے یہ سچا رہنما ہے جو اس کو سچے شہر کی
 سبکدوشی سے آگاہ کرتا ہے۔
 جو شخص کے بعد پڑھیں گے وہ
 ان کی زندگی کو سب سے زیادہ
 اور اعلیٰ

خدا مت میں مصروف رہا کرتے تھے۔ شہزاد خان اس
گھر کے حکام کا اہل تھا۔ خود پسند کرتے تھے وہ یہ بھی
کہتا تھا جو پالندہ کرتے تھے۔ کسی کی مجال نہ تھی
کہ اسکا۔ یہ کارسی میں بھی پہنچ بھی ۱۱ امیدت باپ
کی طرف دیکھتا رہا شاید اچھی ۱۵ اس کے بارے میں بھی
یہ کسی خواہش کا اظہار کریں۔ ”ذہن میں چاہتا ہوں
میں یہ بدولتین کہ انرا یہ شور میں ایلو میں دینا۔“ پھر
اس کی حسرت نصرت ہی رہی تھی۔ ”سکندر شہزاد کے
آسے انہیں ۱۵ نہ بھی نظر نہ تھا نہ ہی اسکا تھا۔ ۱۵
شجیرہ کی سے سکندر کے ساتھ انکو ملے مصروف تھا۔
اس کے کیرپہ پر ٹیوشن اور مستقبل کے جو سہ سے
انہوں نے کیا پینٹ کر رکھا تھا ۱۵ یہ سب ۱۵ سکندر
کو بتا رہے تھے اور وہ قریباً اچھا پاپ اور دیکھ یہ بتا رہا
کے جہان سے اتفاق کر رہا تھا۔

میں نے اس کے ساتھ ساتھ ہی ایک اور کتاب بھی لکھی۔ وہ "میں نے کیا کیا" نام کی ہے۔ اس میں میں نے اپنے اپنے وقت کے حالات اور اپنے اپنے خیالات لکھے ہیں۔ اس کتاب کو بھی میں نے اپنے دوستوں کو دیا تھا۔

سکندر اس کی پامیلیا پر بہت خوش ہوا تھا۔ اس نے اسے گلے لگا کر مار کیا تھا۔

میں۔ مگر سترہ ماہ کی عمر میں ہی انہیں ترقی ملی۔ جو
چھ ماہ کی عمر میں انہیں ملا۔ انہیں ترقی ملی۔ جو
چھ ماہ کی عمر میں انہیں ملا۔ انہیں ترقی ملی۔ جو

[illegible]

وہ اپنے لئے رہنما ہے اور باقیوں کے لئے رہنما ہے

بھائی کی کوششیں ایک نئی شکل اختیار کر گئیں۔

”یہ کہ وہ اس وقت اس کی گاڑی میں اس کے سرے

نیکو سویرے سے اسے دو سرے شہر پہنچانے جارہی تھیں،

اس کا جواب ہے کہ "ہاں، اس کی طرف سے جو کچھ بھی ہو گا وہ میری طرف سے نہیں ہو گا۔"

ایسا کھل کھلا کر نہی تھی۔ "میری یہ زورانیوں تک ہی
تمہیں ٹھیک وقت پر تھماری منزل پر پہنچائے گی۔"
اساتھ بیات کس قدر بھنی بھلات تھی۔
"تم نے میرے دل میں لب تلک کمال کہاں لکھو
لہذا کچھ دھڑک کر کہہ کر لے گی۔"

چند منٹوں کی خاموشی کے بعد لڑانے اس سے
 دو تھلے اس کے میرے روبرو کھینے میں اپنے شہر کے
 گئے بے پناہ دوست تھے۔
 "نئی بھی جگہ کی نہیں" میں نے صرف
 Veneto اور Via Barberini
 Via کے آس پاس کی جگہیں آتے جاتے دیکھی
 ہیں۔" وہ صاف گولی سے ہو۔

مکینہ نام eternal city میں اور دنیا بھر کے
 نورسٹ کی نورسٹ جگہ پر آئے ہوئے ہو اور وہاں پر
 کچھ بھی نہیں دیکھا۔
 وہ حیرت کی زیادتی سے چٹائی قصبہ لیزا کے لفظ اور
 اس کا اندازہ بنا رہا تھا کہ وہ اپنے شہر سے محبت کرتی
 ہے اور اس پر شرمیں بھی دکھاتا ہے۔
 ”ہاں میسرے پاس ٹائم نہیں تھا اور میرا دل بھی
 نہیں چاہتا تھا۔“

میرزا باغچہ گری سے بول تھا۔ لیزا نے اس سے
میرزا کا قتل
لیزا نے اپنے والد کے مطابق پوچھے آٹھ بیج
اسے دیئے۔

“We come to Naples the
birth place of pizza”
(یہاں کے پیدائشی شہر پلاز میں خوش آمدید -) پیزا کے
مسکرا کر قدرے غریب افراد نے۔ پس یہی سبب ہے کہ

مستقل جرائم پرانے اس گھور اور بے رحم قتل و دہشت
برپا کرتے ہیں وہ اپنے چوڑے بالوں سے محبت کرتی
تھی۔ جب ہی اس کے خوف کچھ مٹتا ہے پھر وہیں

”ہیکل میں تے طوطے تو نہیں کہہ۔ راکی ہوا کش
 پھوٹا ہوا کھنکھری تو ہے میری منظم جراثیم کا خاتمہ
 ہے تو تو نہیں سے ہوا کش کہہ کر اپنے لایم (amrita) کا
 کاغذ پاک تر بن جائے نہیں“

وہ اپنی مشیت پر فخر کرتا تھا البتہ ہر سکون تھا جس لیے
اسے لیا کوچہ اسے مل لطف بھی تھا۔
”ہاں یہ سب گھومنا مگر لوگوں کے ساتھ ملایا کچھ
نہیں ہے۔“ سہیلہ کی اس پوچھن پر بڑی زیادہ ہے۔
فوراً سہیلہ کے افغان میں ہنسنے لگی۔

آٹھ بجے اسے اس سڑک پر لے آئی تھی جہاں
اس کی کاپی کا ہیڈ آفس واقع تھو جن کے ساتھ اس کی
میٹنگ تھی۔ جس علاقے میں وہ تھی وہیں ہیری
عمر تھی تھی۔ وہ سانس نظر آتی ہیڈ ٹرو کی رہا تھی
جبکہ اس سے ہیں۔

۱۰ میلز کے دوسرے میں ایک تاری اور اس
اس ماڈرن علاقے سے ذرا شگرت ہے کہ یہ تاری
عمر میں گھر جاگہ اور نواریت ہا سٹریٹ ہے۔
اس نے برسات میں پانی بہا رہا ہے۔۔۔ اسی طرح پاور کو
استعمال کر کے تھوڑے جگہ پر بکس جس میں اس کی کو
جو چاروں طرف سے رہا تھا۔

پس جب کہ وہ اپنے گھر پہنچا تو اس نے دیکھا کہ اس کے
گھر میں ایک اور شخص بھی تھا۔ یہ شخص اس کی طرح
بھی بے روزگار تھا۔ اس نے اس سے کہا کہ میں نے
آج کل کوئی کام نہیں پایا ہے۔ اس نے اس سے کہا
کہ اگر تم میری مدد کرنا چاہو تو مجھے اپنا
کام بتانا چاہیے۔ اس نے اس سے کہا کہ میں
میں نے کبھی کام نہیں کیا ہے۔ اس نے اس سے
کہا کہ اگر تم میری مدد کرنا چاہو تو مجھے
اپنا کام بتانا چاہیے۔ اس نے اس سے کہا
کہ میں نے کبھی کام نہیں کیا ہے۔ اس نے
اس سے کہا کہ اگر تم میری مدد کرنا چاہو
تو مجھے اپنا کام بتانا چاہیے۔

اس نے دل میں ارادہ کیا تھا وہ اٹلی سے واپس
جہنے سے کل لیزہ کو کوئی ہمت اچھا اور یہی شخصہ
کر جانے کا۔ اس کے احسان کا بدلہ چکانے کے لیے

بسم الله الرحمن الرحيم
الحمد لله رب العالمين
والصلاة والسلام على
سيدنا محمد وآله الطيبين الطاهرين
الطاهرين

میرے لیے رحمت کا فرشتہ بنی ہو۔ تمہاری وجہ سے
میں سیدو خیر وقت پر قیام پاؤں۔"

اس نے تشکر کے احساس سے بہرہ مند ہو کر اپنے
دوستوں سے کہا کہ یہ باتیں کوئی بات کے
جس پر کروا کر ہوئی ہوگی۔

[illegible]

”لوہہ میں لپکتے ہوئے ڈراموں کی طرح بھی خون پیٹ کر کے
 سو رہا ہے۔ آج وہاں آگے کیا کل بجھ رہا ہے۔
 سو سمندر“ میں ہے۔ یہی ناشائستہ ہے کچھ دیر
 پہلے وہاں پہلے خانہ کی دیوار پر خیمیں ساٹھ لے کر
 منتشر کے کہیں قہر جوتا ہی نہیں مگر گروہ“

اس وقت تک کہ وہ اپنے گھر پہنچا تو اس نے اپنے گھر کے دروازے پر دستک دیا۔ اس نے کہا: "میرے گھر میں کوئی شخص نہیں آ سکتا۔"

وہ مسکراتے ہوئے گازی سے اترتی تھی۔ پیرا کا انداز
 عمل تھا کہ وہ اسے ساتھ لے کر ہی واپس جاتے گی۔
 وہ خاموشی سے گازی سے اتر پڑا۔ اس نے اپنی زندگی کا
 بڑا حصہ امریکہ میں گزارا تھا جہاں پار کا مطلب وہ
 پہلے تھی حال شراب نوشی کے لیے جیلا جاتا تھا۔ اعلیٰ
 سر سے تیار ہوا تھا کہ یہاں پار کا مطلب امریکہ والے
 پار سے باہر اکل ٹخف تھا۔ یہاں پار کا مطلب وہ تھک تھی
 حمالا اٹھتے سچ اپنے کام پر جانے سے پہلے کافی پیئے اور
 شہر کرتے یا کرتے تھے اسی طرح شام یا رات کے
 اوقات میں بھی یہاں زیادہ تر ٹائٹلز کافی منہ ہی کے

سید فیض محمد

SOHN HARRY

گرتے ہوئے پلٹ کر دیکھا ہے

● محمد صالح المنجد

● ہاؤس کو منظور و لاوارڈ قرار دیا گیا ہے۔

● مرحومین کی موتوں کا راز کھولنے کے لئے

— ۱۳۷۴ —

● سر محمد علی عثمانی کی یاد ہے

تحت 100 =

سیدہ حسنینہؓ : 12:12:12

1. 凡在本行开立存款账户的客户均可申请。

کے لئے یہاں سے چلے آئے۔ ان کے ساتھ ایک اور شخص بھی تھا۔

[illegible]

رنگین قیمت = 1000 روپے، چھوٹے قیمت = 100 روپے

گوشت مشرقی یاہر میں سے نکھڑا گیا اور مشرقیہ سے نکھڑا گیا ہے

عالمی سطح پر

4-250-2-2

[illegible][illegible]

ما آئینہ کار کا نام ہے

۱۰۰

بجلی گیس، 53 سالہ گریجویٹ اریکٹ ایجنٹ ملنے لگا ہے جنہیں گریجویٹ اور ایس

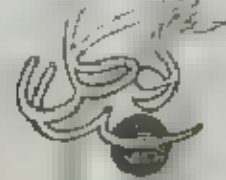
مجلسی شریعتی والی تحریکات اسلامی پشاور لائل ان چکری

عنہی حامس کریں

عزیز کس، فی! عیب دار گیت میکانیکو، ما ہم سے جتنا عیب ڈال رہا ہے

کتب، عراقی (۱) نجف، ۳۷، ابنه، دار کتب

32735021 200



”ای! ابو جان کب واپس آئیں گے؟“
 یہ وہ سوال تھا جو ہر رات سوئے ہوئے منہ کے بعد تیشہ میں سے
 کوئی ایک بچہ ضرور کر اس سے پوچھتا تھا۔
 وہ پارسے اس کے کال چھوٹی اور مسکرا کر تسلی
 دیتی۔ ”جس ابھی آجائیں گے چننا۔“
 اور وہ بیک امید کے منہ سے ہونے والے کو آنکھوں
 میں لیے باہر چلا جاتا۔ لیکن اس بار اس کے یہ سوال
 کرنے پر وہ چھوٹا چھوٹا
 ”کھانا ہے تاہم میں گھر آئی ہوں تک کر رہی ہو
 مجھے اسے؟“

اس نے کہہ تو دیا، لیکن اسے بھی نہیں تھی کہ
 حسان ابھی واپس آجائے گا یا اگر آپ بھی رات اس کے
 پاس کچھ ہو گا بھی نہیں۔ اس بار سچا سچا سوال
 ہو کر رہی تھی۔
 ”یہ کیا طریقہ ہے بچہ اسے بات کرنے کا؟“ اماں
 نے استغناء کیا۔

”تو کب کروں میں اماں! آپ سے بھوک بھوک کی
 رٹ لگا رہی ہے اور اسی بھوک میں ہواشت کر سکتے
 یہ ہوگے۔ اس کی سب زاری عورت پر چھی ہوئی تھی۔
 ”نہ سچے ہیں نہ سب اور بچے بھلا کب بھوک
 برداشت کرتے ہیں؟“

”تو اس میں میرا کیا قصور ہے؟“ اس وقت سے بد تو
 رہی ہوں ان کو لیکن سچ تو یہ ہے کہ یہ مجھے بھی نہیں
 ہے کہ کچھ انتظام ہو سکے گا۔“

”کیسے باؤس کی باتیں کر رہی ہو۔ کبھی کبھی
 ہوں تاہم ابھی آجائے گا حسان۔“
 ”مگر کوئی انتظام ہونا چاہیے۔ اماں فرماتے ہیں۔“

”ہمت ناٹھری ہوتی جلدی ہو تو نہ سب۔ ایک
 چھوٹی سی ترانہ ہے یہ جینا۔ مصر سے کام ہوا اللہ نے
 تمہیں اتنا کچھ دیا ہے اتنا تمہارا ہر وہ ہے لڑیاں بردار
 بچے دیے ہیں۔ اتنی بھی تو کڑی کر رہا ہے حسان پورا
 مہینہ آرام سے گزار جاتا ہے یہ تو اتنا تک و اتنا شدید
 بیمار ہو گیا اس دن ظم یہ نہ چلا کا اس لیے چھوٹا کٹ
 گئی اور تم کو یہ دل کھانا پڑ رہا ہے۔“ سچ سے پہلے بھی
 ایسا ہوا ہے؟

اس نے اماں کی پوری بات سنی ہی کہتے تھے جو
 جواب دیتی تھی اس کی سوتی تو اسی بات میں اٹھتی تھی کہ
 ”مہینہ آرام سے گزار جاتا ہے پورا مہینہ؟“
 طرح کی باتیں کر کے گزارتی تھی یہ تو وہ تھی۔
 تھی۔ اگر یہ آرام ہوتا تو ہر شے باہر تھی۔
 ”اولان ہو رہی ہے رہا ہوا چھوٹا۔“

”نہ سچے ہو۔“ کہہ کر۔
 شہ نے سب سے کہہ دیا۔
 بلاول کے کلاہ تھے۔
 روخت کے لیے کلاہ کر رہے تھے اور چھوٹا
 کے کلاہ کر رہے تھے۔
 کے کلاہ کر رہے تھے۔
 کے کلاہ کر رہے تھے۔
 کے کلاہ کر رہے تھے۔

”ای جان! ابو آگئے ہیں۔“
 لیے ہاتھ اٹھائے ہی تھے کہ عقب سے سما کی چٹکی



”ای جان! ابو آگئے ہیں۔“
 لیے ہاتھ اٹھائے ہی تھے کہ عقب سے سما کی چٹکی

”ای جان! ابو آگئے ہیں۔“
 لیے ہاتھ اٹھائے ہی تھے کہ عقب سے سما کی چٹکی

”ای جان! ابو آگئے ہیں۔“
 لیے ہاتھ اٹھائے ہی تھے کہ عقب سے سما کی چٹکی

ایک دن ذکیہ نے میری عزت کے بعد سب سے بڑی خالہ کی بیٹی تھیں۔ بڑھاپے پہلے ہی تھیں۔ سب سے چھوٹی خالہ کی وفات پر جو ہانکائی تھیں، بہت کم زندگی ملی تھی انہیں۔ ان کی پانا چورا خانہ لدا رہا اور میں اس کا پرہیز کرتی۔ مسخوفیات اور عامیہ جی ورمیان میں تھیں۔ وہ نہ کھانے کے رشتے، ادا سے انسان کی بھی بھلائی نہ دیتا ہے۔ یوں تو وہ اٹھ خاصا دلدارہ تھی۔

یہ ہوگئی! فائدہ تو یہ ہوا کہ اس کے تعلقہ
مکتوں پر جانے لگا۔ حال کو نہ سہیل۔ انیس بھی تو
رہتا ہی ہے۔

اور اصل یہ ہے کہ وہ بہت ہی امیر سپہ سالار خانہ کائنات کے تختہ ال کی بنیاد تھی اس کے ہمراہ ہر قوموں میں بے انتہائی محبت، محاورت و افریقہ، ہندستان، چین، برصغیر، شہر، اور ہر ملک اور سب قوموں کے بھائی سے بھائی محبت

پیشانی تھکی تھکی حالت میں سیکڑوں ٹوٹ مارا کرتے تھے۔ ساتھ
خوب ترقی کی ہے۔ تجربہ منی اور نظریہ و فرقہ رائے ہمارے خوب
بڑھ کر آئے۔ خالصہ ہے چھاپنی دینا چاہتی تھی۔ ہمیں
تو ان دنگوں کا ایسا دوس ہا جو۔ ہر روز دست کی ریل تیل
ارٹو۔ میں مزاحمت تھی۔ یہ کہ تو اس طرح نہیں تھی۔

”یہ بھی جہان ہے جو ملے تو ملے چاہیں۔
بس مل میں ہے اور ترہ نوٹ اپنی کاٹی میں نہیں
لہو کی سیوہ مہر، ہر اس کا تیرا ہی ہاتھ ہے۔“

کی آمدن خانہ نے بھی انہیں غصہ مہیا تھا اور یہ کہ الہ کا



۱۔ چھوڑ دینا اور کسی کو بھی نہیں دینا۔
 ۲۔ کسی کو بھی نہیں دینا اور کسی کو بھی نہیں دینا۔
 ۳۔ کسی کو بھی نہیں دینا اور کسی کو بھی نہیں دینا۔
 ۴۔ کسی کو بھی نہیں دینا اور کسی کو بھی نہیں دینا۔
 ۵۔ کسی کو بھی نہیں دینا اور کسی کو بھی نہیں دینا۔

بڑی بڑی غلام کی سب سے بڑی بیٹی تھیں۔
 ان کے بعد اشفاق بیوی پر راجھی۔ غلامی
 لچسپ تو تھی۔ بڑی تپا بہا کا محاسبہ کر کے دلپس ہو کر

کسیں وہ بھائی کے ساتھ رہتی تھیں۔ بعد میں وہ ہزار
نے بے تکلف ہوئے میں ایک منٹ بھی نہ لگا۔ اسم
عمر تھی وہاں بھی شکر ادا کیا۔ بڑی سی کے جانے کے
بعد ہزار اسے اور کاٹھ و گھلنے لگی۔ پھر شیروں سے
آکر دوسوں میں جھانکنے لگی۔ وہاں کو بھی دعوت دی۔ وہ
میں اس کے ساتھ کھڑی ہو کر جھانکنے لگی۔

پڑوس کے ٹیرس پر ایک لڑکا ٹھایا اپنی ماں کے ساتھ
 بیٹھ تھا۔ امانے سے سچا ٹھیکہ زہرا سے پڑوس والوں کی
 واقفیت ہوئی کسی کسمپوت پوچھنے پر زہرا کو ہنسی آئی۔ ہنسی
 میں کئی مجھوٹا بھی ہنس پڑی۔ بیسوجہ۔

”ہاں ہے میں اور یہ بھی وہی ہیں جب بھی ذکیہ پاس سے گھر آتے تھے۔ اوپر آ کر باؤس میں بھاگتا تھا۔ پھر مجھ کو بھی آجائیہ۔ پھر بھی وہیں بھی خوب ہنسیں، اب یاد آتی تو ہنسی نہیں۔ بھاگتی، دھن بہتہ ہی ہنوز اور تھکاتھک ہنسی مسکرتی۔“

”بہت اچھی تھیں؟ تمہارے بھائی کو تو بہت دکھ ہوا ہوگا۔“

”اے دوست! تو نے کہا کہ میں نے یہ سب کچھ دیکھا ہے۔ اب تو یہ سب کچھ دیکھ رہا ہوں۔“

”اس مسئلہ میں مجھے شک ہے، بلکہ شک تھا ہی ہے۔
 بھائی میاں کے آگے کے لیے چھپ گئی ہیں۔
 ”اچھا چھپ چھپی ہیں۔“ کیسا فساد ہے۔“

میں نے اپنے دل سے کہا کہ میں نے یہ سب کیا ہے
تو میری طرف سے اس کی تائید ہوگی۔

اس کے بعد وہ ایک اور چیز کرنے لگا۔
وہ اپنے دل سے کہا کہ میں نے یہ سب کیا ہے

تم کو بھی آخر یہ ثابت ہو جائے گا۔
 وہ تو سب پر دانا سمجھیں گے۔ یہ بھی حلقہ ہو گا۔
 انہیں۔ رشتہ میں کسی کو کھینچ کر نہیں لے سکتے۔
 تم سب کو بھی یہ سب کی محبت میں ملے گا۔ وہی سب کی
 محبت ہے۔ اس لیے یہ دو سب کی محبت ہے۔
 یہ سب کی محبت ہے۔

ہم نے اس کے لئے ایک اور نسخہ بھی تیار کیا ہے۔

”جس کو اس وقت فرانسس کے یہاں سے ملے گا وہ
 بڑا ہی مہم جو ہے۔ اس کی طبیعت کا انھیں شک ہے۔
 اس کی مہیاں ان کے لئے تیار ہیں۔“ غریب رستہ تھا کہ
 وہ چھوٹے گاڑی میں وہ نئی شخص۔ ”زیر سائیس
 ہے۔“ اور وہی بھرا میلوں پر چڑھ گئی۔

میں نے کبھی نہیں مانی محبت بس چند روزہ ہوتی ہے۔
 دوستی کے ساتھ دھوئے کرتے ہیں۔ مرہٹہ ہی۔
 مجھ سے بھائی نہیں اہیں ثابت کر کے دکھا دیں گی کہ
 میرا دل نکلیا ہے اور دل کو دے گا۔

نہ ہر بچہ اذیتوں سے اترے گا۔
 "بچہ بچہ غریب نہیں آتا ہے بچہ شاہیہ خوں کی نسل
 سے ہے۔" اسی جہ کی سائے نظر آئے انسانہ ہیں۔
 تو دیکھو وہ بچہ نہیں جس بھائی میاں کا دشمن بننے کے
 لیے محبوب ہی نہیں ہے۔ بھائی میاں کی شہوت کی۔
 خود "آج موجود ہوں گی دیکھو بیٹا۔"

”جہیں۔۔۔ تھیں یقین ہے کہ۔۔۔ مگر چار
مال تک کو انتظار کرتا ہے۔ یہ یقینی سے زہرا
کو دیکھتی رہی۔

”چھار سال؟ ارے محبت کرنے والے تو سرری
زندگی انتظار کرتے ہیں کتابوں میں تو یہ لکھا ہے
اور بھی کتابیں جمی ہیں، ہونئیں۔“

خواتین ڈائجسٹ



عبد القادر جبار

غرض و مقاصد

تیسٹ - 225/2

جوان کر رہی تھی۔
 وہاں چائیں نہیں جاتا۔ عظمت چاہا اور اس کی کمی کے
 اکاؤنٹ میں۔ بھائی چاہنے لگے ابھی نہیں قیام۔ مگر ہر
 کس حد تک رہا۔ اس کی زندگی نہ تو غریب نہ تو
 مہربان یا دبی۔ مگر خالص نام پر لگی رہ کر اسے
 دیکھتی رہیں۔ پھر پیشے سے کہنا۔
 "اس نے میں نے کہا۔ انہیں بعد بتاؤ کوئی خوشی
 کی بات بھی ہو اسے تو کمری اور شفاق کی کہانی میں؟
 اس کے سلس میں معمولی سی نوکری ایک سو بیس کے
 اشتقاق۔"
 "مال۔ انہیں سوچنے کی ضرورت بھی کیا ہے۔
 ان کے پاس کچھ سوچنے کا نام نہ گا۔"
 "اے نوپہ کیا بات ہے اپنے آپ کی معمولی نوکری
 سے شادی کرنا، بھانگے کا؟ اسے تو کسے گا ہی دفتر
 والے بھی مذاق اڑائیں گے۔"
 "تو نہ میں شادی بہت ختم۔" انہوں نے بات ختم
 کر دی۔
 خاتمہ کو بیٹے کی بات پسند نہیں آئی۔ بڑھاپے
 لگتے۔ "اب دیکھو چتھے کی میں نے تو خود اس سے کہا
 تھا کوئی لڑکا کوئی رشتہ ہو گیا ہو تو ختم ایسے کیسے
 ختم ہو سکتا۔"
 "مال! آپ کہ جلدی کیا ہے؟ ہاں کے یہ رشتوں
 کی کمی نہیں ہے۔ ابھی اتنی عمر لمبی نہیں ہے کہ کہیں
 بھی دھکا دے دیں۔ آپ شفاق بھائی سے کبھی
 نہیں کیا وہ بے کلمہ؟"
 "کشمکش۔ میں یہی کوئی اچھا نہیں دیکھتا۔
 آئی میں تافو کے اشتقاق پر۔ اشتقاق۔ بس کوئی دس
 یا دس سالہ کا تھا جب اسے دیکھا تھا۔" حالہ اس پر
 مستعد ہو گیا۔
 "میں لڑکی ہاں میں بغیر دیکھ کر ہی رشتے
 آباد میں ہیں۔ ہاں۔"
 وہ اٹھنے اور نکلنے کے حالہ بڑھاپی رہا۔
 اشتقاق کی دوست ہاں کی وصیت۔ اشتقاق کی
 پیش تر سہلی لڑکی۔ "اس کو کچھ کچھ مٹا کر"

تو اس نے اسے دیکھا۔
 اس کے دل میں سمجھنے کے ارشاد تھے۔ میرا یہ وہ کہ
 رشتہ چاہیے کہ موت کی۔ اسوں سے کہ
 طاری۔ وہ طار رہا تھا۔ اسے اب جلد سے ہے۔
 پھر دو چپ ہتھ کے میں فائن میں ہے۔
 "یار! خدا کا خوف کرو! شوگر کے مریض ہو! احتیاط
 لازم ہے کہیں سال کے اسپتال نہ لے جانا پڑے۔"
 "اگے آجیت! یہاں ہے کہ اسے پرستے ہو کر تم کرو
 اب۔"
 "لکھا ہے آج یہی نے ناشتا نہیں ہو! بھوکے پیٹ
 گئے صفر صاف۔"
 احمر نے اپنی پسند کی مٹھائی چن کر نکالی۔ "لو! اس کو
 دیکھو مجھے شریک حیات پسند کر رہے ہیں اسے اٹھالو
 میاں کوئی سی بھی۔"
 "لڑکیوں کے سب کچھ پھونو گے کہ مبارک ہو
 بھی دو! ہمیں ہاں کو اور شکر یہ بھی۔"
 پھر سب نے ایک زبان ہو کر کہا۔ "مبارک ہو! میں
 ہاں اور تھکے ہو! شکر یہ مٹھائی۔" شام کو کچھ بچی تو
 بہت خوش تھی۔ حالہ سے پیٹ گئی۔ اسوں نے
 شیر میٹھوں سے دیکھا۔
 "لو! ہاں کوئی نوکری کی شہادت میں۔" کہنا
 لڑکیوں کو کھڑے کھڑے کوڑا ہے۔ اب۔"
 "مگر میں رہنے پورے ہوں گے۔" کہنا کہ لڑکی
 کہیں گے میں یہاں نہ؟"
 "ہاں! میں فائدہ سے اسے کوئی اچھا بڑا ہی میٹھی
 جہاں ساقی کرھا۔" ہاں! وہی مارے لائے ہوں
 "مگر میں یہاں رہنے لگی۔" یہ سب کہتی رہیں۔ دفتر
 سے جا کر لڑکیوں میں ملنا۔ "حالہ تو تو اس شادی کی
 فکر نہ کرو۔"
 "جائے گا ہو جائے گا خاندان میں کہیں کی جو
 نہیں گئی کہ لڑکی کی موتی ستارے کہڑا لگی
 شادی بھائی مسب لڑکی کی بھرتی ہویت کے تہہ
 "خوش؟"
 "نہم نہم ہوتے ہیں آج شادی ہو جائے گی مگر بھی"

اس کے انتہا جانستے چھوڑنے پر بال نہیں ہر پہنچتے

Parle
 100% Vegetarian
 100% Spices
 100% Quality
 100% Taste

ایک تہ میری سب چیزیں تھیں۔ "والہ سے یہ
فریاد تھا کہ "میرا دل تو توڑ رہی ہے۔"

شام کو چار بجتے ہیں جب تکاب ہم سزا احمد سلطان مع
والہ اور کن کے چلے گئے۔

"تمہاری خالہ سے وعدہ کیا تھا اس لیے یہی ہے
میں۔" انہوں نے تعارف کرایا۔ حالہ کو یہ یاد
آئی۔

وہ چلتے لے کر اندر گئی تو خالہ سے وہ خاتون بڑی
بے تکلفی سے باتیں کر رہی تھیں۔ ان کی بیٹی بھابی
سے بھابی گئے تھے وہ آخر سے حالت ہاضمہ ہو چکی
کودھے تھے خاتون خوش تھیں کہ ایک بیٹی کو ایک
گھر مل گیا۔ ورثہ میں ان کے حقائق بہت ہی کم
تھے۔ صبح کے چائے کے بعد وہ کمرے میں آئی تو
خالہ کا چپ چاپ تھیں۔

"لوگ یہ بولے کہ وہ کہیں چل دیں۔ غالباً
بھابی کے کمرے میں۔"

"مجھے لوگ ہیں آخر کے ہنوتی کاہن اسطور ہے
میں اکثر وہیں سے سواہر لے آتا ہوں۔" بھابی کسی سے کہہ
رہے تھے غالباً خالہ ہی ان کی خادب تھیں۔
ہنوتی سے کیا لینا ہے لڑکے کی بات کر دے۔ خالہ
ہی تھیں ہنوتی۔

"لڑکا بھی ٹھیک ہے ابھی کم عمر ہے ترقی کے
چانس ہیں۔" بھابی اطمینان دل رہے تھے۔

"عقلمند صاحب سے پوچھ لو گا۔" انہوں نے
بھابی سے کہا جس کے پاس رہے وہاں ہر آگاہی۔

اس کے بعد ان صبح تھیں۔ بھابی انہیں یہی کہہ
دے لگی تھیں۔ بھابی آخر کے وقت تک کم عمر

تھیں یا نہ تھیں خالہ نے یہ نہیں فی الحال مثال
تھیں۔ انہیں کوئی گھر ہی نہیں تھا۔ وہ یہاں
قون آگیا۔

نہیں، سات سال قبل تھی اشتیاق سے مہل میں
کی وجہ سے غم میں گھر میں ہی گھر نہ جانے یہاں
سوگ کر کے کسی کے کسی ٹیکہ بنو خالہ کی لڑکی کی
جسٹش تھی۔ ہمارے گھر سے بہتر ہے کہ اپنی ہے اور
خوش مزاج بھی ہے۔ مگر وہ تھے یہ ایک سال صبر
جائیں۔ بچی بھی سمجھ دار ہو جانے کی کڑی بھی
طرح سوچ ہے۔"

خالہ نے بیٹے کو دیکھا۔ وہ بھی سوچ میں پڑ گئے۔
یوں تو اشتیاق ہر لحاظ سے بہتر ہیں تھے۔ سماجی طور پر
مضبوط ہونے کے ساتھ ان کی بیٹی تھی۔ سنا کہ وہ بہت
جذباتی بھی ہیں۔ اس کے بارے میں کسی پر اختیار نہیں
کرتے۔ ہر جگہ سے ساتھ لے کر جاتے ہیں۔

آخر ایک دن لاہور گئے۔ رات کو واپس گئے۔
اشتیاق سے بے گھر دیکھ ان کا رویہ اشتیاق سے متاثر
بھی ہوئے تھے۔ ان سے مل گئی تھیں۔ یہ
کچھ پریشان کی بات تھی۔ چار نہیں ہوا۔ سوچے کہ
میں حال بھی سننے کی ذمہ داری لے لیں۔

بچی کو شوہر کے ساتھ کسی طرح کا واسطہ ہو گا تو
تو وقت اور امیدوں پر رہی تھی۔

وہ واصل ہوئیں۔ ان کی خوشی کے ساتھ ساتھ
سمجھ کر فیصلہ کرنا۔ بہت ہی اچھا۔

اسی کے لیے بھابی کے پاس تھے۔ یہ خالہ نے
اشتیاق پر تھے۔ خالہ نے ان کی بات سن لی۔ انہوں نے
سچا اس کی کا خیال انہیں انہوں نے سنا۔ انہوں نے
اور ان کے ساتھ شادی ہو چکی۔ انہوں نے خالہ سے جانتی
تھی اور شادی کے لیے تیار نہ تھی۔

"عقلمند بھی کوئی رہنے کی جگہ ہے۔" وہ چینی۔
انہوں نے میرے لیے بلو اور جاوا چلے گئے۔

انہوں نے کہا۔ پوچھ رہے ہیں۔ اشتیاق بھابی
سے تمہاری شادی کروں گا۔ وہ خبر چاہتے رہے
ہیں کہ انہیں کے سوا تو کون ہے۔"

اسی کے لیے بھابی کے پاس تھے۔ یہ خالہ نے
اشتیاق پر تھے۔ خالہ نے ان کی بات سن لی۔ انہوں نے
سچا اس کی کا خیال انہیں انہوں نے سنا۔ انہوں نے
اور ان کے ساتھ شادی ہو چکی۔ انہوں نے خالہ سے جانتی
تھی اور شادی کے لیے تیار نہ تھی۔

"عقلمند بھی کوئی رہنے کی جگہ ہے۔" وہ چینی۔
انہوں نے میرے لیے بلو اور جاوا چلے گئے۔

انہوں نے کہا۔ پوچھ رہے ہیں۔ اشتیاق بھابی
سے تمہاری شادی کروں گا۔ وہ خبر چاہتے رہے
ہیں کہ انہیں کے سوا تو کون ہے۔"

خالہ نے بیٹے کو دیکھا۔ وہ بھی سوچ میں پڑ گئے۔
یوں تو اشتیاق ہر لحاظ سے بہتر ہیں تھے۔ سماجی طور پر
مضبوط ہونے کے ساتھ ان کی بیٹی تھی۔ سنا کہ وہ بہت
جذباتی بھی ہیں۔ اس کے بارے میں کسی پر اختیار نہیں
کرتے۔ ہر جگہ سے ساتھ لے کر جاتے ہیں۔

آخر ایک دن لاہور گئے۔ رات کو واپس گئے۔
اشتیاق سے بے گھر دیکھ ان کا رویہ اشتیاق سے متاثر
بھی ہوئے تھے۔ ان سے مل گئی تھیں۔ یہ
کچھ پریشان کی بات تھی۔ چار نہیں ہوا۔ سوچے کہ
میں حال بھی سننے کی ذمہ داری لے لیں۔

بچی کو شوہر کے ساتھ کسی طرح کا واسطہ ہو گا تو
تو وقت اور امیدوں پر رہی تھی۔

وہ واصل ہوئیں۔ ان کی خوشی کے ساتھ ساتھ
سمجھ کر فیصلہ کرنا۔ بہت ہی اچھا۔

اسی کے لیے بھابی کے پاس تھے۔ یہ خالہ نے
اشتیاق پر تھے۔ خالہ نے ان کی بات سن لی۔ انہوں نے
سچا اس کی کا خیال انہیں انہوں نے سنا۔ انہوں نے
اور ان کے ساتھ شادی ہو چکی۔ انہوں نے خالہ سے جانتی
تھی اور شادی کے لیے تیار نہ تھی۔

"عقلمند بھی کوئی رہنے کی جگہ ہے۔" وہ چینی۔
انہوں نے میرے لیے بلو اور جاوا چلے گئے۔

اسی کے لیے بھابی کے پاس تھے۔ یہ خالہ نے
اشتیاق پر تھے۔ خالہ نے ان کی بات سن لی۔ انہوں نے
سچا اس کی کا خیال انہیں انہوں نے سنا۔ انہوں نے
اور ان کے ساتھ شادی ہو چکی۔ انہوں نے خالہ سے جانتی
تھی اور شادی کے لیے تیار نہ تھی۔

"عقلمند بھی کوئی رہنے کی جگہ ہے۔" وہ چینی۔
انہوں نے میرے لیے بلو اور جاوا چلے گئے۔

انہوں نے کہا۔ پوچھ رہے ہیں۔ اشتیاق بھابی
سے تمہاری شادی کروں گا۔ وہ خبر چاہتے رہے
ہیں کہ انہیں کے سوا تو کون ہے۔"

خالہ نے بیٹے کو دیکھا۔ وہ بھی سوچ میں پڑ گئے۔
یوں تو اشتیاق ہر لحاظ سے بہتر ہیں تھے۔ سماجی طور پر
مضبوط ہونے کے ساتھ ان کی بیٹی تھی۔ سنا کہ وہ بہت
جذباتی بھی ہیں۔ اس کے بارے میں کسی پر اختیار نہیں
کرتے۔ ہر جگہ سے ساتھ لے کر جاتے ہیں۔

آخر ایک دن لاہور گئے۔ رات کو واپس گئے۔
اشتیاق سے بے گھر دیکھ ان کا رویہ اشتیاق سے متاثر
بھی ہوئے تھے۔ ان سے مل گئی تھیں۔ یہ
کچھ پریشان کی بات تھی۔ چار نہیں ہوا۔ سوچے کہ
میں حال بھی سننے کی ذمہ داری لے لیں۔

بچی کو شوہر کے ساتھ کسی طرح کا واسطہ ہو گا تو
تو وقت اور امیدوں پر رہی تھی۔

وہ واصل ہوئیں۔ ان کی خوشی کے ساتھ ساتھ
سمجھ کر فیصلہ کرنا۔ بہت ہی اچھا۔

اسی کے لیے بھابی کے پاس تھے۔ یہ خالہ نے
اشتیاق پر تھے۔ خالہ نے ان کی بات سن لی۔ انہوں نے
سچا اس کی کا خیال انہیں انہوں نے سنا۔ انہوں نے
اور ان کے ساتھ شادی ہو چکی۔ انہوں نے خالہ سے جانتی
تھی اور شادی کے لیے تیار نہ تھی۔

"عقلمند بھی کوئی رہنے کی جگہ ہے۔" وہ چینی۔
انہوں نے میرے لیے بلو اور جاوا چلے گئے۔

ہاں کی شادی کے دن بھی اس کے ساتھ تھی۔

اب میں تو وہ تو ان کی تک آج بھی۔"

تو اب اس کا رونا نہیں سکتی کہ اس کو اپنی
کے ساتھ پادری گاؤں ہے۔ لیکن یہ تو اب
ہو نہیں سکتی کہ اس کو یہ سمجھ میں ہے اور
میں اس کو اپنی ہمارے ساتھ رکھوں گی۔

میں کہیں آج میں علم کیوں دل کا بہت
عزت کر رہی ہوں آپ کی۔

زہرا! اکیلی کی جانب بڑھی۔ تو کہیں اس کی
نے ہاتھ فون کر دیا۔ صرف یہ کہنے کے لیے کہ میں
یعنی زہرا ان کے گھر آؤں۔ کوئی الزام نہ لگایا۔ جو ان کے
میں ایک جملہ اور گھٹ سے فون پر چلیں ان کا گھر
ہے۔ جسے چاہیں بل میں۔ بل پلائی۔ قطع کریں۔ اچھا
نہیں آؤں گی سب تو اب ہمارے آئے کی ہمارے گھر۔ ہم
تو کب کے سوا اور اس کا کوئی عہد نہیں بھی نہیں یہاں
تو تک کہ اسے ہاں نہیں آئی کہیں۔ ہندو کسی سے تو
ملے اور اچھا بھلا صاحب آپ میری عزت افزائی نہ
ہی کریں تو میرے چھوٹے ہندی لگا کر آپ کو ملنے جینے
کی جارت دے دیں۔ یہ تک رشتے داری کے علاوہ
میری دوستی ہے۔

زہرا کی زبان بھلا کون دیکھا۔ لال بھی کچھ شرمسار
تھیں۔ البتہ اس شخص سے انہیں اجنبی بیزار چٹا کر
ہوا۔

تو غصہ ہے۔ لے جائیے اپنی رشتے دار کو بے
شک وشک کے لیے۔

پھر گھر میں کھڑے نہ رہ کر رہا۔ اندر
اندہی ہوئے ابھی تک وہیں کھڑی تھی۔ ہوق
چمے کے ساتھ اس کو صبح آنکھوں سے خود را
گرج کر ہوا۔

چاچا جی! اپنی رشتے دار کے ساتھ اور ہر مرت
کہا۔

ابا! اس کی اتنی بولی صورت اور بیکار
آنکھوں میں بے چارگی دیکھ کر ہاتھ تڑپے۔
کچھ نہیں بولے۔ وہ پھر زہرا کو غصہ کرنے کے

کہنے لگی۔ اب بھی وہ اسے ہدایت دیتی تھی۔
"اسی لئے ہے کہ اس نے یہ سب کچھ کیا۔
بچے کی یہ سوچ سچی نہیں۔"

اماں! سوچنے کی اس میں کوئی بات ہے۔ یہ
مشق مدرسے سے مانگے۔ اس نے وہ چاہیے تھا
وہ کو لے کر آئے۔ کچھ آپ کے گھر ہی سے جاتے وہ تو
کچھ بار تپ رہی ہیں۔

زہرا! شکوہ کرنے سے باز رہ سکتی۔ اس نے قرع
رہتے ایک شہر کی بات۔ "خو کیا اعتراض ہے ہم
سے کوئی غلطی ہوئی تصور ہو گیت تو تباہی ہم معافی
ہمک میں سے میں تو حیرت میں کر چکی ہوں کہ چلو
بھئی ہمارے ہندی ہے تو میں تو مل رہی ہوں مجھ پر
پڑی لگادی۔"

وہ عید ہوئی۔ ہر شرمندہ۔ اماں بھی اسے متانے
لیکھ فون کیا کہ وہ خود ہمارے گھر آئے کہ آپ کے گھر آئیں
کی۔

اس کے جانے کے بعد اماں نے عمر کی خوب خبر
ڈانٹ ڈپٹ کے علاوہ اسے اپنی شرمندگی کا احساس
ڈانٹ ڈپٹ پید کر دیا۔ اماں سے بحث نہ ہو سکتی
تھو شامت تو کی اتنی بھی تیار نہ رہا۔ ہاتھ ہتھ
ٹپے اور ہون کے لیے۔

ہا بہت پریشان ہوئی۔ بہت پست ہو گئی۔
سب اس بات کو فہم نہ رہا۔ ہاتھ کر سکتا ہے
ہنسنا جس میں اس کی خوش مزاجی ہے۔ اس میں
ہو گیا۔ اس نے ہاتھ پاؤں کے لیے۔ اس میں
پتی نہ اس سے کہہ سکتے تھے۔ اس میں
ہا بہت گھر پر۔ اس میں ہاتھ چلی تھی۔ فکر نہ
پیشانی سے بہت غصہ بھی ہو رہا تھا۔ اس نے
اس نے ہاتھ پاؤں کے لیے۔ اس میں
سے اس نے ہاتھ پاؤں کے لیے۔ اس میں
ہاتھ پاؤں کے لیے۔ اس میں

اس میں ہاتھ پاؤں کے لیے۔ اس میں
سختی آئی تھا مگر غصہ اس کی جوتن کی حد تک تھا۔
ایک بار ہی۔ یہی کہیت میں اس نے یوں کہ قتل

کہنے کی کوشش کی۔ یہ سب کچھ کیا۔
نے چم کے ساتھ بھی نہیں کرنا۔ اس کو بے
مشق نہ دلائل نے اسے چھو لیا۔ اسے اپنی
اپنے میں۔ اس نے ہاتھ پاؤں کے لیے۔ اس میں
پتہ نہ ہو سکتا۔ اس نے ہاتھ پاؤں کے لیے۔ اس میں
صحت مند ہو گیا۔ اس نے ہاتھ پاؤں کے لیے۔ اس میں
حاصل کر۔ اس نے ہاتھ پاؤں کے لیے۔ اس میں
بھی ہر وقت نقصان کا سبب بننے سے پہلے اس کا سبب
کر رہا ہے تو غصہ نہیں نہ۔ اس نے ہاتھ پاؤں کے لیے۔ اس میں
کچھ بچہ کر رہا۔ اس نے ہاتھ پاؤں کے لیے۔ اس میں
بارے میں خبر رکھنے کے لیے اس نے ہاتھ پاؤں کے لیے۔ اس میں
ایک شخص کی حد عزت ہو رہی ہے۔ اس نے ہاتھ پاؤں کے لیے۔ اس میں
اقت کا سبب بنی ہے۔

اس نے ہاتھ پاؤں کے لیے۔ اس میں
تھی۔ اس نے ہاتھ پاؤں کے لیے۔ اس میں
کھا لیا۔ اس نے ہاتھ پاؤں کے لیے۔ اس میں
کی۔ اس نے ہاتھ پاؤں کے لیے۔ اس میں
اس نے ہاتھ پاؤں کے لیے۔ اس میں

اس نے ہاتھ پاؤں کے لیے۔ اس میں
قسمت کے۔ اس نے ہاتھ پاؤں کے لیے۔ اس میں
کس کی تریاں ہوئی ہیں۔ اس نے ہاتھ پاؤں کے لیے۔ اس میں
ستارہ کی مانند ہوتے ہیں۔ اس نے ہاتھ پاؤں کے لیے۔ اس میں
کر رہی ہے۔ اس نے ہاتھ پاؤں کے لیے۔ اس میں
بجھتی تھی۔ اس نے ہاتھ پاؤں کے لیے۔ اس میں

پھر اماں باپ نے اسے تو خالہ خالو کی شفقت مل
سکی۔ اسے کسی عروسی کا احساس ہی نہ ہوا۔ اس کی
صورت میں ایک سنی حیات مل گیا۔ وہ کتنی خوش
تھی۔ اس کی محبت و شفقت۔ اس نے ہاتھ پاؤں کے لیے۔ اس میں
شبحت انسان کی خوش نصیبی پر کتنا تازہ تھا۔ اسے

نہ جانے پھر اس کی نظر پڑی کہ وہ تو چھوٹی ہی گئی۔
اسے اس شخص کی حد عزت ہو رہی ہے۔ اس نے ہاتھ پاؤں کے لیے۔ اس میں
پر متعلق ہو جائیے۔ اس نے ہاتھ پاؤں کے لیے۔ اس میں

حزرت کرنی۔ اس کی مرضی کے خلاف۔ پھر یہ
ہو گا تو اس کو اس کی مرضی کے خلاف۔ پھر یہ
نے کر خود ہی اسے چھو لیا۔ اسے اپنی
کس کو اس نے ہاتھ پاؤں کے لیے۔ اس میں
نے اس کے لیے۔ اس نے ہاتھ پاؤں کے لیے۔ اس میں
دوست کی بھی پیش رفت۔

اس نے ہاتھ پاؤں کے لیے۔ اس میں
اس نے ہاتھ پاؤں کے لیے۔ اس میں
اس نے ہاتھ پاؤں کے لیے۔ اس میں
اس نے ہاتھ پاؤں کے لیے۔ اس میں
اس نے ہاتھ پاؤں کے لیے۔ اس میں



زہرا نے آنا چھوڑ دیا۔ مگر اس کی موجودگی میں اس کا
فون آنا نہ مل جاتا۔ اب وہ اس سے بھی غائب
ہوئی۔ اماں اس کی تنہید اور رنجیدگی کو محسوس
کر کے خود بے حد غصہ ہو جاتی تھیں۔ وہ فون نہ
رہنا لگتا تھے۔ اس نے ہاتھ پاؤں کے لیے۔ اس میں
سناتا۔ سب قصہ پڑھ کر کہتا تھا۔ وہ حد درجہ غلط
سے کام کرتی تھی۔ اس نے ہاتھ پاؤں کے لیے۔ اس میں
بنا دیا۔ اس نے ہاتھ پاؤں کے لیے۔ اس میں
جاری تھی کہ اس نے ایک دن سمجھا۔

"بہنا! اتنی فکریں سرور سوار نہ کرو۔ یہ فکریں انسان
کو جو تک کی طرح چٹ کر خون چوس لیتی ہیں۔ اپنی
جان پر ظلم نہ کرو۔ ہنسنا ہو تو وہ جرات تو جتنی نہیں
ہو تک مل میں ایک بار ہی اسے غصہ نہ رہتا ہے۔ تم تو
احمرت بھی بات نہیں کر رہی۔ اس نے ہاتھ پاؤں کے لیے۔ اس میں
بھی اس کے لیے ناگوار ہو۔"

ابا! چارگی سے انہیں دیکھنے لگی۔ اس کی کسی
بات پر بھی غصہ نہ ہو سکتا ہے۔ خاصا خوش مزاج ہے۔ اس
کے دماغ میں انہر کے دوست کا قہر نہ رہا تھا۔ کاش کوئی
احمر سے کہ اسے نفسیاتی علاج کے لیے رضا مند
کر لے۔ مگر اس سے اس کے خود ہی چپ رہ کر اس

۱۔ یہ بات ہی تھی جس کی وجہ سے اس نے
 ۲۔ یہ بات ہی تھی جس کی وجہ سے اس نے
 ۳۔ یہ بات ہی تھی جس کی وجہ سے اس نے
 ۴۔ یہ بات ہی تھی جس کی وجہ سے اس نے
 ۵۔ یہ بات ہی تھی جس کی وجہ سے اس نے
 ۶۔ یہ بات ہی تھی جس کی وجہ سے اس نے
 ۷۔ یہ بات ہی تھی جس کی وجہ سے اس نے
 ۸۔ یہ بات ہی تھی جس کی وجہ سے اس نے
 ۹۔ یہ بات ہی تھی جس کی وجہ سے اس نے
 ۱۰۔ یہ بات ہی تھی جس کی وجہ سے اس نے

خدا کا نام کرتے ہوئے
 اہل سے جو: اتفاقاً چھپ چکا تھا کہ انھوں نے اسے تو میں
 ڈرنا تھا کہ اسے بہت نرمی اور شہید سے اس کے ہاتھ کیا
 دو دو میں بہت خوش ہے اس۔ اپنے بیٹے میں تو
 زندگی بھر کی ہے یہاں بھی وہی طرح تھا اس ہے
 اس کے لیے میں یہی خیال ہے کہ اگر تو کرنا کرے

کی ضرورت تھی۔ (۱۳)

”بلکہ تیرے ہی خاکہ میں کورناتی ہو“

اصل میں یہ کہ ”میں تو کس میں کسی سے سون رہا تھا“

اس خط سے کہ اے ان کی یہیں ہوئی تلاش کرو ہی

یہ سنی خالص لڑکی کی تلاش ہے۔ وہ سے کہہ رہا تھا

اب بھی پیچھا تیری ہوئی کہ وہاں جو تیرے تلاش کر رہا تھا

خوش شاید تھوڑی ہی تلاش ہے۔ میں سے کہہ رہا تھا

کہہ رہا تھا یہاں بھی تلاش ہی کرو ہی ہو۔ ”بلکہ تیرے“

کی سزا مل گئی۔“

[illegible]

کرنے کا حکم تھا۔ وہ روزی ہوئی تھی۔ دوسروں کے سامنے بھی اس کے کردار پر چھٹ نہیں اڑا رہا تھا۔ اس میں کیا کچھ ہو گا؟ ہاں! چاہا وہ بھی مرنا نہ سکے۔ بھی آسو بہنے کے سوا کچھ نہ کر سکی تو پھر اس کے طور۔

”ہاں مجھی کی ہوا کیا پرو کر ام ہے وہ لہال کے روکنے کا بہانہ بھی خوب ہے۔ چلو حوصلہ تو بڑھ گیا اب کس دن ایک تیار کر دی؟“ خوارا کر یا تھا پورا تو کر لیں یہاں کی نظیفوں سے صحبت مل جائے گی۔ کھانا پکانا برتن دھونا صفائی کرنا اور صاحب آئے گئے کی خاطر مہذبہ آف کاموں کی زنجیر میں ہے اور وہاں وہ مہذبہ بھی تیش ڈالنے کے گھر میں ہے۔ کاموں کی زنجیر میں اپنی تاثیر دلائی پھول کی تھیلی کا نام ہی نہ ہے۔

”اے تم لکھ کر رکھ لو، جس بھی دن نکلے گا تم کی ہوا آپ کی۔“

اللہ بھی لب اس کی کمر اس سے پریشان ہوئی تھی۔ بچپن میں ضدی تھا۔ مگر بڑے ہوئے یہ غصیل بھی ہو گیا جب تو انکو سے بیٹے کے ڈالنے لگتے جاتے رہے۔ اس کی ضدیں پوری کی جاتی رہیں۔ باپ کی وفات کے بعد اُسے داریوں کا بوجھ ناقابل برداشت ہو جاتا تو پھر جاتا انکرا لب لوند سے آگے تک صبر کیا تھا۔

ہاں کو بچس کی فکر تھی۔ بھی بھی نہیں سہل و چار سکا تھا۔ کموشید علی بھڑاس لکھ بھی تھی یہ بھر سے نازل ہو گیا۔ پھر انکرا لب لوند سے آگے تک صبر کیا تھا۔

اور اس بار تو تھی بہت اچھے گورے شاید وہ کچھ رہے۔ ابھی انکرا لب لوند سے آگے تک صبر کیا تھا۔



Mohammad Hashim Tajir Surma

جسٹس

وہ پہلی بار پاکستان آ رہا تھا۔ گھر کے سبھی افراد کو اس سے ملنے کا اسے دیکھتے کامرت شوق تھا۔ خصوصاً ساری خواتین اس کی مدد شدت سے منتظر تھیں۔ گھر بھر میں رنگ و روغن کا کام چاروں تھ۔ مضافات کی چارائی تھیں۔ نئے نئے کپڑے سلوائے چارے تھے۔ مگر ساری کاسمان، ٹیکری کاسمان، وافر مند اسٹن آ رہا تھا۔

”روحید خاں کا بیٹا شاہکار اکیلا ہی آ رہا ہے ناں یا ساتھ باقیوں کی فوج لے کر آ رہا ہے؟“

ناظم نے مامد کے کان میں سرگوشی کی خود داری لہاں بیٹا آسانی میں۔

”فقی مرتبہ سنا ہے کہ خاندان نہیں تاقی ہے وہ تمہاری سہ اور وہ ساری بات یہ ہے کہ خیر وار کسی نے شاہکار کے بارے میں کوئی غلط قسم کی بات کی۔ میرا اکلوتا پوتا، پہلی مرتبہ پاکستان آ رہا ہے۔“

دادی ماں اس سکھڑی صدمے سے چنے کے لیے تیار بیٹھی تھیں۔

”میری موصوف اکب رہے ہیں؟“ حیدر اپنی منہ می کرن کو سنبھالتی سب کچھ اس بیٹھی۔

”نہ رات دس بجے پہنچ پائے گا ان شاء اللہ۔“

دادی جان نے اس کے لیے سلا کر رکھے ہوئے بندید اندر کے شوہر برتنوں کو ایک مرتبہ پھر نئی شینا یا۔

”کتنی بار نہیں کی داری! پورے بارہ جوڑے ہیں۔“ لیکن سے باہر نکلتی ٹیکری ہاں لے داری قوم شکر آتے ہوئے بوٹوں کی تہہ پہلی آواز سے گھر

نہ تھیں۔

”ہاں تو اس کے لیے جو تاپ بھی منگوائی میں۔“

”جیب پر تھیں۔“ رات میں نہیں سے ان لڑکیوں کو نہ عقل نہ شعور۔“ دادی کا غصہ بڑھ گیا تھا۔

”رمضان کا مہینہ آنے والا ہے پھر حیدر بھی تھے می مگر اس کا موسم ہے جتنی چیزیں وہں لکھ لیا۔ ابھی

لو اس کے کمرے کا اسے سی بھی ٹھیک کرنا ہے اور پروے بیٹے کی چادر میں۔

”ہوئی ہو سے کہا بھی تھا کہ حیدر کو ساتھ لے کر بازار کا چکر لگاؤ لیکن ان کا تو بی بی کی کتوں میں ہو رہا شاہکار کے لیے شینگ دیکھ کر۔“ وہ دبی تھیں

پونا تو اس کے بھی ایسے ہی تار غم۔ حادی میں۔

دادی نے واقعی بی بی بائی کرے دادی شام عظام شروع کر دی تھیں۔

”جیسے جن کی ماں مونسے شہ۔“ آ رہا ہے اسی طرف دادی کی چال۔ شاہکار سے گھر۔

ان مرتبہ دو بی بی، حیدر کی دوستی لٹ کی طرف تھا۔

”جیسے جن کی ماں مونسے شہ۔“ آ رہا ہے اسی طرف دادی کی چال۔ شاہکار سے گھر۔

”جیسے جن کی ماں مونسے شہ۔“ آ رہا ہے اسی طرف دادی کی چال۔ شاہکار سے گھر۔

”جیسے جن کی ماں مونسے شہ۔“ آ رہا ہے اسی طرف دادی کی چال۔ شاہکار سے گھر۔

اسے لینے کا سب سے پہلا کاروبار تھیں تھیں۔

”تمہارے شاہکار۔“ اس نے کہا۔ شاہکار نے ایک جیسے کا درد کر دیا۔

”شاہکار۔“ ان کے ماں۔

”ہاں گھر بی بی بائی کرے (آپ کسی ہیں؟“

وہ بائوں کی لڑکی کی بیٹی بنانے کا ایک بار میں ہیں۔

”ڈالے شرت کے کچے بیوں کے ساتھ۔“

”کھر تھا۔ وہ ہی تھا۔“ شاہکار نے کہا۔

”لو اس کے کمرے کا اسے سی بھی ٹھیک کرنا ہے اور پروے بیٹے کی چادر میں۔“

”ہوئی ہو سے کہا بھی تھا کہ حیدر کو ساتھ لے کر بازار کا چکر لگاؤ لیکن ان کا تو بی بی کی کتوں میں ہو رہا شاہکار کے لیے شینگ دیکھ کر۔“ وہ دبی تھیں

پونا تو اس کے بھی ایسے ہی تار غم۔ حادی میں۔

دادی نے واقعی بی بی بائی کرے دادی شام عظام شروع کر دی تھیں۔

”جیسے جن کی ماں مونسے شہ۔“ آ رہا ہے اسی طرف دادی کی چال۔ شاہکار سے گھر۔

ان مرتبہ دو بی بی، حیدر کی دوستی لٹ کی طرف تھا۔

”جیسے جن کی ماں مونسے شہ۔“ آ رہا ہے اسی طرف دادی کی چال۔ شاہکار سے گھر۔

”جیسے جن کی ماں مونسے شہ۔“ آ رہا ہے اسی طرف دادی کی چال۔ شاہکار سے گھر۔

تھا۔ وہ سب کا دل لہا لہا کر رہا تھا۔

”شاہکار۔“ اس نے کہا۔ شاہکار نے ایک جیسے کا درد کر دیا۔

”شاہکار۔“ ان کے ماں۔

”ہاں گھر بی بی بائی کرے (آپ کسی ہیں؟“

وہ بائوں کی لڑکی کی بیٹی بنانے کا ایک بار میں ہیں۔

”ڈالے شرت کے کچے بیوں کے ساتھ۔“

”کھر تھا۔ وہ ہی تھا۔“ شاہکار نے کہا۔

”لو اس کے کمرے کا اسے سی بھی ٹھیک کرنا ہے اور پروے بیٹے کی چادر میں۔“

”ہوئی ہو سے کہا بھی تھا کہ حیدر کو ساتھ لے کر بازار کا چکر لگاؤ لیکن ان کا تو بی بی کی کتوں میں ہو رہا شاہکار کے لیے شینگ دیکھ کر۔“ وہ دبی تھیں

پونا تو اس کے بھی ایسے ہی تار غم۔ حادی میں۔

دادی نے واقعی بی بی بائی کرے دادی شام عظام شروع کر دی تھیں۔

”جیسے جن کی ماں مونسے شہ۔“ آ رہا ہے اسی طرف دادی کی چال۔ شاہکار سے گھر۔

ان مرتبہ دو بی بی، حیدر کی دوستی لٹ کی طرف تھا۔

”جیسے جن کی ماں مونسے شہ۔“ آ رہا ہے اسی طرف دادی کی چال۔ شاہکار سے گھر۔

”جیسے جن کی ماں مونسے شہ۔“ آ رہا ہے اسی طرف دادی کی چال۔ شاہکار سے گھر۔



[illegible]

"ہائے لڑکے! آج شرم جیسا نمود ہواں جس
 ہوساں وہاں شرم ہے اور کسی کے آنکھوں سے اب اس کی
 کرکھوتے ہو۔ وہ جو میں۔۔۔ نمود سے سوتے میں
 کپڑے پر کھولتے ہیں کتنے لڑکے ہیں اور کتنے
 وادی کے لیے کھینچا تھا؟ اس کے تاب سیکر
 کوئی کی سمت دیکھا۔
 "نہ! ان کا۔۔۔ وادی وہ شہوار قیس میں بیستوں
 گاہ میں؟" اس نے اتنی حیرت ہے، وہی کی سمت
 دیکھا جیسے وادی اسے سڑھی بانہٹنے کو کہہ رہی
 ہو۔
 "تو کیا میں وہ درختوں کپڑے۔۔۔ ہماروں میں ٹھونٹے
 کے لیے آئی تھی؟" ای بھیا خاصا غصہ آیا تھا۔
 "تپ واپس بھٹے۔۔۔ چوچہ میرا چاہیے تھا وادی۔۔۔
 میں کس طرح کے کپڑے پہنوں گا؟ خیر وہ سب کپڑے
 آپ اس سب کے دلوس کے لیے رکھ دیں۔" اس کا
 یہ بے سن کر وادی کہہ تھے یہ مزید مل پڑے۔
 "جیسے تھیلو پرا نہیں ہے۔ کسی پہاڑے فیشن
 پر لے سے پہنے ہیں۔ ہاری شہرواں تو ہو جائیں گی نا۔"
 "تاکہ کسی خوشی ہوئی تھی۔
 "اورے۔۔۔ یہ شہکار تو ہوا اور ہر نگہ بھینچ۔
 صابر بھی خوشی سے چٹا اٹھا۔ اچھی نے ٹھوکر لگا
 کوں کھلا
 "تم سب کے ہی باپ تو۔۔۔" غصہ سے بولے
 "ہیں۔ میری آنکھیں تھیں؟" اس نے کہا۔ "میں تو
 تجھ کو گھر شہری آدمی نہ تھا۔۔۔ اتنا اچھی
 کی ہو، یلن۔۔۔ بھائی بھائی۔۔۔ خاندان
 کے ٹوٹے۔۔۔ رت۔۔۔" اس نے کہا۔
 "تھیں۔
 "جہاں سے۔۔۔" عکس ہانے کی یہ بات بہت
 غور سے ذرا تھیں۔ اسی سے اس کی نظر شہکار پر پڑی
 وہاں کی سمت اوجہ رہا تھا۔ نہ چائے کھیں عکس ہانے کو
 اس کی آنکھوں میں اپنے لیے عجیب ت رنگ دکھائی
 دے۔۔۔ اس کا ایک رنگ۔۔۔ نہ تے دھڑکنے لگے۔

۱۰
 ۱۱
 ۱۲
 ۱۳
 ۱۴
 ۱۵
 ۱۶
 ۱۷
 ۱۸
 ۱۹
 ۲۰
 ۲۱
 ۲۲
 ۲۳
 ۲۴
 ۲۵
 ۲۶
 ۲۷
 ۲۸
 ۲۹
 ۳۰
 ۳۱
 ۳۲
 ۳۳
 ۳۴
 ۳۵
 ۳۶
 ۳۷
 ۳۸
 ۳۹
 ۴۰
 ۴۱
 ۴۲
 ۴۳
 ۴۴
 ۴۵
 ۴۶
 ۴۷
 ۴۸
 ۴۹
 ۵۰
 ۵۱
 ۵۲
 ۵۳
 ۵۴
 ۵۵
 ۵۶
 ۵۷
 ۵۸
 ۵۹
 ۶۰
 ۶۱
 ۶۲
 ۶۳
 ۶۴
 ۶۵
 ۶۶
 ۶۷
 ۶۸
 ۶۹
 ۷۰
 ۷۱
 ۷۲
 ۷۳
 ۷۴
 ۷۵
 ۷۶
 ۷۷
 ۷۸
 ۷۹
 ۸۰
 ۸۱
 ۸۲
 ۸۳
 ۸۴
 ۸۵
 ۸۶
 ۸۷
 ۸۸
 ۸۹
 ۹۰
 ۹۱
 ۹۲
 ۹۳
 ۹۴
 ۹۵
 ۹۶
 ۹۷
 ۹۸
 ۹۹
 ۱۰۰

[illegible]

”یہ باتوں کو کہہ کر وہ سب سے سیدھی سناٹا مارا سے
بھاگ گیا۔“
”فدویہ کی سب سے پہلی بات یہ تھی کہ ہمیں یہ سب
فلم میں نہ آئے بلکہ ہمارے گھر میں گویا اور وہ کسی
جھٹک لڑکے کی طرح تھی۔“

کہا کہ میں اس شخص کو جس نے عمری کے وقت شہر سے گزرا اور کہہ دیا کہ یہ وہ شخص ہے جس نے عمری کے لیے جان بچا رکھی۔

انتہائی کم اور سب ممتاز پڑھتے تھے یہ انھیں
مستور و مہر پیش ہوا مراد ہوتی تھا اور عبادت
کے لیے تھے وہ اپنے بندہ میں کھس گیا۔

1971

☆ ”وہ کہہ رہی تھیں کہ ”حوشیو“ قاتل ہے۔“

مشرقی دھند کا موسم

اتنا بڑا جنگل نہ یہ مکاں اور نہ تک وہیں رکھتے
وہ آریلیکچر۔ اور محنت کش مسافروں کی نجات
کا منہ پوتا ثبوت تھا۔ بہت وسیع صحرانیز و شاداب
کھاس سے سجادہ نما سخن۔ جس کی تپیں پھول
وہ پاروں کے ساتھ شاہد ہوا، تن و جوت، بڑے درخت
تاروں، شہرت اور منزل کے گئے لوہے درخت
شکل سے کھڑے تھے۔
لوہے کے چٹانک کے سامنے بنی جھنڈی، پتھر کی
روشن کے ارد گرد مہلتا، لہلہا، لہلہا۔ ہلکے ہلکے
سوکھنا، لہلہا، خیر، لہلہا، لہلہا کے پورے ایک قطار میں
ترتیب سے لگائے گئے تھے۔ کول برآمدے کے بائیں
جانب یاغیہ کے عین وسط میں اخروٹ کی کھڑی کا

مسکھلا ناؤں

منقش جھولنا تھا۔ موتیا کے پھولوں سے لہلہا پورے
کے دائیں جانب ہوئے کی اور غولانی پتھروں سے لہلہا کر سیاں
آئے سنے دیکھی تھیں۔
بھاری ہلکی پورے کولہ انگلیوں سے پکڑے ہوئے
تھکی لہلوں سے۔ ہم تاریکی میں درختوں کے جھنڈ کو
نور دیکھتے ہوئے آخری سرسری سی نظر سے لان کا
جاتا لینے کے بے قدر سے رخ مولا کر گھڑی ہوئی تو
اس کابل لہو بھر کے لیے دھک سے دیا گیا۔
منقش جھول اس وقت جھٹک کر لی اس نے حرا
دیکھ دیکھی مفید عورت کے وجود سے جھٹکا اٹھا تھا۔ کم
از کم رخصت ہونے ہی اب تک کی زندگی میں ایسا
اور اس قدر تاریکی دیکھتی تھیں دیکھی تھیں۔



بعد رحمت فرما کر۔ ایک دکان پر پہنچے۔
 "ابھی میری شادی ہوئی ہے۔ میں نے اس دکان پر
 لکھی۔ اب کی بار لوہہ بھی ڈالوں ہو چکی تھی۔ اس
 بعد باقی میں انہوں نے سرسری کی چھال پھانک کے
 بعد متعلقہ طور پر ہال کر دی۔

اور پانی کے معاملات بہت تیزی سے منتہی چلے گئے
 تھے جس کے نتیجے میں آج وہ اس پر اسرار مگر ایک
 حصہ بن چکی تھی۔ مگر اور اس کے کہیں بے حد
 پر اسرار تھے۔ چھپنے کی کوششوں سے جو وہ ایک عجیب سا
 خوف محسوس کر رہی تھی۔ خوف اس وقت شدت
 اختیار کر گیا تھا جب اس نے لوگوں میں ملنے والی کڑکی
 سے ایک عجیب سے حد عجیب منظر دیکھا۔

دیکھی دیکھ کے ساتھ وہ کمرے کا دروازہ
 کھلا تھا۔ ایک پچیس سال کا خیر لو جو اس باہر لگا اس
 نے پیچھے مڑ کر کمرے کا دروازہ بند نہیں کیا تھا۔ وہ ناگ
 کی سوجھ میں تھیں۔ منہ سے چلتا جا رہا تھا۔ رخسہ
 کا لہر گویا سڑک کر رہی تھی۔ ایک خوف کی برق برسرے
 اس کے پورے وجود کو جھٹکنے لگا۔ شوق کر رہی
 تھی۔ اس کا دوسری ہاں ہمد بھر میں پینہ پینہ ہو گیا
 تھا۔ پورے روبرو پر گویا ریزہ طاری ہو گیا تھا۔

اس کے کمرے کی ایک کڑکی۔ اس کی طرف مقلتی
 تھی اور دوسری دکان میں۔ وہ اس وقت ادنیٰ میں کھنے
 وں کڑکی کا پردہ تھا۔ جس میں دیوے کڑکی تھی اور اس کی
 نظروں سے چہرے ایک عجیب اور انوکھا منظر دیکھا۔

وہ فوجوں سے لکھیں مودے چلے ہو ان کی طرف
 جانے لگا تھا۔ اس کی "میں ہندی تھیں۔ یوں لگ
 رہا تھا کہ وہ دیندہ کی حالت میں چل رہا ہے۔ اسی بل
 تنگ سی بیلری کے جالی دار دروازے کو کھول کر یہ
 حسین و جمیل صورت اندر داخل ہوئی۔ وہ عورت نکلی
 کی کی تیزی کے ساتھ اس فوجوں تک پہنچی تھی۔
 وہ عورت۔ لہر رشتہ تھی۔ لالہ نے اس کو نہ پہچان
 ہاتھ پتھر کر کے باہر جانے سے روک دیا تھا۔ اس
 فوجوں کی ہتھکڑیاں بند تھیں۔ ہر ایک کی ہتھکڑیاں
 ہوئے محسوس کی طرف تھک رہا تھا۔ ایک عجیب سا منظر

کھڑے ایک اور کمرے کی طرف پہنچے۔ لکھی تھی۔ یوں
 لگ رہا تھا گویا وہ عورت ایک کیف آئیں۔ ایک سرور
 بھری خواب کی بیہوشی میں ہے۔ اس کا چہرہ خوش و
 چہرہ ہے۔ ایک مہر تھا۔ یوں لگ رہا تھا گویا وہ اپنے
 ساتھ ایک قیمتی خزانے کو لے کر جا رہی تھی اور وہ خود
 فوجوں ایک محسوس کی طرح اس عورت کے ساتھ
 آنکھیں موندے چل رہا تھا۔ یہ پر اسرار انداز میں
 منظر ابھی رہی تھی۔ وہ فوجوں بھل کون تھا؟
 "ہیام واسق۔" اس کا دل گویا وحشت کے عالم
 میں چلا تھا۔ اور وہ بھاری عویں ہاں کی ہوا کے بغیر
 ٹھنڈے ہوا فرش پر بیٹھتی ہوئی تھی۔

اس گھر میں داخل ہونے کے بعد یہ پہلی قیامت
 تھی۔ جو اس کے پاس پر اچانک برپا ہوئی۔
 اس گھر سے لے کر اس گھر تک اس نے غصہ کی
 عذاب تو دیکھے تھے۔ تو اب اس کا ذائقہ تو چھلکا ہی نہیں
 تھا۔ مگر اس نے گویا ٹوٹ کر بھڑکی تھی۔ اس کا وجود
 اور اس کا دل ریزہ ریزہ ہو گیا تھا۔ عزت و وقار نامناسب
 کی وجہاں بھڑکی تھیں۔ اس کے دل میں صدمہ
 چھپی تھی۔ اس کا تو ہر شب عویں کا ایک ایک بل اور
 لمحہ کسی اور کی بھولی میں ڈال رہا تھا۔ غصہ شریں
 سے پیٹ کر توڑ کر توڑ کر دیتے ہوئے تھی کہ
 آنکھیں خون بہا رہی تھیں۔

اور وہ دوسری شریں جنہوں کو "میں نے اپنے
 کے پسے لگا دیا۔ وہ کر رہی تھی۔ ہاتھ سے
 آگے سے پانی مار رہا تھا۔

کئی دنوں کی ناگہانی آنکھیں بچا۔ سر میں خور
 "میں نے ہاں۔" اس کی باری سے سے گردنات
 تنگ ہو کر۔ وہ تنگ ہو کر۔ وہ تنگ ہو کر۔ وہ تنگ ہو کر۔
 ظلم کر رہی تھی۔ انہوں میں چھپنے چھپت
 پڑے تھے۔
 مہمانوں سے بھرا گھر تہہ بہ تہہ غصہ خان ہو گیا تھا۔
 سب لوگ کڑکی اور کڑکی انہوں کے چار لفظوں کر

میں اپنے "میں نے" کی طرف ٹوٹ گئے تھے۔ جلتے
 ہوں گے۔ خورنا تھی۔
 "میں نے" کی طرف آواز میں "میں نے" تکلیف ایک
 "میں نے" کی طرف "میں نے" کی طرف "میں نے" کی طرف

پھر رخسہ نے پھر پھر سے اٹھ کر دروازہ کھولا تھا۔
 منہ سے لڑنے لگی تھی۔ ناگ چھلکے۔

"کب سے دروازہ کھلا جا رہی ہو۔" وہ "میں نے" کو
 نیند میں سوئی تھیں۔ "میں نے" نے "میں نے" کی طرف
 میں جاکر کمرے کے دروازے کی طرف "میں نے" کی طرف
 مہم میں اس سے "میں نے" کی طرف "میں نے" کی طرف

کی رحمت کو اور نہیں دیکھی۔
 "میں نے" کی طرف "میں نے" کی طرف "میں نے" کی طرف
 "میں نے" کی طرف "میں نے" کی طرف "میں نے" کی طرف
 رہی ہیں۔ "میں نے" کی طرف "میں نے" کی طرف "میں نے" کی طرف

میں نے "میں نے" کی طرف "میں نے" کی طرف "میں نے" کی طرف
 "میں نے" کی طرف "میں نے" کی طرف "میں نے" کی طرف
 "میں نے" کی طرف "میں نے" کی طرف "میں نے" کی طرف
 "میں نے" کی طرف "میں نے" کی طرف "میں نے" کی طرف

"میں نے" کی طرف "میں نے" کی طرف "میں نے" کی طرف
 "میں نے" کی طرف "میں نے" کی طرف "میں نے" کی طرف
 "میں نے" کی طرف "میں نے" کی طرف "میں نے" کی طرف
 "میں نے" کی طرف "میں نے" کی طرف "میں نے" کی طرف
 "میں نے" کی طرف "میں نے" کی طرف "میں نے" کی طرف
 "میں نے" کی طرف "میں نے" کی طرف "میں نے" کی طرف
 "میں نے" کی طرف "میں نے" کی طرف "میں نے" کی طرف

"میں نے" کی طرف "میں نے" کی طرف "میں نے" کی طرف
 "میں نے" کی طرف "میں نے" کی طرف "میں نے" کی طرف
 "میں نے" کی طرف "میں نے" کی طرف "میں نے" کی طرف
 "میں نے" کی طرف "میں نے" کی طرف "میں نے" کی طرف
 "میں نے" کی طرف "میں نے" کی طرف "میں نے" کی طرف
 "میں نے" کی طرف "میں نے" کی طرف "میں نے" کی طرف
 "میں نے" کی طرف "میں نے" کی طرف "میں نے" کی طرف

تھی۔ "میں نے" کی طرف "میں نے" کی طرف "میں نے" کی طرف
 طلب کا "میں نے" کی طرف "میں نے" کی طرف "میں نے" کی طرف
 کرے۔ "میں نے" کی طرف "میں نے" کی طرف "میں نے" کی طرف

"میں نے" کی طرف "میں نے" کی طرف "میں نے" کی طرف
 "میں نے" کی طرف "میں نے" کی طرف "میں نے" کی طرف
 "میں نے" کی طرف "میں نے" کی طرف "میں نے" کی طرف
 "میں نے" کی طرف "میں نے" کی طرف "میں نے" کی طرف

"میں نے" کی طرف "میں نے" کی طرف "میں نے" کی طرف
 "میں نے" کی طرف "میں نے" کی طرف "میں نے" کی طرف
 "میں نے" کی طرف "میں نے" کی طرف "میں نے" کی طرف
 "میں نے" کی طرف "میں نے" کی طرف "میں نے" کی طرف
 "میں نے" کی طرف "میں نے" کی طرف "میں نے" کی طرف
 "میں نے" کی طرف "میں نے" کی طرف "میں نے" کی طرف
 "میں نے" کی طرف "میں نے" کی طرف "میں نے" کی طرف

"میں نے" کی طرف "میں نے" کی طرف "میں نے" کی طرف
 "میں نے" کی طرف "میں نے" کی طرف "میں نے" کی طرف
 "میں نے" کی طرف "میں نے" کی طرف "میں نے" کی طرف
 "میں نے" کی طرف "میں نے" کی طرف "میں نے" کی طرف
 "میں نے" کی طرف "میں نے" کی طرف "میں نے" کی طرف
 "میں نے" کی طرف "میں نے" کی طرف "میں نے" کی طرف
 "میں نے" کی طرف "میں نے" کی طرف "میں نے" کی طرف

"میں نے" کی طرف "میں نے" کی طرف "میں نے" کی طرف
 "میں نے" کی طرف "میں نے" کی طرف "میں نے" کی طرف
 "میں نے" کی طرف "میں نے" کی طرف "میں نے" کی طرف
 "میں نے" کی طرف "میں نے" کی طرف "میں نے" کی طرف
 "میں نے" کی طرف "میں نے" کی طرف "میں نے" کی طرف
 "میں نے" کی طرف "میں نے" کی طرف "میں نے" کی طرف
 "میں نے" کی طرف "میں نے" کی طرف "میں نے" کی طرف

[illegible]

"کلیات میں نہیں دیکھی تھی کہ کیا تو غصہ میری
 سبکدوشی کا ثمر ہو گا۔ میں نے تجھے بھی دیکھا ہے
 شور سے کسی بحث میں اچھا وقت سے اندر نہ لکھ کر
 ایک مہربان ہو گیا۔
 "اس گھر میں عموں سے ملنے کا کوئی دواج
 نہیں۔" اس کا غصہ دیکھ کر صرف چند سیکنڈ پر محیط
 ہوا تھا اور جب وہ بولے "تو آتا تو پھر اسے پہلی چپ
 کھانے کا سوئی میں نہیں ملتا تھا۔
 "رحمہ ساری تھی۔ اسے خبر نہیں تھی کہ
 تم آئے ہو۔" تو شاید نے مسکرا کر جھوٹ بولا تھا اور پھر
 مزید اسے بولے کا مہربان ہو گیا۔ یہ طوطی سے اچھے
 گھر کے۔

۱۱۔ اے محمد بنی طیبؑ توجہ رکھنا۔
میں اتنا دین داتا ہوں کہ جس کا بھی دھوکہ
کئے میں نہ دے اور نہ ہوئے۔ صحت نہ کہ میرا
ہے۔ سب اس کی نظر سے کہہ رہا ہے۔
وہ بھی پہلی رکھے گا کہ اس پر سب سے نہیں تھا۔ ہر بات
فٹ سے منہ رہا رہا۔ چاہے اگلے دن کو کہی جس
کا گوارہ کیوں نہ کر لیں۔ اسے محبت و مہربانی
سفرت بھی اور خوشی سے قوت نہیں پڑے۔
”اچھا یہ پہل تو ہے۔“ ہنسے میں نے بھنگہ۔
محبت ہے کہ۔
”مجھے نہیں سمجھاؤ۔“ وہ بھی۔ ”بشیر“
نئی روشنی ہو گئی۔

[illegible]

”تیری نہیں لپکتی، ہاں۔“ بڑھاپا بڑی تھک
 درختوں کے درمیان ٹھکرا کر شروع ہو چکی تھی۔ اسی لیے
 مٹی کی لوشاپ ہوئے تان پڑا۔

”نہیں میں سید تو رکھنے ہوئے تھے، تم نے کیا ہاتھ
 ہلا لیا کرو۔“ انہوں نے سید کو ٹیٹ کر کہا۔
 ”رہنے دوں مجھ پھو، اہ سید کی چھٹی سی خان کو دوست
 (مشکل) میں کیوں ڈالتی ہیں۔ اپنی رخصت ہے نا۔
 مفت میں دوا ہٹاں تو بولی ہے۔ کوئی کام آئی کر دو
 کرو۔“ اس کی چھٹی، بھگدوں میں ڈھیر سوس شہزادہ
 بھی گھبرا گئے۔ اوہر لوشا ہے بھی اس کے بچے میں
 شہزادہ کو بچے جیرا سیدی اناہنس ہوئیں۔
 ”ٹھیک کر رہے ہو تم جاناؤ رخصت۔“ ناہن جوس
 پہل کر دے۔“

”جی ہنس“ ملا جو خود ہی میسل سے افسانہ چاہتی تھی۔
 اجازت ملے ہی گویا سربراہ کی رکھ کر کھینچی گئی۔
 نائیب اور غنی باؤں میں مصروف ہو گئے تھے۔ نوشتہ بہ
 اپنی ٹینڈ کا کوئی پور کرنے کے لیے اٹھ کھڑی تھیں۔ اس
 نے جس ڈھل گر فل سائزنگ میں ڈال کر فرنیچ میں
 رکھا تھا۔ اب وہ سیر سے برتن اٹھ کر سٹک میں رکھ
 رہی تھیں۔ اس کا ارادہ تھا کہ برتن دھو کر ہی پین میں
 سے نکالے گی۔ پھر چوبے تک چائے کے برتن بھی
 اکٹھے ہو جائے تھے۔ مولانا علی دہلوی برتن دھو رہی
 تھی۔ جب اپنے بالکل پیچے غنی کی آواز سن کر اچھل
 پڑی۔

”تو کچھ کہہ دے۔“ غنی نے ہر جھٹکی کا غلط استعمال کر کے
 ”اب کچھ یاد ہے تو پھر بتاؤ۔“
 ”وہ کچھ کہیں ہے۔“ غنی نے ہر جھٹکی کا غلط استعمال کر کے

”جیسے میں دستور علی التجا بھری مٹی تھی۔“
”یعنی اُنھیں جو جائز ملک سے۔“ اُس نے پلیٹ ختم
سے سبک میں تکی۔

”لب آتی ہو“ ہے، اصل رنگ میں۔“ وہ گویا سرشار ہو گیا۔ ”وہی ہے اس اتنی کھلی سے دفع نہیں ہوتے وال۔“

”وہ تو مجھے بھی نظر آ رہا ہے۔“ جی جی تاؤ کہتے دن کا قیام ہے؟“

”نہیں، میں نے پوچھا ہے کہ وہ مینے شراب میں لپٹا لیا تھا۔“

”جیسے کی طرح بلائے جان میں کرتے ہو؟“ اس نے گویا انتہائی ڈاکڑے۔

”اتھم تو مٹی کوئی۔ کبھی ذرا میری پیاری پھوپھی اور
 مادری لائیبہ سے ذرا اپنی جھک دو تو کہیں گی۔ میں بیٹہ
 کے لیے بیس روپے مانگوں۔“ لڑکھائے ہوئے۔

”پیاری لائیبہ کا کبھی تمہارے کپڑوں سے متھاجو
 نہیں نکال دینے لگے۔ پتھر کر تمہیں باہر نکال دے۔
 دھندلے ہاتھ دوئے سے خلک بچ اور فریج
 کھول کر جو کچھ کھاؤ اس نکل کر ٹینی سے ہاتھ میں لے
 لے۔ پتھر کہ توڑا سا جو کچھ کھاؤ اس کے کپڑے لے
 بھی کر گئی۔

”ہر وقت مرچیں تولیے چائے کہ۔“ ہونہ میری۔

حضرت بہت تھکے تھے۔ صرف ایک گلاس
 ”کیو۔“ اس۔ ایک آدھا گلاس۔ ہفتہ جو اس

[illegible]

”تم بھی مہر شکر کر کے کھالیا کرو۔ خیرے مت
کھالیا کرو۔“ رحمہ نے لڑکے کے ہاتھ چومے اور

کرنے لگی تھی۔

یاد رہے کہ اس وقت بھی ملک میں امن و امان کا یہ حال تھا کہ ایک شخص نے کہا: "جہاں جی چاہے وہاں جاؤ، یہاں کوئی نہیں دیکھے گا۔" (یہاں کوئی نہیں دیکھے گا)۔

"بچہ تو میرا ہے۔" اس شخص نے جواب دیا۔
 "تو اس شخص کے ساتھ رہتے ہو۔"
 "اچھا ایک بچہ ہے۔" اس شخص نے کہا۔
 "بچہ تو میرا ہے۔" اس شخص نے کہا۔
 "تو اس شخص کے ساتھ رہتے ہو۔"
 "اچھا ایک بچہ ہے۔" اس شخص نے کہا۔

”خیر میں جو تائید بناؤ۔“ وہ اطمینان سے بھر پور
 ہر حال میں رحمت سے نپٹ کر رہتا تھا۔ ”جو کچھ میری
 کتابوں پر لکھا ہے، اس میں ایک کلمہ بھی نہیں ہے جو
 اللہ کے لئے ہو۔“ ایک کلمہ میں کہہ کر وہ جو شائد
 ازل سے کہتا تھا۔ ”اللہ کے لئے ہو۔“

"اب کی کرکھٹاؤ۔"
 "تو کھٹاؤ کی کیا آہ میں سے یہ تو کھٹاؤ۔" وہ
 ریزہ کن جھٹکے۔ باقی میں کپ کاڑ رہا تھا۔ "پہلے تم
 بیوی۔ پھر تمہارا بیٹا۔ پھر میں۔ مرنے کا وقت ہے۔"
 "اب تو اس میں کھڑے۔" وہ اس کی طرف سے "اب تو کھٹاؤ اس
 کی ان ہی عادلوں سے غار کھینچ رہی تھی۔" اب آرام سے
 لی لو۔ درخت تمہارے اوپر گر گئے۔" اس کا دل
 صاف دھڑکے۔ "تو کھٹاؤ۔"

”میں نے تم کو یہ سب بتا دیا ہے۔ اب تم میری طرف سے اس کو چھوڑ دو۔“
 کوئی نئی بات نہیں تھی۔ وہ شروع سے ہی یہی تھا اور
 اس طرح سے وہ اس چٹا کمرہ کو دیکھتا تھا۔ اس کمرہ کو وہ اپنے
 ہی سر پہ ڈھونڈتے ہوئے پھر رہا تھا۔

و حسن کے ساتھ اس کی بے تعلقی اس پر ہونے لگی۔
 بہت دیر سے جب کہ انہیں شہر سے دور
 اپنے گھر و پورہ چھپائی کر آ کر جاتا تھا۔ عین میں یہ

میں نے کہا کہ میں اس کے منہ سے لگا چکا تھا اور اس

کے دو خواب ہاتھ جکڑنے کے بعد وہ کچھ خوشامد اس کے
حلق میں انڈیل کر اب اطمینان سے کپ منہ سے نکال
کے بی رہا تھا۔ جبکہ وہ جیسے وہ خوش رہا تھا رکے کھلیں
انہی رہی تھی۔ اور چونکہ غمی الٹ کر کھڑا سو پ
سبب پر پٹا کربا ہر کی طرف بھاگ گیا۔ جبکہ رحمتہ
کفیر نے اس کے پیچھے تھی۔

”اب سنی جوان اپنی اصلی حالت میں۔ مجھے
تہناری یہ سنجیدگی دیکھیں خیس چارہ رہی۔“
خس کر لوٹ پوٹ ہوتے ہوئے پتہ ربا تھا۔ مگر
خس ربا تھا کہ وہ ایک ساہرہ سنا پکڑا ہے۔

لوگوں ان لوگوں کو چڑھا دیں جنہیں سمجھتے تھے کہ انہیں کچھ
 اس طرح سے رخصتہ کے ساتھ الیچ تھپی دے اور اس
 حلال فنی کا ہر حصہ ہر حصہ میں لکھن اور
 اپنی پوری جگہ کے گھر ساری کا چھتیاں کوڑا کر جائے گا۔ اس
 کی وجہ سے بعد از رخصتہ کے ساتھ جتنی بھی
 بہت دراصل یہ تھی کہ اس کے لئے خواہ سنا
 چڑانے پر یہ راک کوٹ کر جیا کر لی تھی تاہم

بچہوں میں ایک ساتھ رُتے، بھگرتے شرارتیں

[illegible][illegible]

میں نے قیام پورا کر کے دوبارہ اپنی حرکتوں سے رجوع ہوا۔
 پورا ہفت روزہ کے رکھ دیا تھا۔ جیسے کہ اس وقت صبح
 محترمہ نے انگلی کے حلوے اور قیرہ بھرے برتنوں
 کی فراہم کر دی تھی۔ رخصتہ کو اس کی فراہم پوری
 سہارا نہیں ملتا تھا مگر جو کہ وہ اس فراہمی کو نعمت کا
 خیال کرتا تھا اس پر رخصتہ کو حد درجہ چپ بیٹھ جاتی
 تھی۔

دو دن ابھی تک یہ اٹھا نہیں ہوا تھا کہ تیسری مرتبہ بکن
 میں جھانک کر پوچھا۔

”تو یہ ہے مرنے والی، خود کو صبر کرو، میں بھی جا رہا ہوں۔“
 احتیاط سے پڑھنا شروع کی۔
 ”جس میں کیا رو بہ ہے، تک جوتا، عین، تو میری“
 پوچھتا رہا۔
 ”میں نہیں، میں نہیں، میں نہیں“

[illegible]

”یہ نہ جانو، پھر دیکھو اور یہاں تک بھی۔“
 ”جہاں بھی! ابھی پڑے تھی پھر کسے کہتے ہیں۔“
 رحیمہ کہوں کہ پھر کوئی کہتے ہوئے ہوئی۔
 ”ماتہ سے کہا کرو۔ اس طرح کے کام وہ کر یا
 کر۔ تم یقین بھی تو سمجھتی ہو۔ جہاں بھی تو کہتے
 جہاں چہرہ چلی بے ہر کام سے۔“ ناعمل سے سرگوشی نہ
 الگ کر رہی تھی۔
 ”آپ کیا کوئی کام تھا۔“

[illegible]

میں نے کہا کہ میں نے تم کو کبھی نہیں دیکھا ہے۔

میں تھیں کہ وہ ایک...
 "اور میں نے یہ سیکھ لیا کہ میں نے..."

پتہ کی سہ پہل...
 "میں نے یہ سیکھ لیا کہ میں نے..."

رحمہ غائب ہو کر...
 "نواب آپ نے پھر..."

"جیسے چاہا..."
 "میں نے یہ سیکھ لیا..."

"اگر..."
 "میں نے یہ سیکھ لیا..."

اس میں صبح...
 "میں نے یہ سیکھ لیا..."

"میں نے یہ سیکھ لیا..."
 "میں نے یہ سیکھ لیا..."

میں نے یہ سیکھ لیا...
 "میں نے یہ سیکھ لیا..."

میں نے یہ سیکھ لیا...
 "میں نے یہ سیکھ لیا..."

"میں نے یہ سیکھ لیا..."
 "میں نے یہ سیکھ لیا..."

میں نے یہ سیکھ لیا...
 "میں نے یہ سیکھ لیا..."

میں نے یہ سیکھ لیا...
 "میں نے یہ سیکھ لیا..."

"میں نے یہ سیکھ لیا..."
 "میں نے یہ سیکھ لیا..."

اور وحشہ نہ لڑ حیم کے۔ یہ مرد حاکمیت اور
مردوں کی بھی تہمتیں ہوتی تھیں۔ جسے کتبہ داشت
فرمان تھا۔ وہ مرد - - - - -
"سہ نہ ہاں" سہ نہ ہاں میں یہ تھا۔

ہمیں سہو ساموش سے یہ خبر اس روٹن سے
سمجھنا کہ اس کی کوشش کرتی رہی تھی۔ مگر ایک دن
جب صبح کے وقت وہ اس کے پیڑروم میں آیا تو وحشہ
اس سے اٹھ بی۔

"یہ کبھی تمہاری روٹن ہے آپ کی؟" حیم حسب
سابق خاموش رہا۔

"حیم! میری بات کا یہ اب ویسے؟" وہ رنج ہو کر
پولی۔

"میری بیٹھ سے یہی روٹن ہے۔" اس نے بہت
عجیب سے انداز میں کہا۔

"تو آپ اپنی اس روٹن کو چھوڑ کر۔"

"میں یہ معموس کو نہیں بدل سکتا۔" اس کا بچہ
دو ٹوک تھا۔

"اور مجھے آپ کا روت بھر کر سے یہ پھر مٹانا ہی
پہنہ نہیں۔" آپ کو اگر آتش درک کرنا تو اپنے منہ
مردم میں فائیں لے لیا کر رہا۔

"میری مرضی میں جہاں بھی جینوں۔" وہ بول یا نام
سدا۔ عمر بون بولی وہ مجھ پر پندی لگائے ان۔

حیم - - - - - حد تا واری سے کہیں کہ رحمتہ کے
چہرے پر بھی ناگواری اتر آئی۔

"میں آپ کی بیٹی ہوں اور آپ پر پورا پورا حق
رکھتی ہوں۔"

"یہ تو ویسی ہی بن کر رہو۔" مجھ پر حکم چلائے
کی ضرورت نہیں۔" وہ سر جھکا کر اپنے کام میں
مصروف تھا۔

"میں حکم نہیں چا رہی۔ درخواست پیش کر رہی
ہوں۔" آپ بہت بھر ایک دوسرے کمرے میں۔

بہت سے لوگوں کو چونکا وہ گاؤں میں نہیں چلائے
ہاں انسانی زندگی کے بارے میں کئی سالوں تک
کے ذہن میں ابھر نہیں۔" وحشہ نے چہرے پر سوچ

قرعہ لے کر گدگد کر رہی تھی۔ خاموشی چھائی تھی۔
"میں اب پر کوئی دوسروں کی زندگی میں مداخلت نہیں
کرتی۔"

"تمہیں تو آپ کی ذاتی زندگی میں مداخلت کر سکتی
ہوں نا؟"

"نہیں۔" حیم کا بچہ از حد روکھ ہو گیا۔ "مگر
اگر تم نے بات کر لی ہے تو میں بھی کچھ وضاحت کر
دیتا ہوں۔" اس گھر میں اگر رہنا چاہتی ہو تو یہ سوالات

سے پرہیز کرنا۔ جو چیز جسک رکھی ہے۔ اسے وہیں
رہنے دینا۔ اگر تبدیلیاں لانے کی کوشش کرو گی تو
میرے گھر پر اپنا نقصانی ہوگا۔ اگر کچھ الٹنا الٹک سا
رکھو تو نقصاندار نہ رہا۔" حیم اور کھڑا بھی نہیں بتاؤں

کی طرف لے جائیں گے۔" دوسرے لفظوں میں
اسے خوار کیا یا رہ گیا یہ پھر دھمکا جا رہا تھا۔ وحشہ کی
پیشانی پر ایک تار کا ر سٹوٹ ابھر آئی۔

"آپ یہ کہنا چاہتے ہیں کہ مجھے گوانا بھولا رہا اور حیا
بن کر رہ چکا؟"

"مجھے سمجھ لو۔" اور بھی تمہارے حق میں یہ
ہے۔" اس کا نام نہ جانوڑ جنگ تھا۔ اس سے فائیں نہ
کڑیں اور کمرے کی قی بھی بھاڑی۔

بہت حد تک وہ اس شخص پر پوری ہو گیا۔
کرائی ہوئی تھی۔ لہذا وہ اتنا بال نہ آئے۔ اس تھا۔
یہ تھا اس۔ یہاں ہر گھنٹہ ہر گھنٹہ۔

تھا۔ یہی وہی تھا۔
پہلے ہی وہ رہا تھا۔ یہاں تک کہ وہ اپنے آپ کو
جانتے دیکھ سہا سے رہا ہوئے اور انہیں جو گئے
تھیں۔

تھا۔ وہاں اس کو توڑا۔ اس کی ہاں رہا کرنا
تھا۔ وہاں اس کو توڑا۔ اس کی ہاں رہا کرنا
تھا۔ وہاں اس کو توڑا۔ اس کی ہاں رہا کرنا

تھا۔ وہاں اس کو توڑا۔ اس کی ہاں رہا کرنا
تھا۔ وہاں اس کو توڑا۔ اس کی ہاں رہا کرنا
تھا۔ وہاں اس کو توڑا۔ اس کی ہاں رہا کرنا

تھا۔ وہاں اس کو توڑا۔ اس کی ہاں رہا کرنا
تھا۔ وہاں اس کو توڑا۔ اس کی ہاں رہا کرنا
تھا۔ وہاں اس کو توڑا۔ اس کی ہاں رہا کرنا

تھا۔ وہاں اس کو توڑا۔ اس کی ہاں رہا کرنا
تھا۔ وہاں اس کو توڑا۔ اس کی ہاں رہا کرنا
تھا۔ وہاں اس کو توڑا۔ اس کی ہاں رہا کرنا

تھا۔ وہاں اس کو توڑا۔ اس کی ہاں رہا کرنا
تھا۔ وہاں اس کو توڑا۔ اس کی ہاں رہا کرنا
تھا۔ وہاں اس کو توڑا۔ اس کی ہاں رہا کرنا

تھا۔ وہاں اس کو توڑا۔ اس کی ہاں رہا کرنا
تھا۔ وہاں اس کو توڑا۔ اس کی ہاں رہا کرنا
تھا۔ وہاں اس کو توڑا۔ اس کی ہاں رہا کرنا

تھا۔ وہاں اس کو توڑا۔ اس کی ہاں رہا کرنا
تھا۔ وہاں اس کو توڑا۔ اس کی ہاں رہا کرنا
تھا۔ وہاں اس کو توڑا۔ اس کی ہاں رہا کرنا

"رہی۔" انہوں نے حیم کی شان اڑی ہے۔
یہاں تک کہ ہر شخص حیم کو گریہ کر رہا ہے۔
میں بیٹھ بیٹھ رہا۔ اسے اپنا آخری لفظ سمجھا۔
لڑی کا مصلحہ ہر گھنٹہ ہر گھنٹہ۔

پہلے ہی تھا۔ حیم کی بیٹی نے حیم کو گریہ کر رہا ہے۔
میں بیٹھ بیٹھ رہا۔ اسے اپنا آخری لفظ سمجھا۔
لڑی کا مصلحہ ہر گھنٹہ ہر گھنٹہ۔

پہلے ہی تھا۔ حیم کی بیٹی نے حیم کو گریہ کر رہا ہے۔
میں بیٹھ بیٹھ رہا۔ اسے اپنا آخری لفظ سمجھا۔
لڑی کا مصلحہ ہر گھنٹہ ہر گھنٹہ۔

پہلے ہی تھا۔ حیم کی بیٹی نے حیم کو گریہ کر رہا ہے۔
میں بیٹھ بیٹھ رہا۔ اسے اپنا آخری لفظ سمجھا۔
لڑی کا مصلحہ ہر گھنٹہ ہر گھنٹہ۔

پہلے ہی تھا۔ حیم کی بیٹی نے حیم کو گریہ کر رہا ہے۔
میں بیٹھ بیٹھ رہا۔ اسے اپنا آخری لفظ سمجھا۔
لڑی کا مصلحہ ہر گھنٹہ ہر گھنٹہ۔

پہلے ہی تھا۔ حیم کی بیٹی نے حیم کو گریہ کر رہا ہے۔
میں بیٹھ بیٹھ رہا۔ اسے اپنا آخری لفظ سمجھا۔
لڑی کا مصلحہ ہر گھنٹہ ہر گھنٹہ۔

پہلے ہی تھا۔ حیم کی بیٹی نے حیم کو گریہ کر رہا ہے۔
میں بیٹھ بیٹھ رہا۔ اسے اپنا آخری لفظ سمجھا۔
لڑی کا مصلحہ ہر گھنٹہ ہر گھنٹہ۔

پہلے ہی تھا۔ حیم کی بیٹی نے حیم کو گریہ کر رہا ہے۔
میں بیٹھ بیٹھ رہا۔ اسے اپنا آخری لفظ سمجھا۔
لڑی کا مصلحہ ہر گھنٹہ ہر گھنٹہ۔

پہلے ہی تھا۔ حیم کی بیٹی نے حیم کو گریہ کر رہا ہے۔
میں بیٹھ بیٹھ رہا۔ اسے اپنا آخری لفظ سمجھا۔
لڑی کا مصلحہ ہر گھنٹہ ہر گھنٹہ۔

پہلے ہی تھا۔ حیم کی بیٹی نے حیم کو گریہ کر رہا ہے۔
میں بیٹھ بیٹھ رہا۔ اسے اپنا آخری لفظ سمجھا۔
لڑی کا مصلحہ ہر گھنٹہ ہر گھنٹہ۔

پہلے ہی تھا۔ حیم کی بیٹی نے حیم کو گریہ کر رہا ہے۔
میں بیٹھ بیٹھ رہا۔ اسے اپنا آخری لفظ سمجھا۔
لڑی کا مصلحہ ہر گھنٹہ ہر گھنٹہ۔

پہلے ہی تھا۔ حیم کی بیٹی نے حیم کو گریہ کر رہا ہے۔
میں بیٹھ بیٹھ رہا۔ اسے اپنا آخری لفظ سمجھا۔
لڑی کا مصلحہ ہر گھنٹہ ہر گھنٹہ۔

پہلے ہی تھا۔ حیم کی بیٹی نے حیم کو گریہ کر رہا ہے۔
میں بیٹھ بیٹھ رہا۔ اسے اپنا آخری لفظ سمجھا۔
لڑی کا مصلحہ ہر گھنٹہ ہر گھنٹہ۔

پہلے ہی تھا۔ حیم کی بیٹی نے حیم کو گریہ کر رہا ہے۔
میں بیٹھ بیٹھ رہا۔ اسے اپنا آخری لفظ سمجھا۔
لڑی کا مصلحہ ہر گھنٹہ ہر گھنٹہ۔

پہلے ہی تھا۔ حیم کی بیٹی نے حیم کو گریہ کر رہا ہے۔
میں بیٹھ بیٹھ رہا۔ اسے اپنا آخری لفظ سمجھا۔
لڑی کا مصلحہ ہر گھنٹہ ہر گھنٹہ۔

پہلے ہی تھا۔ حیم کی بیٹی نے حیم کو گریہ کر رہا ہے۔
میں بیٹھ بیٹھ رہا۔ اسے اپنا آخری لفظ سمجھا۔
لڑی کا مصلحہ ہر گھنٹہ ہر گھنٹہ۔

ی بات ہے۔ آپ تک اس سے نہ لڑا۔ یہاں تک کہ
وہ لڑی بات نہیں کر سکا۔ اسے بھی نہیں۔ یہ تھا۔
تھا۔ یہ تھا۔ یہ تھا۔ یہ تھا۔

ی بات ہے۔ آپ تک اس سے نہ لڑا۔ یہاں تک کہ
وہ لڑی بات نہیں کر سکا۔ اسے بھی نہیں۔ یہ تھا۔
تھا۔ یہ تھا۔ یہ تھا۔ یہ تھا۔

ی بات ہے۔ آپ تک اس سے نہ لڑا۔ یہاں تک کہ
وہ لڑی بات نہیں کر سکا۔ اسے بھی نہیں۔ یہ تھا۔
تھا۔ یہ تھا۔ یہ تھا۔ یہ تھا۔

ی بات ہے۔ آپ تک اس سے نہ لڑا۔ یہاں تک کہ
وہ لڑی بات نہیں کر سکا۔ اسے بھی نہیں۔ یہ تھا۔
تھا۔ یہ تھا۔ یہ تھا۔ یہ تھا۔

ی بات ہے۔ آپ تک اس سے نہ لڑا۔ یہاں تک کہ
وہ لڑی بات نہیں کر سکا۔ اسے بھی نہیں۔ یہ تھا۔
تھا۔ یہ تھا۔ یہ تھا۔ یہ تھا۔

ی بات ہے۔ آپ تک اس سے نہ لڑا۔ یہاں تک کہ
وہ لڑی بات نہیں کر سکا۔ اسے بھی نہیں۔ یہ تھا۔
تھا۔ یہ تھا۔ یہ تھا۔ یہ تھا۔

ی بات ہے۔ آپ تک اس سے نہ لڑا۔ یہاں تک کہ
وہ لڑی بات نہیں کر سکا۔ اسے بھی نہیں۔ یہ تھا۔
تھا۔ یہ تھا۔ یہ تھا۔ یہ تھا۔

ی بات ہے۔ آپ تک اس سے نہ لڑا۔ یہاں تک کہ
وہ لڑی بات نہیں کر سکا۔ اسے بھی نہیں۔ یہ تھا۔
تھا۔ یہ تھا۔ یہ تھا۔ یہ تھا۔

ی بات ہے۔ آپ تک اس سے نہ لڑا۔ یہاں تک کہ
وہ لڑی بات نہیں کر سکا۔ اسے بھی نہیں۔ یہ تھا۔
تھا۔ یہ تھا۔ یہ تھا۔ یہ تھا۔

ی بات ہے۔ آپ تک اس سے نہ لڑا۔ یہاں تک کہ
وہ لڑی بات نہیں کر سکا۔ اسے بھی نہیں۔ یہ تھا۔
تھا۔ یہ تھا۔ یہ تھا۔ یہ تھا۔

ی بات ہے۔ آپ تک اس سے نہ لڑا۔ یہاں تک کہ
وہ لڑی بات نہیں کر سکا۔ اسے بھی نہیں۔ یہ تھا۔
تھا۔ یہ تھا۔ یہ تھا۔ یہ تھا۔

ی بات ہے۔ آپ تک اس سے نہ لڑا۔ یہاں تک کہ
وہ لڑی بات نہیں کر سکا۔ اسے بھی نہیں۔ یہ تھا۔
تھا۔ یہ تھا۔ یہ تھا۔ یہ تھا۔

ی بات ہے۔ آپ تک اس سے نہ لڑا۔ یہاں تک کہ
وہ لڑی بات نہیں کر سکا۔ اسے بھی نہیں۔ یہ تھا۔
تھا۔ یہ تھا۔ یہ تھا۔ یہ تھا۔

ی بات ہے۔ آپ تک اس سے نہ لڑا۔ یہاں تک کہ
وہ لڑی بات نہیں کر سکا۔ اسے بھی نہیں۔ یہ تھا۔
تھا۔ یہ تھا۔ یہ تھا۔ یہ تھا۔

ی بات ہے۔ آپ تک اس سے نہ لڑا۔ یہاں تک کہ
وہ لڑی بات نہیں کر سکا۔ اسے بھی نہیں۔ یہ تھا۔
تھا۔ یہ تھا۔ یہ تھا۔ یہ تھا۔

ی بات ہے۔ آپ تک اس سے نہ لڑا۔ یہاں تک کہ
وہ لڑی بات نہیں کر سکا۔ اسے بھی نہیں۔ یہ تھا۔
تھا۔ یہ تھا۔ یہ تھا۔ یہ تھا۔

”بہشت کے آقا ہو۔“ جسے اس نے
 ”تم نے یہ سب کہاں سے سنا؟“
 ”میرے دوستوں نے کہا کہ یہ بے شک تم ہی ہو۔“
 ”اے خداوند! تم نے اسے اس طرح کہا ہے کہ وہ خود کو
 چوں کہ تمہیں سمجھ گیا۔“
 ”میں تمہاری باتوں کے لیے بے شک آتی ہوں۔“ فی الواقع
 اس نے شاکل میں حیرت کی۔
 ”وہ نہیں سمجھ رہے ہیں۔ میں یہاں اور جہنم کا
 ناشناختہ ہوں۔“ مجھے جہنم کے لیے بے شک پانا اچھا لگے
 گا۔“ اس نے بغیر جھجکے لالہ کی آنکھوں میں براہ
 راستہ الجھ کر کہا تھا کہ ایک دم جہنم میں اجبار
 سے منتقل ہونے کی طرف دیکھ اور بغیر غصے یا اجبار
 جہنم میں شہید رہ لالہ کے کچھ رونے کا منتظر تھا۔
 جب کہ یہ سمجھ نہ سکی تو اسے گھبراہٹ ہوئی۔
 ”اے خداوند! تم نے اسے بے شک میں کیا دیتا ہوں۔ تم
 کمال تر ہو کر رہ گئے۔“

میں نے کہا کہ میں نے اس سے پہلے ہی ایک
 کتاب لکھی تھی۔ یہ کتاب میری باتوں
 پر حیات اور زندگی کے دو میدانوں پر مبنی تھی۔
 یہ کتاب اس وقت تک کہ میری
 کتاب لکھی کہ حیات اس سے شادی نہیں کرنا چاہتا تھا
 تو میری باتوں سے کسی نے مجھ پر توجہ نہ دی تھی۔
 انکار کر دیا۔ وہ میری باتوں کا انکار نہیں اور ان
 باتوں کو کوئی مہمات نہیں دیتا تھا۔
 یہ بات حیات کے ساتھ سے ملنے لگے تھی۔
 یہ بات رہی۔

[illegible]

وہم خبر ہو کہ جسکی کیا ہو؟" لڑکھڑکھاتے ہوئے حارثی
 زبشار نے جیش و غضب سے صرخا خون رنگت ہو مجھے
 جس قدر بخدا ہی ہونا ایک شے کے سے اس منصب سے
 بہت سستی دوسرا میں۔"

"ہاں اسی بات کا غور ہے؟" وہ خشم انداز سے
 ٹاپ رہ کر جی نہیں آتا کہ اس نے مجھے کیا ہر نہیں
 ہوئے۔

"جیش و غضب"

”جیسے سنے چٹا تانا ہے۔“ رحمہ اللہ! ”اندر
 میں رہا۔“ وقت اور حالات بدلے، یہ میریں لکھی اور
 غور تو کیا، شاہوں کی لڑائی تھی۔“
 ”تم مجھے کتنے یاد ہے۔“ ”لڑا ہے۔“
 ”حالہ اس کی ہی لڑائی بھر کے لیے۔“
 ”رہا وہ۔“ ”یہ وہی شہد ہے۔“

”میں نے تم سے یہ سب سنا ہے۔“

پتی تھیں۔ وقتیہ میں یہ پتہ چلا کہ وہ کسی کے سپاہیوں کا
 نائب، یا کسی کے نظریہ میں تھا۔
 ’صدیقہ‘ اصحاب و خدمت کے لیے سو رہی تھی۔
 چہ بہ چہ بے خواب کرتی صدیقہ کو یہی کہہ دیتے تھے،
 ’تجربہ صدیقہ بھی اس کی گوارا کرتے ہوئے چھپے سے
 آئی تھی۔‘

[illegible][illegible]

[illegible]

”میں حیا م سب سے گریں گی۔“
 ”ہاں! میں کہتی۔ منو کی ہے۔ اور ہاں یہ لالہ کو
 بھی ٹھکانے لگنے کا سہارا دے تو ہر ایک کو کہہ لے
 ہے ورنہ شریعت کی خبر میں جو اس کی کو گھر ٹھکا
 رکھ ہے۔“ جیسا بھی ہے کہ ہاتھوں کی بریں
 راتیں بھی سہی تھیں۔

”میں مابینا سے بات سمجھ گیا۔“ اس نے گویا
 فرود باندھ دیا تھا۔
 ”خیر؟“ گھرنا میں حور لیا تھا کسی اچھے رشتہ کی
 بات کہیں تھی۔ ”خوشامبر ہے اس کے کاندھے پر ہاتھ
 رکھ کر تسلی دینی۔

"چنانچہ میں نے پھر آؤں گی۔ آپ بتائیں کہ کیا حیات
کے ساتھ دھڑکنے والی جتنی باتیں ہوں گے، یہ سب یاد رکھ کر
رہ جائے گا۔"

”نہ دھڑکی مارتی تھی۔“ وہ اسی سے بولتا۔
 ”پھر گول کیا تمہارے بھیا ایسے ہیں۔ مانو،
 تمہارے دور کے بغیر گھر کب کب کو کھڑا
 شہبہ جاتے تھے اور فرسوں سے ہونے والے
 اندیشوں اور بے رحمیوں نے شہبہ کے مٹی میں
 گڑھا کیا ہے۔“

۱۶

حیام اپنے کمر میں بیڑا تھا۔ جب وہ اپنے کنبوں کو
رہنہ دیا تو خود مٹھائی نذر تیری حیام اسے دیکھ کر
چڑکھ گیا۔

”تمسک“

”بال فی محل۔“ اسے حیرت کیوں ہو؟
 ہیں۔ ”وہ مسکراتے ہوئے دو قدم کا واسطہ لگاتے ہوئے
 اس کے قریب بیٹھ گئی۔

میں ہاتھ پیر کی پٹیاں لگا کر ہونٹوں کو مسرور کیا کرتے
 رہا کرتا تھا۔

[illegible]


خاموش دیکھ کر لڑنے لگی۔

"اگر چاہو۔۔۔ لیکن اگر تمہارے پاس
 موشوں پر پتہ نہ ہو۔۔۔ تو ان کو روکنا۔۔۔
 چاہئے۔۔۔ تم پر یہاں سے۔۔۔ ہمارے
 آگے۔۔۔ ان سے بڑے ملک کی جنگ کی جہاز رہا۔۔۔
 تمہیں۔۔۔ تمہیں۔۔۔ تمہیں۔۔۔ تمہیں۔۔۔
 یہاں سے۔۔۔ تمہیں۔۔۔ تمہیں۔۔۔ تمہیں۔۔۔

انا بھی سے پتہ لے گئے تھے۔ پتہ
 کے شادی کے بعد ایک دفعہ بھی ٹھیک طرح سے
 رہنے نہیں آئے سو وحشہ میرے کو ہری بھی۔
 صدمہ دیکھ کر وہ فرستے واپس یہ سے تاجا بنے گا۔
 وحشہ کا بیٹہ بھی میرا بھی۔

لو شہ بہن سہی کے ساتھ 2003ء میں لکھا گیا تھا جس میں غامض
خوشی کا لکھا کہ کدوی تھیں۔ رحیمہ کو یہ تبدیلی بہت
پیاری تھی۔ یہ عزت کی حیثیت اور میرے آؤ بیکٹا صرنا
اور صرف اس کے توسط سے کہ تو میرا جلا رحیمہ
کا ازہ رہا اور میری خوش قسمت تھی۔

جہاں بھی کے مزاج میں بھی بہت تہذیبی تھی تھی۔
 رخصتہ کے لیے ان کے دل میں یہ رائے تھا۔ اب
 وجہ حرام کی شخصیت تھی یا پھر اس کا سہول و سبوح
 عزیز ہے۔ جو بھی تھا۔ رخصتہ کے لیے ان کے رویے
 کا یہ وہ بہت خوبصورت ثابت ہوا تھا۔ اب وہ اکثر کہتے
 تھے۔



کچھ پانچ... افسانہ... ان کی بات اچھی طرح
 تھی۔
 ان کی بات سن کر میں نے سوچا کہ یہ تو
 اسی شخص ہے جس نے میری زندگی میں
 اتنی شرمیلی سی بات کہی تھی۔
 میں نے اس کی بات سن کر ہنس کر کہی تھی
 کہ "تو شرمیلی کی بات کہی ہے۔"
 اس نے ہنس کر کہا کہ "میں نے تو شرمیلی کی
 بات کہی ہے۔"
 اس نے کہا کہ "میں نے تو شرمیلی کی
 بات کہی ہے۔"
 اس نے کہا کہ "میں نے تو شرمیلی کی
 بات کہی ہے۔"
 اس نے کہا کہ "میں نے تو شرمیلی کی
 بات کہی ہے۔"
 اس نے کہا کہ "میں نے تو شرمیلی کی
 بات کہی ہے۔"
 اس نے کہا کہ "میں نے تو شرمیلی کی
 بات کہی ہے۔"

مشہور ایک بات ہے کہ ایک شخص نے ایک
 شخص کی ایک بات سن کر اس کی ہر بات
 پر اسرار سمجھ کر ہی سن کر اس نے اس شخص کو
 کچھ کی مڈگڑھ دیا۔
 اس نے کہا کہ "تو شرمیلی کی بات کہی ہے۔"
 اس نے کہا کہ "میں نے تو شرمیلی کی
 بات کہی ہے۔"
 اس نے کہا کہ "میں نے تو شرمیلی کی
 بات کہی ہے۔"
 اس نے کہا کہ "میں نے تو شرمیلی کی
 بات کہی ہے۔"
 اس نے کہا کہ "میں نے تو شرمیلی کی
 بات کہی ہے۔"
 اس نے کہا کہ "میں نے تو شرمیلی کی
 بات کہی ہے۔"

ایک شخص نے ایک شخص کی ایک بات
 سن کر اس کی ہر بات پر اسرار سمجھ کر ہی
 سن کر اس نے اس شخص کو کچھ کی مڈگڑھ
 دیا۔
 اس نے کہا کہ "تو شرمیلی کی بات کہی ہے۔"
 اس نے کہا کہ "میں نے تو شرمیلی کی
 بات کہی ہے۔"
 اس نے کہا کہ "میں نے تو شرمیلی کی
 بات کہی ہے۔"
 اس نے کہا کہ "میں نے تو شرمیلی کی
 بات کہی ہے۔"
 اس نے کہا کہ "میں نے تو شرمیلی کی
 بات کہی ہے۔"

ایک شخص نے ایک شخص کی ایک بات
 سن کر اس کی ہر بات پر اسرار سمجھ کر ہی
 سن کر اس نے اس شخص کو کچھ کی مڈگڑھ
 دیا۔
 اس نے کہا کہ "تو شرمیلی کی بات کہی ہے۔"
 اس نے کہا کہ "میں نے تو شرمیلی کی
 بات کہی ہے۔"
 اس نے کہا کہ "میں نے تو شرمیلی کی
 بات کہی ہے۔"
 اس نے کہا کہ "میں نے تو شرمیلی کی
 بات کہی ہے۔"

اور ساتھ یہ فحشی گویاں بھی لگا لگا کر۔ اسے عربی میں قیل و قال کر دے۔ جیسے یوں تو یہ لڑائی کا نہیں بلکہ مڑی تھیں۔ ایک چور سے یہ چاہئے کہ یہ چور ہی تھا

اور جب وہ اپنے کمرے میں داخل ہوئی تو اس نے دیکھا کہ ایک شخص اس کے کمرے میں بیٹھ کر لکھ رہا ہے۔

”کسی نے تو دکھا تھا۔“ رحیم خوش کے بارے
 میں یہ کہہ کر اسے پورے یقین سے تھکا کر رکھے۔

وہو میں کی بوسے آزاد ہو رہا تھا۔ یعنی مریضوں کے س
دھوئیں کا اثر آہستہ آہستہ زائل ہو رہا تھا۔ اور جیم خود
کو ایک طبقے میں سے نکال ہو محسوس کر رہا تھا۔ اور
جب فرش سے اٹھ کر چھری ہوئی لالہ رخصتہ تک آئی
تو دیکھ کر گناہتہ۔۔۔

تو حضور شاہ کہ منہ پر گزرا۔ رستا بہا جرمیں
 نیاب گل اوراں کی تھیں۔ جس سے ہر حال
 مال کے ساتھ چل کرے گی۔ خیام تو اپنے سر سے
 چھوٹا پتھر دھندلے کرے۔ میں پاتا پڑا ہوں
 جب وہ سماعت پر کے گئے تھے کی صورت وہاں
 تھیں کہ کس کو لے کر تلی تھی۔

”پلے مال کی بات سن میں۔ پھر بے کرے
 تھیں چائے کا۔“ مودت سر جھانے اس کے قریب
 سے گزرتی تھی۔ رختہ اس کی پشت کو دھکتی رہی۔
 ”مال کی بھلائی کس کی؟“ وہ برصغیر تھیں۔
 تو قیر تیکم کے کمرے کی طرف دیکھنے لگی تھی۔ دران
 اسی وقت بھی بند تھا اور بیٹہ بند ہی رہتا تھا۔ رختہ
 کچھ سوچ کر قیر تیکم کے کمرے میں نکلتی تھی۔ خلاف
 معمول وہ جائے نماز کے بجائے لکڑی کی بھاری کرسی پر
 بیٹھتی تھیں۔ شیخ ان کے ہاتھ میں تھی اور تھیں
 بھی موند رہی تھیں اور مسئلہ تھا کہ ان کی کساح
 کر کے بھی متوجہ نہیں کیا جاسکتا تھا۔ ایک دو مرتبہ
 رختہ نے میں دو دن وفاق انہیں تھلک کر
 تھا اور پھر بے بیوقوفی سننے کوئی تھیں۔ اب وہ بہت
 اقدار کرتی تھی۔

دورانہ بھینے کی کوڑا جوتی کی پہل اور پوڑیوں کی
 کانٹ کے ساتھ ساتھ پر پیو کی جھکی جھکی مہر سے
 اٹا تو اندازہ لگائی چلی تھیں کہ اندر آئے وان
 مودت ہے۔ اور اس کے پیو دور واد لگے بندہ کو
 تھیں میں ساگر کر نجاب اپنی کون سی حس کو تھیں
 پوچھتی تھیں۔

رختہ کو کھڑے دو گھنٹے گزر گئے تھے۔ کھڑے
 کھڑے اس کی ٹانگیں شل ہو چکی تھیں۔ گھٹے ہو چکے
 گئے تھے مگر تختہ ہو چکی تھی۔ اسے روکا تھا۔
 سستے بیٹھی اس عورت کو ڈرا بھر تھیں میں پوچھا
 جب آھا کھنڈ مرید مرید۔ تب قیر تیکم نے اپنے
 سینہ میں دلی تھلکوں کو تھلک دیا تھا۔ وہ محض
 گویا جان میں بیٹھ چکی۔
 ”یہ بناؤ سنگھار کر کے کہاں لگی ہیں یہ مال سے“

جس میں محسوس کی جانے والی پختہ تھی۔
 ”جیسے ساتھ ہر گئی تھی۔ تو یہ بیکہ کے بھے
 رعب تھا پھر اس کے اس اندر سے لکھ الی آوا
 اس سے بھوت نامہ تھیں نہیں کھنڈ
 ”میں نے تو سنا ہے تم بیکہ چاروی تھیں۔ انمول
 نے پورے ڈیڑھ گھنٹے دیے تھے۔ اور رختہ کا دل
 بھی گویا گھوم کر گیا تھا۔

”جانا تو لکھی ہی تھا مگر ارادہ بدل گیا۔“ اس نے
 ڈرتے ڈرتے وضاحت کی۔
 ”بھوت ہوتی ہو۔“ بیکہ من کی پختہ کرنا تو
 وہاں نہیں بدل گئی تھی۔

”مال کی آواز تھیں مانی بول۔ میں بھوت کیوں
 ہوں گی۔“ وہ کپکپی گئی۔
 ”یہ بار سنگھار کس خوشی میں کیا تھا؟ اس گھر میں
 جیسے سر میں نے کیا گواہی کی تھی۔ کیا گواہی
 میں سے کہ جب بھی سنگھار کرنا ہوا اسے کمرے تک
 محدود کر کرنا پڑے۔ چک دیکھ کر کس کے اندر
 چنگاریاں بھڑپا رہی ہو؟“ قیر تیکم کے لفظ غصہ میں رہے
 تھا۔ رختہ تائب تائب گئی۔

”مال کی بات نہیں۔ میں تو اس۔“ اس نے
 بات نہیں بن پائی تھی۔ اور مال کی اور بھی
 ہو تھیں۔
 ”یہ موا تھیں۔ اسے انداز ہی انداز۔ اسے
 تیرے اس پچھتے سے متاثر نہ ہو۔“ رجب رجب
 جیالی کے نظارے پر اسے انداز ہی انداز۔ رجب رجب
 تھلک تھلک سے تھلک تھلک سے تھلک تھلک سے
 رختہ کے ہاتھ سے تھلک تھلک سے تھلک تھلک سے
 ساگر تھلک تھلک سے تھلک تھلک سے تھلک تھلک سے

”یہ کی باتیں ہیں خواہش نہیں مال کی اور وہی
 اندر رختہ کی خواہشات کی بات کہہ کی خواہشات کو
 میں نہیں کہہ سکتی تھی۔ اس کے الزام اور الزام
 کو یہ گھر رختہ بھی سنگھار کر رہی تھی۔
 ”یہ اس کرتی ہے۔ زبان چل رہی ہے۔“ مال کی کا
 سالو روکے تھیں کی شدت سے سیاہ پڑا۔

”میں شہت پاں کر رہی ہوں۔“ اس نے
 جی۔ تھلک تھلک سے تھلک تھلک سے تھلک تھلک سے
 اس میں نور۔ سدا کے حالات کا اندازہ رہے۔
 ”میں قیر تیکم تو بڑی لگی۔ تو ایک پاک پا
 کھانے کی کوئی کھانسی ہے۔ گھاس کی پرست
 لیے گویا پتھر تھیں۔

”عورت چاہے جس نسل کا ہو۔“ اس نے
 سے ہو۔ راجی تو عورت ہی ہے نا مال کی۔“ اس نے
 کی نظری تو بھات۔ سنگھار گھاس کی پرست
 گھاس کی پرست۔ سدا کے حالات کا اندازہ رہے۔
 ہوتے ہوئے۔ سدا کے حالات کا اندازہ رہے۔
 رختہ تھلک تھلک سے تھلک تھلک سے تھلک تھلک سے

”یہ اس کے۔“ اس نے
 ”یہ اس کے۔“ اس نے
 ”یہ اس کے۔“ اس نے
 ”یہ اس کے۔“ اس نے
 ”یہ اس کے۔“ اس نے

”یہ اس کے۔“ اس نے
 ”یہ اس کے۔“ اس نے
 ”یہ اس کے۔“ اس نے
 ”یہ اس کے۔“ اس نے
 ”یہ اس کے۔“ اس نے

”یہ اس کے۔“ اس نے
 ”یہ اس کے۔“ اس نے
 ”یہ اس کے۔“ اس نے
 ”یہ اس کے۔“ اس نے
 ”یہ اس کے۔“ اس نے

رختہ نے آواز پرے مہر کی مہر کی تھلک کو باہر

”یہ اس کے۔“ اس نے
 ”یہ اس کے۔“ اس نے
 ”یہ اس کے۔“ اس نے
 ”یہ اس کے۔“ اس نے
 ”یہ اس کے۔“ اس نے

”یہ اس کے۔“ اس نے
 ”یہ اس کے۔“ اس نے
 ”یہ اس کے۔“ اس نے
 ”یہ اس کے۔“ اس نے
 ”یہ اس کے۔“ اس نے

”یہ اس کے۔“ اس نے
 ”یہ اس کے۔“ اس نے
 ”یہ اس کے۔“ اس نے
 ”یہ اس کے۔“ اس نے
 ”یہ اس کے۔“ اس نے

”یہ اس کے۔“ اس نے
 ”یہ اس کے۔“ اس نے
 ”یہ اس کے۔“ اس نے
 ”یہ اس کے۔“ اس نے
 ”یہ اس کے۔“ اس نے

”یہ اس کے۔“ اس نے

[illegible]

۱۔ کہ جس نے اسے کھانا کھایا۔
 ۲۔ کہ جس نے اسے پانی پیا۔
 ۳۔ کہ جس نے اسے روک لیا۔
 ۴۔ کہ جس نے اسے مارا۔
 ۵۔ کہ جس نے اسے چوم لیا۔
 ۶۔ کہ جس نے اسے بوسہ دیا۔
 ۷۔ کہ جس نے اسے گلے لگا لیا۔
 ۸۔ کہ جس نے اسے ہاتھ ملایا۔
 ۹۔ کہ جس نے اسے پیچھا کیا۔
 ۱۰۔ کہ جس نے اسے روک لیا۔

مکمل ہے۔ گا "میں نے پوری تقریر
 اے کے بعد ہی جس تھکی "تیار رہے جاسی
 تھی۔
 "میرے مینے سے" اس سے قبل سے جو۔
 -
 "کون سے" ایک اور سوال۔
 "میں نے"۔

[illegible]

انکی حد مارن کے ترانہ میں تھی۔

بالہ۔ "میرا دست در تھک چھوٹا ہے۔ توں
ن اونچی شان کو بھروسہ نہ کی۔ پہل تو انش اس
نے خواب اپنے کو بچے میں تھے میرا ہوا حاصل
رہنے کے لیے اس نے ہر جان بھارت طریقہ کو
استعمل کر دیا تھا اور بچے میں ہوں ہی کھڑے کھڑے
ماں کے پر پرچ رہا ستون پر لکھ کھڑی ہوئی تھی۔



تھے جہان کی پہلی لکھی تھی۔ ہارکے سائل چہڑی
جیسا چاند انہیں کے سینے پر اپنی چٹائی بکھیرنے سے
قاصر تھا لہذا ایک سی گہری رات تھی۔ اور گردے
و سائل اور اس کے جنگل جیسے درختوں میں چھپ چکے
عجیب و بہشت طاری کر دینے والی آوازیں اٹھ رہے
تھے۔

تھی تو رات کا تازہ دم ہر سو ہونا کھم کی
خاموشی چھٹی ہوئی تھی۔ ایسی عجیب بھری خاموشی کہ
ہاں سوتے پتے کی طرح سے لرزنا چاہتا تھا۔ ستر
سوائس بدل رہا تھا۔ چٹائی تھکی تھی۔ جسم کا ہونا ہونا
دکھ گیا تھا اور خند تھی کہ مجھے کس شہر نہ کس
گئی تھی۔ سارے کمر ہو کا عالم طاری تھا وہ ستر چھڑ
کر پلا غرائش کھڑی ہوئی۔ حالانکہ تو قیر تکم سے سختی
سے نید کر رہی تھی کہ وہ رات کے کسی بھی پہر اپنے
کمرے سے باہر دھکی نہ دے۔ حتی کہ پانی پینے کے
سے بھی نہیں۔ مگر کچھ عرصے سے اس کے اندر
عجیب حالات اتر آئی تھی۔ اور وہ دیکھ اس کام کو کوئے
کی کوشش کرتی تھی۔ جو تو قیر تکم کو غصہ دلانے کا
باعث بنتا۔

بعد ازاں رخسار میں ایسی تبدیلیاں آتا کہ
شروع ہوئی تھیں اس وقت جب اسے لکھنا پڑا تھا
کہ وہ چور۔ غصہ میں سہل کی آواز سن کر پھر اپنی
وقت جب تو قیر تکم کا کھانا لیا۔ نام کا قرا لیا
جھپٹا۔ اچانک لگے گا تھا۔
حیام سے سے محنت میں تھی۔

تھی اور تھک چکی تھی۔ کو اچھا لگتا تھا۔
شکل کی گھٹیا۔ یا تو تھک چکی تھی۔ کی تھک چکی
سے ہوتی یا پھر کسی سے تھی۔ لے تو کسی اس غصہ
سے ٹھٹھا چاہے تھی۔ جلدی ہو رہی تھی۔ ایک کی
طرح حالت چاہ رہی تھی۔

اور حیام تک پہنچا تو آسمان کام نہیں تھا۔ صدیوں
کا سفر طے کر لی پھر بھی حیام تک نہ پہنچا۔ اس نے ہی
فصلے تھکاس کے اور حیام کے درمیان۔

وہ محنت چپ رہتا تھا۔ بات کرتا تو نظر کوڑھ میں
گاڑ دیتا۔ کبھی چونک کر ٹھٹھا کر اس نے اور گردے
کی نہیں تھا کہ ایسی قیامت اس کے جسم پر اس موجود
سے عجیب بے نیازی سی رہی تھی۔ اور وہ
رخسار میں ہی وہ میں پہلی نظر کی طرح سے سٹکی
رہتی تھی۔

یہ تو میری اس سہولت کی بات ہے۔
وہ اپنے کمرے سے اٹھ کر لڑائی میں چلی تھی۔
اس کے کمرے کا دروازہ گہری میں کھلتا تھا۔ وہ کچھ کے
داخلی دروازے کے بائیں ساتھ حیام کا کمرہ تھا۔ گہری
کے دوسرے کونے پر تو قیر تکم اور صدیق کے کمرے
تھے حیام کے کمرے کی کتب خانہ میں رہی تھی۔
سے آگئی ہوئی میری اس کے کمرے کے دروازے
کے سامنے آئی۔ مگر وہ دیکھ کر اس کے کمرے میں
سے آئی۔ ہوں رات سے اس کے کمرے میں۔
جانا کس قدر عجیب تھا کہ وہ اپنے کمرے میں بیٹھا
اور تھکی کے ہاتھوں پر سر رکھ کر سو رہی تھی۔

اس نے کچھ اچھا لگتا تھا۔
پتھر گھرا گھرا۔ اور وہ خود بخود گھٹا چلا گیا۔ اس نے
کچھ سا کرکھنے میں قدم رکھا کہ دروازہ پھر سے بند
رہ گیا۔ حیام کسی کتاب کے مطالعے میں گم تھا۔
جب "حیام" اسے دیکھ کر بری طرح تھکا تھا۔
یوں وہ اس کے ہاتھ میں سیدو کتاب پھس گئی تھی۔
وہ حواس باختہ سا کھڑا ہوا۔ "کوئی نام تھا یا لا" غیر
اردی سی غرا تھی اور پھر خود بخود تھک گئی۔

تھک چکی تھی۔ وہ اس قدر تھک چکی تھی۔
تھک چکی تھی۔ تھک چکی تھی۔ تھک چکی تھی۔
تھک چکی تھی۔ تھک چکی تھی۔ تھک چکی تھی۔
تھک چکی تھی۔ تھک چکی تھی۔ تھک چکی تھی۔
تھک چکی تھی۔ تھک چکی تھی۔ تھک چکی تھی۔
تھک چکی تھی۔ تھک چکی تھی۔ تھک چکی تھی۔
تھک چکی تھی۔ تھک چکی تھی۔ تھک چکی تھی۔
تھک چکی تھی۔ تھک چکی تھی۔ تھک چکی تھی۔

تھک چکی تھی۔ تھک چکی تھی۔ تھک چکی تھی۔
تھک چکی تھی۔ تھک چکی تھی۔ تھک چکی تھی۔
تھک چکی تھی۔ تھک چکی تھی۔ تھک چکی تھی۔
تھک چکی تھی۔ تھک چکی تھی۔ تھک چکی تھی۔
تھک چکی تھی۔ تھک چکی تھی۔ تھک چکی تھی۔
تھک چکی تھی۔ تھک چکی تھی۔ تھک چکی تھی۔
تھک چکی تھی۔ تھک چکی تھی۔ تھک چکی تھی۔
تھک چکی تھی۔ تھک چکی تھی۔ تھک چکی تھی۔

تھک چکی تھی۔ تھک چکی تھی۔ تھک چکی تھی۔
تھک چکی تھی۔ تھک چکی تھی۔ تھک چکی تھی۔
تھک چکی تھی۔ تھک چکی تھی۔ تھک چکی تھی۔
تھک چکی تھی۔ تھک چکی تھی۔ تھک چکی تھی۔
تھک چکی تھی۔ تھک چکی تھی۔ تھک چکی تھی۔
تھک چکی تھی۔ تھک چکی تھی۔ تھک چکی تھی۔
تھک چکی تھی۔ تھک چکی تھی۔ تھک چکی تھی۔
تھک چکی تھی۔ تھک چکی تھی۔ تھک چکی تھی۔

تھک چکی تھی۔ تھک چکی تھی۔ تھک چکی تھی۔
تھک چکی تھی۔ تھک چکی تھی۔ تھک چکی تھی۔
تھک چکی تھی۔ تھک چکی تھی۔ تھک چکی تھی۔
تھک چکی تھی۔ تھک چکی تھی۔ تھک چکی تھی۔
تھک چکی تھی۔ تھک چکی تھی۔ تھک چکی تھی۔
تھک چکی تھی۔ تھک چکی تھی۔ تھک چکی تھی۔
تھک چکی تھی۔ تھک چکی تھی۔ تھک چکی تھی۔
تھک چکی تھی۔ تھک چکی تھی۔ تھک چکی تھی۔

تھک چکی تھی۔ تھک چکی تھی۔ تھک چکی تھی۔
تھک چکی تھی۔ تھک چکی تھی۔ تھک چکی تھی۔
تھک چکی تھی۔ تھک چکی تھی۔ تھک چکی تھی۔
تھک چکی تھی۔ تھک چکی تھی۔ تھک چکی تھی۔
تھک چکی تھی۔ تھک چکی تھی۔ تھک چکی تھی۔
تھک چکی تھی۔ تھک چکی تھی۔ تھک چکی تھی۔
تھک چکی تھی۔ تھک چکی تھی۔ تھک چکی تھی۔
تھک چکی تھی۔ تھک چکی تھی۔ تھک چکی تھی۔

تھک چکی تھی۔ تھک چکی تھی۔ تھک چکی تھی۔
تھک چکی تھی۔ تھک چکی تھی۔ تھک چکی تھی۔
تھک چکی تھی۔ تھک چکی تھی۔ تھک چکی تھی۔
تھک چکی تھی۔ تھک چکی تھی۔ تھک چکی تھی۔
تھک چکی تھی۔ تھک چکی تھی۔ تھک چکی تھی۔
تھک چکی تھی۔ تھک چکی تھی۔ تھک چکی تھی۔
تھک چکی تھی۔ تھک چکی تھی۔ تھک چکی تھی۔
تھک چکی تھی۔ تھک چکی تھی۔ تھک چکی تھی۔

تھک چکی تھی۔ تھک چکی تھی۔ تھک چکی تھی۔
تھک چکی تھی۔ تھک چکی تھی۔ تھک چکی تھی۔
تھک چکی تھی۔ تھک چکی تھی۔ تھک چکی تھی۔
تھک چکی تھی۔ تھک چکی تھی۔ تھک چکی تھی۔
تھک چکی تھی۔ تھک چکی تھی۔ تھک چکی تھی۔
تھک چکی تھی۔ تھک چکی تھی۔ تھک چکی تھی۔
تھک چکی تھی۔ تھک چکی تھی۔ تھک چکی تھی۔
تھک چکی تھی۔ تھک چکی تھی۔ تھک چکی تھی۔

تھک چکی تھی۔ تھک چکی تھی۔ تھک چکی تھی۔
تھک چکی تھی۔ تھک چکی تھی۔ تھک چکی تھی۔
تھک چکی تھی۔ تھک چکی تھی۔ تھک چکی تھی۔
تھک چکی تھی۔ تھک چکی تھی۔ تھک چکی تھی۔
تھک چکی تھی۔ تھک چکی تھی۔ تھک چکی تھی۔
تھک چکی تھی۔ تھک چکی تھی۔ تھک چکی تھی۔
تھک چکی تھی۔ تھک چکی تھی۔ تھک چکی تھی۔
تھک چکی تھی۔ تھک چکی تھی۔ تھک چکی تھی۔

TOUCHIME
Minto
Calcium+Fluoride Toothpaste

- ✓ بیشمار دانتوں کی سفیدی
- ✓ Extra Whitening
- ✓ دانتوں پر تارت اور پتھر
- ✓ تارت اور پتھر Tartar
- ✓ دانتوں کی مٹائی

صرف

Rs. 15/-

Minto

Extra Whitening

وہ کہتا تھا "میرے بچے کو اور دوسرا کام
نے جسے غیبی پر سے کر رہا تھا۔ ایک انصرانی قسم کی
حرکت تھی۔
میرے بچے کو اس کا نام رکھ دیا۔ میرے بچے کا نام رکھا گیا تھا
ایسا کروں گا؟"

لالہ نے گویا اتنی ہی تھی۔ تب تو بھری حسین کہوں
مگر وہی وہ خیر آباد آئیں اس کی وہ سیرک و تاشی اور
یا ایک پانچ سو کی بھی ہوتی منہ گویا کو اپنی نظروں کے
تیر سے کھل کر سستی تھی۔ مگر حیا مومن کھل
ہونے والوں میں سے نہیں تھا۔ کیا تھے اس کی خیر
اور اوپر اچھے والی نظر ہی حیا مومن کے رنگوں سے تھی
ہولی تھی۔

"تب ہی باتیں کرتی ہیں۔ اگر اہل بی کو خبر
ہو کہ یہی چاہتا ہوں انہیں خبر ہو جائے گی۔ حیا مومن
سے بچا کر رہا۔"

"تو کھنڈی دے دے۔" لالہ نے خوف تھی۔
"نہیں۔" حیا مومن نے بات پر زور دے کر دیا۔
مجھے آپ کی موت ہی نہیں۔ یہ بات لالہ نے عورت
میں عورت میں۔ اس کا رورق کیا ہے اور
کھانسی کی لہ میں بچہ سر خور رہا ہے۔
اور چاہے تمہاری فکر سے مانتے ایک دوسرا کھل
میں بہتر ہو جائے گا۔ وہ زخمی نظر سے اسے دیکھتے تھے۔
"میں تم سے بچھو رہی ہوں۔ میں مٹ رہی ہوں۔ صرف چند
گھنٹوں میں مر جاؤں گی۔"

"تو مجھ سے یہی بات کرتے کے بے تکی
تھیں۔" لالہ نے اس کی ایک ایک بات سے متعلق
تھا۔ مگر وہ کبھی کیا کہتا تھا اس کے حیا مومن اس
گھر کے چند ایک اصول دیکھتے تھے اور یہ وہی موت
پراتے اور جو یہ تھا۔ یہ پہل جب سے لالہ نے
جان بھر عالی حصرت و بنا تھے تب تو حیا مومن کو نہ ملنے
میں چاہے کہ چاہت تک نہیں تھی۔ یہ اس کے حیا مومن
کے بعد ماں جی نے اس سے بے انتہائی اور اس سے
تھوکتے تھے اور اس کا نام بھی نہ تھا۔ لالہ نے

تو مجھ سے یہی بات کرتے کے بے تکی
تھیں۔" لالہ نے اس کی ایک ایک بات سے متعلق
تھا۔ مگر وہ کبھی کیا کہتا تھا اس کے حیا مومن اس
گھر کے چند ایک اصول دیکھتے تھے اور یہ وہی موت
پراتے اور جو یہ تھا۔ یہ پہل جب سے لالہ نے
جان بھر عالی حصرت و بنا تھے تب تو حیا مومن کو نہ ملنے
میں چاہے کہ چاہت تک نہیں تھی۔ یہ اس کے حیا مومن
کے بعد ماں جی نے اس سے بے انتہائی اور اس سے
تھوکتے تھے اور اس کا نام بھی نہ تھا۔ لالہ نے

© 2000 Minto

جیسا کہ پہلے بیان کیا گیا تھا۔
 میں نے کہا۔
 "اچھا چلتی ہوئی چھ مہینے کی حالت ہوگی۔"
 اس کی حالت پر تو یہی کہی گئی تھی اور وہ شکر است کہ
 یہ خوف میں، یا کہ باہر نکل رہی تھی۔ غرض کہ وہ مرتبہ
 اس سے مڑ کر مسموم ہونے کی طرف متوجہ نہ کیا
 تھا اور اس کی سکرانٹ کھلی ہوئی چلی گئی۔

میں نے کہا۔
 "جیسا کہ پہلے بیان کیا گیا تھا۔"
 میں نے کہا۔
 "اچھا چلتی ہوئی چھ مہینے کی حالت ہوگی۔"
 اس کی حالت پر تو یہی کہی گئی تھی اور وہ شکر است کہ
 یہ خوف میں، یا کہ باہر نکل رہی تھی۔ غرض کہ وہ مرتبہ
 اس سے مڑ کر مسموم ہونے کی طرف متوجہ نہ کیا
 تھا اور اس کی سکرانٹ کھلی ہوئی چلی گئی۔

صدقہ امیرانہ شکر کے میں رکھ دو۔
 کے حسب کتاب والا رجسٹر تھیکم کو لکھ کر سارا
 حساب سمجھا دیا تھا۔ ٹی پیڈ اور کل خرید اور کل
 آمدنی اقل کی ساری رقم وہ پیشہ کی طرف تھیکم کو
 دے رہا تھا تو صدقہ کو دینا کرنا شکر کے پاس۔ میں
 کہتا ہوں اپنے کمرے میں آئیے اس کے کپڑے گالی
 ملے ہوئے تھے۔ دراصل وہ اس وقت بیانی لگا کر آ رہا
 تھا۔ جب تک اسے اچھک کی عیب نہیں مل رہی
 تھی۔ وہ اپنی پورا وقت زمینوں کی دیکھ بھال میں صرف
 کر رہا تھا۔ فارغ رہنے سے بہت مصروفیت تھی اور ان
 کل تھیکم ہو رہی تھی۔ اس کے کہنے سے وہ نہ دبا
 تھا۔ اس کی بقیہ نکاح حیات کو ایک خوف میں
 مبتلا کر رہی تھیں۔ وہ جتنا اس سے کڑا تھا وہ اسی
 قدر اس کے قریب سنی کو شکر میں لگی اور حیات کو
 لگتا تھا کہ یہ سب ٹھیک نہیں ہے۔
 ابھی وہ نہ رو کر روم سے نکلا ہی تھا کہ سب لار کو
 ناشتہ دینی کے میز پر گئے۔ دیکھ کر خٹک گیا۔
 "صدقہ کمال ہے؟" وہ گوارہی چہ پاتے ہوئے
 ہوا۔

میں نے کہا۔
 "جیسا کہ پہلے بیان کیا گیا تھا۔"
 میں نے کہا۔
 "اچھا چلتی ہوئی چھ مہینے کی حالت ہوگی۔"
 اس کی حالت پر تو یہی کہی گئی تھی اور وہ شکر است کہ
 یہ خوف میں، یا کہ باہر نکل رہی تھی۔ غرض کہ وہ مرتبہ
 اس سے مڑ کر مسموم ہونے کی طرف متوجہ نہ کیا
 تھا اور اس کی سکرانٹ کھلی ہوئی چلی گئی۔

وہ امان بنی کے کمرے میں جا چکی تھی۔ اس کی
 غائیں دہانے دوسرے کھانے سے پہلے میں نے
 کی۔ تم اطمینان رکھو۔ "اللہ نے غفلت مار میں کہا
 تھا کہ حیات کی بیانی پر صوبہ بڑھی۔
 آپ کو میرے کمرے میں نہیں ناپا چہ
 "کچل میں ناپا ہے؟"

میں نے کہا۔
 "جیسا کہ پہلے بیان کیا گیا تھا۔"
 میں نے کہا۔
 "اچھا چلتی ہوئی چھ مہینے کی حالت ہوگی۔"
 اس کی حالت پر تو یہی کہی گئی تھی اور وہ شکر است کہ
 یہ خوف میں، یا کہ باہر نکل رہی تھی۔ غرض کہ وہ مرتبہ
 اس سے مڑ کر مسموم ہونے کی طرف متوجہ نہ کیا
 تھا اور اس کی سکرانٹ کھلی ہوئی چلی گئی۔

میں نے کہا۔
 "جیسا کہ پہلے بیان کیا گیا تھا۔"
 میں نے کہا۔
 "اچھا چلتی ہوئی چھ مہینے کی حالت ہوگی۔"
 اس کی حالت پر تو یہی کہی گئی تھی اور وہ شکر است کہ
 یہ خوف میں، یا کہ باہر نکل رہی تھی۔ غرض کہ وہ مرتبہ
 اس سے مڑ کر مسموم ہونے کی طرف متوجہ نہ کیا
 تھا اور اس کی سکرانٹ کھلی ہوئی چلی گئی۔

میں نے کہا۔
 "جیسا کہ پہلے بیان کیا گیا تھا۔"
 میں نے کہا۔
 "اچھا چلتی ہوئی چھ مہینے کی حالت ہوگی۔"
 اس کی حالت پر تو یہی کہی گئی تھی اور وہ شکر است کہ
 یہ خوف میں، یا کہ باہر نکل رہی تھی۔ غرض کہ وہ مرتبہ
 اس سے مڑ کر مسموم ہونے کی طرف متوجہ نہ کیا
 تھا اور اس کی سکرانٹ کھلی ہوئی چلی گئی۔

میں نے کہا۔
 "جیسا کہ پہلے بیان کیا گیا تھا۔"
 میں نے کہا۔
 "اچھا چلتی ہوئی چھ مہینے کی حالت ہوگی۔"
 اس کی حالت پر تو یہی کہی گئی تھی اور وہ شکر است کہ
 یہ خوف میں، یا کہ باہر نکل رہی تھی۔ غرض کہ وہ مرتبہ
 اس سے مڑ کر مسموم ہونے کی طرف متوجہ نہ کیا
 تھا اور اس کی سکرانٹ کھلی ہوئی چلی گئی۔

میں نے کہا۔
 "جیسا کہ پہلے بیان کیا گیا تھا۔"
 میں نے کہا۔
 "اچھا چلتی ہوئی چھ مہینے کی حالت ہوگی۔"
 اس کی حالت پر تو یہی کہی گئی تھی اور وہ شکر است کہ
 یہ خوف میں، یا کہ باہر نکل رہی تھی۔ غرض کہ وہ مرتبہ
 اس سے مڑ کر مسموم ہونے کی طرف متوجہ نہ کیا
 تھا اور اس کی سکرانٹ کھلی ہوئی چلی گئی۔

میں نے کہا۔
 "جیسا کہ پہلے بیان کیا گیا تھا۔"
 میں نے کہا۔
 "اچھا چلتی ہوئی چھ مہینے کی حالت ہوگی۔"
 اس کی حالت پر تو یہی کہی گئی تھی اور وہ شکر است کہ
 یہ خوف میں، یا کہ باہر نکل رہی تھی۔ غرض کہ وہ مرتبہ
 اس سے مڑ کر مسموم ہونے کی طرف متوجہ نہ کیا
 تھا اور اس کی سکرانٹ کھلی ہوئی چلی گئی۔

میں نے کہا۔
 "جیسا کہ پہلے بیان کیا گیا تھا۔"
 میں نے کہا۔
 "اچھا چلتی ہوئی چھ مہینے کی حالت ہوگی۔"
 اس کی حالت پر تو یہی کہی گئی تھی اور وہ شکر است کہ
 یہ خوف میں، یا کہ باہر نکل رہی تھی۔ غرض کہ وہ مرتبہ
 اس سے مڑ کر مسموم ہونے کی طرف متوجہ نہ کیا
 تھا اور اس کی سکرانٹ کھلی ہوئی چلی گئی۔

چاہت تھی۔ فریق ایک کا لحاظ میں آجیہ اللہ کا کلام
 یا نہیں۔ "ہندی تہیں شہیں اور یہ گہری نہیں۔
 درخت کی شاخ سے روہیہ رتیل کر رہا
 فریق نہیں۔ "تہیں تہیں۔" تہیں تہیں تہیں تہیں تہیں
 تہیں تہیں تہیں تہیں تہیں تہیں تہیں تہیں تہیں
 تہیں تہیں تہیں تہیں تہیں تہیں تہیں تہیں تہیں

"تہیں تہیں تہیں تہیں تہیں تہیں تہیں تہیں
 سسک کر رہی تہیں۔ اور یہ صاحب کے میرے لگا کر
 حیا م کو کچھ چھوڑ جاتے تب صدقہ کی اداں رفیقہ بھی
 ہوا کرتی تھی اور یہ پوری رات حیا م کے جسم پر ہندی کا
 پیر اور گورن کر رہی تھی۔ نہایت دولت اور تقاروت
 کو سستے سستے ہوا تھا۔

پیر صاحب است گھر کے اندر چھوٹی تہیں تہیں
 لیے بھی نہیں تہیں تہیں تہیں تہیں تہیں تہیں تہیں
 تہیں تہیں تہیں تہیں تہیں تہیں تہیں تہیں تہیں
 تہیں تہیں تہیں تہیں تہیں تہیں تہیں تہیں تہیں
 تہیں تہیں تہیں تہیں تہیں تہیں تہیں تہیں تہیں
 تہیں تہیں تہیں تہیں تہیں تہیں تہیں تہیں تہیں

زنان خاے کے دواغ را ایک گہری خاموشی کی
 لپیٹ میں تہیں تہیں تہیں تہیں تہیں تہیں تہیں
 تہیں تہیں تہیں تہیں تہیں تہیں تہیں تہیں تہیں
 تہیں تہیں تہیں تہیں تہیں تہیں تہیں تہیں تہیں
 تہیں تہیں تہیں تہیں تہیں تہیں تہیں تہیں تہیں
 تہیں تہیں تہیں تہیں تہیں تہیں تہیں تہیں تہیں

اور وہ تہیں تہیں تہیں تہیں تہیں تہیں تہیں
 حیا م کے کمرے کے دروازے پر دستک دے رہی
 تھی۔ تہیں تہیں تہیں تہیں تہیں تہیں تہیں تہیں
 تہیں تہیں تہیں تہیں تہیں تہیں تہیں تہیں تہیں
 تہیں تہیں تہیں تہیں تہیں تہیں تہیں تہیں تہیں

حال غم و غم و غم و غم و غم و غم و غم و غم
 دواغ تہیں تہیں تہیں تہیں تہیں تہیں تہیں
 تہیں تہیں تہیں تہیں تہیں تہیں تہیں تہیں
 تہیں تہیں تہیں تہیں تہیں تہیں تہیں تہیں
 تہیں تہیں تہیں تہیں تہیں تہیں تہیں تہیں

"تہیں تہیں تہیں تہیں تہیں تہیں تہیں تہیں
 سارے دواغ کے کھل جائیں گے۔" اس کے سوا
 فریق پر گھر رہے تھے۔
 سانسوں میں اتنی تھکن دور بہت دور چلی
 جاتے تھے۔ ایک دن پیر علی حضرت کے رہیں خانے میں
 بچوں کی کھیل کھیل تھیں اور تھکنوں کو نہیں کی۔ "تہیں
 سسک رہی تھی۔ سسک رہی تھی۔

"تہیں تہیں تہیں تہیں تہیں تہیں تہیں تہیں
 کے زور پر گہری پر نہیں تھکنے کا اور نہ ہی کسی اور
 وعدوں میں تھکنے کو عورت کی فطری خواہشوں کو خود کشی
 کرنے پر مجبور کر دیا جائے گا۔ عورت کو تھکنے و تھکنوں
 میں ابھار کر ایک کمرے میں بند کر دے گے۔ یہ نہیں
 پتہ کیا گیا۔ گھروں کی نہشت و فحاش اور فریق تہیں
 کے لیے اسے عورت کی بنا دیا گیا ہے تو پھر یہ تہیں
 کے عذاب بخش کر عورت کی تہیں تہیں تہیں تہیں
 ہے۔" تہیں تہیں تہیں تہیں تہیں تہیں تہیں تہیں

"تہیں تہیں تہیں تہیں تہیں تہیں تہیں تہیں
 نہیں ہو تھکنے۔ تہیں تہیں تہیں تہیں تہیں تہیں
 جو پیر علی حضرت تہیں تہیں تہیں تہیں تہیں تہیں
 کے سارے دواغ تہیں تہیں تہیں تہیں تہیں تہیں
 ہوں۔ تہیں تہیں تہیں تہیں تہیں تہیں تہیں تہیں
 حاصل کر رہے تھے۔ آپ تہیں تہیں تہیں تہیں تہیں
 رہیں تہیں تہیں تہیں تہیں تہیں تہیں تہیں تہیں
 تہیں تہیں تہیں تہیں تہیں تہیں تہیں تہیں تہیں

تہیں تہیں تہیں تہیں تہیں تہیں تہیں تہیں
 تہیں تہیں تہیں تہیں تہیں تہیں تہیں تہیں
 تہیں تہیں تہیں تہیں تہیں تہیں تہیں تہیں
 تہیں تہیں تہیں تہیں تہیں تہیں تہیں تہیں

سکریہ۔ سسک رہی تھی۔ اس کے ہاتھ میں تھکنے کی
 چاہاں تھیں۔ تہیں تہیں تہیں تہیں تہیں تہیں
 تہیں تہیں تہیں تہیں تہیں تہیں تہیں تہیں
 تہیں تہیں تہیں تہیں تہیں تہیں تہیں تہیں
 تہیں تہیں تہیں تہیں تہیں تہیں تہیں تہیں

روگس پتے ہوئے تھیں۔ اس چادر و تہیں تہیں
 تھی اجازت نہیں تھی اور یہ چادر تہیں تہیں
 بہ شہنشاہی تھیں تہیں تہیں تہیں تہیں تہیں
 تہیں تہیں تہیں تہیں تہیں تہیں تہیں تہیں
 تہیں تہیں تہیں تہیں تہیں تہیں تہیں تہیں
 تہیں تہیں تہیں تہیں تہیں تہیں تہیں تہیں

"تہیں تہیں تہیں تہیں تہیں تہیں تہیں تہیں
 تہیں تہیں تہیں تہیں تہیں تہیں تہیں تہیں
 تہیں تہیں تہیں تہیں تہیں تہیں تہیں تہیں
 تہیں تہیں تہیں تہیں تہیں تہیں تہیں تہیں
 تہیں تہیں تہیں تہیں تہیں تہیں تہیں تہیں
 تہیں تہیں تہیں تہیں تہیں تہیں تہیں تہیں

تہیں تہیں تہیں تہیں تہیں تہیں تہیں تہیں
 تہیں تہیں تہیں تہیں تہیں تہیں تہیں تہیں
 تہیں تہیں تہیں تہیں تہیں تہیں تہیں تہیں
 تہیں تہیں تہیں تہیں تہیں تہیں تہیں تہیں
 تہیں تہیں تہیں تہیں تہیں تہیں تہیں تہیں
 تہیں تہیں تہیں تہیں تہیں تہیں تہیں تہیں

تہیں تہیں تہیں تہیں تہیں تہیں تہیں تہیں
 تہیں تہیں تہیں تہیں تہیں تہیں تہیں تہیں
 تہیں تہیں تہیں تہیں تہیں تہیں تہیں تہیں
 تہیں تہیں تہیں تہیں تہیں تہیں تہیں تہیں

سکریہ۔ سسک رہی تھی۔ اس کے ہاتھ میں تھکنے کی
 چاہاں تھیں۔ تہیں تہیں تہیں تہیں تہیں تہیں
 تہیں تہیں تہیں تہیں تہیں تہیں تہیں تہیں
 تہیں تہیں تہیں تہیں تہیں تہیں تہیں تہیں
 تہیں تہیں تہیں تہیں تہیں تہیں تہیں تہیں

روگس پتے ہوئے تھیں۔ اس چادر و تہیں تہیں
 تھی اجازت نہیں تھی اور یہ چادر تہیں تہیں
 بہ شہنشاہی تھیں تہیں تہیں تہیں تہیں تہیں
 تہیں تہیں تہیں تہیں تہیں تہیں تہیں تہیں
 تہیں تہیں تہیں تہیں تہیں تہیں تہیں تہیں
 تہیں تہیں تہیں تہیں تہیں تہیں تہیں تہیں

"تہیں تہیں تہیں تہیں تہیں تہیں تہیں تہیں
 تہیں تہیں تہیں تہیں تہیں تہیں تہیں تہیں
 تہیں تہیں تہیں تہیں تہیں تہیں تہیں تہیں
 تہیں تہیں تہیں تہیں تہیں تہیں تہیں تہیں
 تہیں تہیں تہیں تہیں تہیں تہیں تہیں تہیں
 تہیں تہیں تہیں تہیں تہیں تہیں تہیں تہیں

تہیں تہیں تہیں تہیں تہیں تہیں تہیں تہیں
 تہیں تہیں تہیں تہیں تہیں تہیں تہیں تہیں
 تہیں تہیں تہیں تہیں تہیں تہیں تہیں تہیں
 تہیں تہیں تہیں تہیں تہیں تہیں تہیں تہیں
 تہیں تہیں تہیں تہیں تہیں تہیں تہیں تہیں
 تہیں تہیں تہیں تہیں تہیں تہیں تہیں تہیں

تہیں تہیں تہیں تہیں تہیں تہیں تہیں تہیں
 تہیں تہیں تہیں تہیں تہیں تہیں تہیں تہیں
 تہیں تہیں تہیں تہیں تہیں تہیں تہیں تہیں
 تہیں تہیں تہیں تہیں تہیں تہیں تہیں تہیں

کہنے پر تباہی کی طرف مارا ہوا۔ یہ سب نیر راہی تھا۔
 مائتو گھر کی طرف سے چاہتا تھا مگر قدم اس کے چنے خاکہ کی
 طرف پڑے۔ یہ تھے اس لیے کہ وہ چاہتا تھا کہ اس
 وقت خانہ مشیر ہو۔ مگر اس کی آنکھیں اس
 وقت غیر زہد ہو گئیں تھیں جسے اس نے مارا کو جھڑکا
 کہ بھروسہ خاکہ کے چائے سے نہیں کی کہ جھڑکے
 سے اٹکتے دیکھتے اور اس کی پیشانی پر سونٹیں نمودار
 ہو گئی تھیں۔
 "والہ تعالیٰ اعلم" کہتا ہے اس میں

$$\frac{1}{\sqrt{2}} \begin{pmatrix} 1 & 1 \\ 1 & -1 \end{pmatrix}$$

”خداوند تعالیٰ! وہ سب سے بڑا، وہ وحید، وہ
مقدس ہے جس پر ہے۔ اے سچے سچے خداوند
خوشی مرادات کی تھی۔ حیات و موت جو اس سے پاس یہ
تھا جو ہے جو ہے جو ہے۔ فطرت کی تھی۔
”ہاں۔“ اس نے چپکے سے لکھوں سے تھبت

۷۔ یہی سبب ہے۔

۱۷۔ خاندانِ محمدیؐ کی تحکیم و ترقی کا پتہ چاندروے کر

جس پر تم نہیں مبنی تحسین۔ ایک مہذبہ ارادہ اس کے منہ سے چھوڑتا تھا اور جب اسے اپنے منہ سے نکلتے والے لفظ سمجھتا تو اس پر ہوا کو وہ شرمندہ ہو کر رہ گیا۔

”ایک دفعہ پھر کہو۔“ اس نے گویا خوب ہی اطمینان سے
تدویر اسے میرے غفلت کی طرف پہنچا، تو ”مذہبی“ کی
ایک کڑی معلوم ہونے لگی۔

”میں نے آپ کو ابھی بتایا تھا کہ آپ کی سبھی چیزیں
”میں نے آپ کو ابھی بتایا تھا کہ آپ کی سبھی چیزیں“

اس نے انھیں سے شکر تیری۔
 ”جیتا مجھے پہلی بار“۔ جسے تائید کرنا
 نہیں پڑے گا کہ مجھے۔ یہ کی عطا ہو کر ہے
 انھوں نے ہوا۔“

میں سے وہی طوطی نکلتی ہے۔" صاحب سر
 چلے گئے۔
 "اب سب کی بات میں نہ لے کر
 تھیں؟" میں نے سیدنا کوئی سے پوچھا۔
 "وہ ایک فقیر آدمی ہیں۔ اس سے دعا کروال تھی۔"
 اس نے بالآخر جواب دیا۔

”وہ فقیر ہیں، ایک جانور کے قتل کا علم ہے اس کے چمکے۔ رات بھر قبرستان میں بیٹھ جیتے تھے۔ آئندہ اس طرف مت جائیے گا۔ لوگوں کو ہنگامہ نہ کرنا۔“

جسے غلط ہے یہ زوال دیتا ہے۔ معمولی دشمن اور
جھوٹے قہسے ہوتا ہے۔ یہ بھڑکنا ضرورتاً نہ
ہو جائیں گے کوئی کی۔ اگر وہاں قہسے تو ہر
جانور ایک بات یاد رکھیے اللہ کے بندوں کے
دھڑلے اور غم و فکر کوئی اور دھڑ نہیں کر سکتا۔ آپ
اپنے دل کی محنتوں اور تہنیں کی باتیں اللہ کے کیا
کرتوں۔ آپ کے فراموشی اور کھلیں تھانے گا۔"

حیام نرمی سے سمجھتا ہوں کہ اگر وہ اس میں رہا کرتا
اور رہتا، سنہ کمال، مٹی تھلی۔ وہ تو کیا ہو گا، یہ
چار دی تھلی۔ دیکھ جاؤں تھلی۔ سنہ وہ عام ہوں
میں تھی قریب دو تھلیں کہ رہا تھا ہمت! (۱۱)۔

"آپ آمدہاں نہیں۔"
 "میں ضرور جاؤں گی۔" وہ صدمہ سے کہتی تھی۔
 "نہیں، یہاں جاؤ۔" میں نے کہا۔
 "میں یہاں رہاؤں۔"

بہت سارے چارے ہیں جو میری فکر، حق
پرستی، شہادت کے قول کی اور اس کی

یہ فلسفہ کہ یہ فکریہ اور انسانی کرنے کا

پسے گا۔ حیدر کوئی طرف حیدر مائل کرنے کے لیے
کچھ نہ کرے گا۔

سچا ہوں میں جاؤں گے اس کے لیے

سب سے پہلے
میں نے جو عورتوں کو دیکھا
وہ ہمیں ایک سرگرمی میں لگی ہوئی تھیں۔
ہوئی ہوئیں گے حسین اتران سے

بہارِ نبویؐ

White County

३३

[illegible]

”چاہئے۔ ورنہ تمہارے لیے“ ”والہ“ ”خوش کی
تراش میں مسکرا رہا ہے۔“ ”پتھر کی“ ”تھکن
پتھر کا رادہ ہے۔“ ”کریم“ ”والہ“ ”پتھر کی“ ”تھکن
پتھر کی“ ”تھکن“ ”پتھر کی“ ”تھکن“

”شک ہے تمہارا اس کفر میں۔“ لڑکے چاروں
 نے ایک گونہ کہا کہ تم لوگ اپنی عقل
 ”سوائے صدیقہ کے“ کو بھوکو پیئے گا۔“ وہ ہاتھ
 جاتے رہے۔ کرنا میں یہودی تھی۔ سال ایک ہفتہ چھڑے
 بسر کیے۔

وتم فرمایا: "وہیں نہیں آؤ گی۔" "اگر آپ اسے
 سہی، کہ کہیں یہ اور خود چاہن میں اس کی اتنی تھی اور
 یہ۔ چاہے میں تو اس نے چاہو کے کو لے میں
 نہ تھی!" یہ کہیں یہ میں نہیں دیکھتا۔

"صدیقہ ایک بات تو بتاؤ" صدیقہ اس کے
 کمرے میں موجود تھی۔ لالہ کے لیے میٹھا پانی میں
 تیل میکا رہی تھی۔ والدہ صدیقہ وہیں بولنے کی
 بات کرتی تھیں۔ ایک چھپا کتا، صدیقہ دھتورے میں
 چرانی کرتی تھیں۔ وہ بچہ بھی خاموشی میں اس صحنہ
 کو دیکھ کر لڑکھائے رہتی تھی۔
 "نہی۔" صدیقہ کے ہاتھ ہنسنے لگے۔
 چادر سے تھپ

"تم نے شاہ میرا سہیلی کی؟"
 "اس بات کا مجھے خیال ہی نہیں تھا۔"
 "تو تو اس کی خدمت میں میرے سہیلی کی؟"
 "نہیں! یہ کسی نہیں۔"

ہو۔ ایک ایسے چوکا بنائے ہوئے چٹرائے
 کے چوکے کی شکل میں ہے۔
 جو مرد و عورتوں کے لیے ہے۔
 اس کے لیے ایک خاص نام ہے۔
 اس کے لیے ایک خاص نام ہے۔
 اس کے لیے ایک خاص نام ہے۔

۲۔ یہ رسم ہے کہ ہمارے خاندان کی جو آویں ہتھ پائیوں
 سے خروماں میں لٹائی سے چھاپا ہے۔ ان کی پٹنی کو
 دی گئی کہ ڈالو ارشاد میں چھاپا ہے۔ اس گدی پر چھٹنا
 بہت ضرورت ہے۔
 "اب بی بی! آپ میری ماں ہیں اور آپ بھی میری
 پات۔ سمجھ نہیں پا رہیں۔ آپ اپنی بیٹی کو کیوں دہرہ
 دہر کر رہتا چلتی ہیں؟" لڑکا صراحتہ جوڑے کود اتھ
 کر رہی تھی۔

”تجھے غیرت نہ سنی۔“ پیر علی حضرت کی پتی اور
ایک مرد بوجھنے کی کوشش کرتے ہوئے کہتے ہیں۔
”جیسے لوگ مراد دیکھتے ہیں، اسی طرح ہمارے بچے کے ساتھ
میں راتوں رات بیٹھتا ہوں۔“ اس کا جواب عین
غضب سے کہتے ہیں: ”ابھی وہ دھڑلہ رہا ہے
تجارت سے اس ٹمبے کی ایک ایک چیز۔“

”جو نہ اپنا کمریس کی تہیہ میں اس فنکاروں کے
تہیہ سے گھائل نہیں ہو سکتی۔ جو چاہے کمرہ میں کمر
ایک سیات قسط ہے اپنے حصے کی نوکری کو میس کی اور
کی ”تہیہ میں نہیں کمرے دیا گیا۔“
اس کمرے کی قبر سے باہر تھے ہو۔ رات رخسار
نے تحفہ کثرت سے سجا دیا تھا۔ اور تہہ قدموں سے اپنے
کمرے کی طرف پہنچ گئی۔

[illegible]

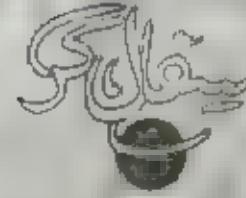
اس کے ہاتھ میں ایک مرنے والا ہو چکا تھا جس کو
 نکلوانے سے تھک رہا تھا۔ کچھ دیر کے بعد ایک
 لمبی سی مال تھی جو اس نے اپنے گلے میں ڈال رکھی
 تھی۔ وہ سبک پہنچ کر ایک دوڑ رہا ہوا تھا۔ دیکھ کر
 تھا وہ اس لیے میں تنہا ہی مڑا ہوا تھا۔

کافور اور اسے جو نیکوکار انسانوں سے کمزوری رہی تھیں اور
چند کسب کار اور املاں لکھنے سے یہاں پہنچے۔
"یہ جیسا بقیہ ہے جو آپ کا چاہیے تھا۔"
"میں یہ سب کچھ لکھ کر یہاں پہنچا رہا تھا۔"

کی۔ ”ابو الیاس نے یسوع کے ہاتھ پر چلی مڑی۔ ”خیر، خدا کے
سے باہر کتنی باتیں ہیں۔ اور یہ اللہ کے ہاتھوں کی طرف
سے عطا شدہ باتیں ہیں۔“

[illegible]

اور مجھے کہنا ہے تجھ پر مشفقہ نظر تھا۔ اس
نے صدمہ اٹھایا تو میں نے اپنے ابا کو کہہ کر اسے روکا ہے۔
کہ اس کے لیے سوچنا ہے۔



ساغرِ تم سے میرا جامِ سناں اچھا ہے

سناں مخصوص رتہ کے ابتدائی ادوار میں "جلی مٹی" کی مانند ہوتے ہیں۔ جنہیں موشے کے "گہر" قربت کے "چاک" پر دھرتا ہے اور ہزار حیات کی "تنگ ٹوکھ نظر رکھ کر قیامت درجہ امت کے ہاتھوں سے ایک خاص سانچے میں ڈھالتا ہے۔ اس قالب سازی کے دوران اس کی "اظہار" "متر" "پرس" "تک" ہوتا ہے۔ یہ سناں مذہب، سیاست، جذبات، خواہش اور مہربانی کی نئی صورت دیکھ کر حیرت میں رہ جاتا ہے۔

مٹی کے یہ "سانچے" "تلاش" کے "دے" میں ڈھلتے ہیں۔ ان مراحل سے گزرتے ہوئے ہر پرت کا "مخبر" "اور" "عصب" "اس کی فیت" کا نہیں کرتا ہے۔ کچھ "سفال" کر کے مٹی سے تو یہی کاٹکار ہو جاتا ہے۔ یہ کچھ اس کے انداز پر کی نذر ہوتے ہیں۔ کچھ "اوتے" کی "تک" "ہواشت" میں کر پاتے اور ترقی پاتے ہیں۔ کچھ ایسے بھی ہوتے ہیں جو ہزار تک توڑتے ہیں۔ مگر انہیں کوئی "فریاد" "میسر نہیں"۔ اس کا عصب اور ہوا کا سلوب ہر "مخبر" کا مقام مل کر ہے۔ گل دان اور بیک دان میں ساخت کا فرق سمجھنا ہو مگر عصب کا فرق ضرور ہے۔

یہ سناں میرے تائید کی تھی ہے۔

مخبر چند وقت کے انداز میں آپ کے سامنے پیش کر رہی ہوں۔ کچھ ادب کے ساتھ انصاف کر کے آپ زحمت میں لے میں آئی ہے۔ یہ سناں میرا قصور اور ناقص ہے۔ میں یہ کام آپ پر چھوڑ رہی ہوں۔

آپ کو خوراک سے محروم نہیں کرتی ہوں۔ میں اپنی رائے بھی نہیں دے رہی۔ صرف آپ کی رائے مان رہی ہوں۔

یہ سناں آپ کو جس بھی تاثر میں دیکھیں۔ مگر اسے مٹی کے لیے جان پر تھوڑی سی کمی مت سمجھیے گا۔

یہ سناں آپ کے وجود کو دیکھنے والے اور جذبہ کرنے والے انسانوں کی درستی ہے۔

بشیر علی



ملوک اب تم Protestate ہوئی؟

سروش فخری وہاں کھانے کی منتظر رہی، بیلن

اب اس لمحے، اترت شربت سے مجھنے لگے تھے،

Landseer

نہ۔ یہ جہاں راس (Harran) کی ایک موسمی
 ترس۔ جو کسی جگہ کو غارتگی کی طرح اس
 گھسنے کے محاسن اور فدا نائل گنولے کی۔ صوفیہ
 صوفیہ کے گھرنے والی آؤدیل بھر رہا ہے
 راجہ دلاش میں کہ غرض نہ ہو۔
 وہ صوفیہ کی زندگی کا طویل ترس گھانا تھا۔ پہلے
 نہ پر رہی تھی۔ پتھریاں کھیں۔ بدشت کرنے
 کے سوا کوئی چارہ نہیں تھا۔ لہذا وہ سر جھکائے گھاسنے کے
 حد ستاس کی دھاکیں، مٹی رچی۔ بالآخر سب لوگ گھا
 پئے اور حسنین نے ایک اور گھرے کی طرف ان کی
 رہتی تھی۔ شہر کی تو صوفیہ نے پست آوازیں اس سے
 تھ جہت کی پارت تھی۔
 متاثر ہوئی۔ سب میں گھر میں کہہ کر تھی تھی
 کہ نہ جہر ہوئے سے پست وٹ آؤں گی۔ سب تو لو
 پتہ ہوئے۔
 حسنین نے اس کی بدحواسی سے رو کر دی۔ "کیسی
 باتیں کہہ رہی ہو۔ ہر کوئی بھی جی تو نہیں ہو جسے کوئی
 بھی کلمہ کہتے ہوئے گھر الیبت سے چھٹا ہے۔ میں
 سب۔ چار کی لبت بھی ہرے ہا رہیں تو کسی
 ن حرت میں ہوں۔ یہ سے جو سب میں کہتے۔
 کی کہ۔ ظلی میں۔ سب سے۔ اس پر اس اور کت کے
 اس سب سے۔ ہر واقعہ تو سب پیش نہ ہوا ہے کیا
 تم لوگ مجھ سے متاثر کرتے ہو؟
 جسٹل نے چوٹا گھماتے ہوئے بالی دلوگ سے
 رہا تھا کیا۔
 "روست۔ رست۔ کوئی شک نہیں۔ سب
 سے آوازیں۔
 صوفیہ کی ڈیڑی۔ ہائی منڈا ہاذ نہ کر سکی۔
 اس نے بے چاروں سے اپنی بات دہرائی۔ "میں اور
 میں رک گئی۔ مجھے مجبور نہ کرو۔ مجھے اتنی پت
 گھرت باہر رہنے کی راوی حاصل نہیں ہے۔
 "ہمارے گھنے پر تصویر ڈیویر۔ ہر۔ ہر۔ ہر
 کرتا ہوں۔ میں دن تو کچھ نہیں ہر۔ ہر۔ ہر۔
 پت نہا ہشت ہو جائے تو میں تہہ ہر۔ ہر۔

نہ۔ یہ جہاں راس (Harran) کی ایک موسمی
 ترس۔ جو کسی جگہ کو غارتگی کی طرح اس
 گھسنے کے محاسن اور فدا نائل گنولے کی۔ صوفیہ
 صوفیہ کے گھرنے والی آؤدیل بھر رہا ہے
 راجہ دلاش میں کہ غرض نہ ہو۔
 وہ صوفیہ کی زندگی کا طویل ترس گھانا تھا۔ پہلے
 نہ پر رہی تھی۔ پتھریاں کھیں۔ بدشت کرنے
 کے سوا کوئی چارہ نہیں تھا۔ لہذا وہ سر جھکائے گھاسنے کے
 حد ستاس کی دھاکیں، مٹی رچی۔ بالآخر سب لوگ گھا
 پئے اور حسنین نے ایک اور گھرے کی طرف ان کی
 رہتی تھی۔ شہر کی تو صوفیہ نے پست آوازیں اس سے
 تھ جہت کی پارت تھی۔
 متاثر ہوئی۔ سب میں گھر میں کہہ کر تھی تھی
 کہ نہ جہر ہوئے سے پست وٹ آؤں گی۔ سب تو لو
 پتہ ہوئے۔
 حسنین نے اس کی بدحواسی سے رو کر دی۔ "کیسی
 باتیں کہہ رہی ہو۔ ہر کوئی بھی جی تو نہیں ہو جسے کوئی
 بھی کلمہ کہتے ہوئے گھر الیبت سے چھٹا ہے۔ میں
 سب۔ چار کی لبت بھی ہرے ہا رہیں تو کسی
 ن حرت میں ہوں۔ یہ سے جو سب میں کہتے۔
 کی کہ۔ ظلی میں۔ سب سے۔ اس پر اس اور کت کے
 اس سب سے۔ ہر واقعہ تو سب پیش نہ ہوا ہے کیا
 تم لوگ مجھ سے متاثر کرتے ہو؟
 جسٹل نے چوٹا گھماتے ہوئے بالی دلوگ سے
 رہا تھا کیا۔
 "روست۔ رست۔ کوئی شک نہیں۔ سب
 سے آوازیں۔
 صوفیہ کی ڈیڑی۔ ہائی منڈا ہاذ نہ کر سکی۔
 اس نے بے چاروں سے اپنی بات دہرائی۔ "میں اور
 میں رک گئی۔ مجھے مجبور نہ کرو۔ مجھے اتنی پت
 گھرت باہر رہنے کی راوی حاصل نہیں ہے۔
 "ہمارے گھنے پر تصویر ڈیویر۔ ہر۔ ہر۔ ہر
 کرتا ہوں۔ میں دن تو کچھ نہیں ہر۔ ہر۔ ہر۔
 پت نہا ہشت ہو جائے تو میں تہہ ہر۔ ہر۔

نہ۔ یہ جہاں راس (Harran) کی ایک موسمی
 ترس۔ جو کسی جگہ کو غارتگی کی طرح اس
 گھسنے کے محاسن اور فدا نائل گنولے کی۔ صوفیہ
 صوفیہ کے گھرنے والی آؤدیل بھر رہا ہے
 راجہ دلاش میں کہ غرض نہ ہو۔
 وہ صوفیہ کی زندگی کا طویل ترس گھانا تھا۔ پہلے
 نہ پر رہی تھی۔ پتھریاں کھیں۔ بدشت کرنے
 کے سوا کوئی چارہ نہیں تھا۔ لہذا وہ سر جھکائے گھاسنے کے
 حد ستاس کی دھاکیں، مٹی رچی۔ بالآخر سب لوگ گھا
 پئے اور حسنین نے ایک اور گھرے کی طرف ان کی
 رہتی تھی۔ شہر کی تو صوفیہ نے پست آوازیں اس سے
 تھ جہت کی پارت تھی۔
 متاثر ہوئی۔ سب میں گھر میں کہہ کر تھی تھی
 کہ نہ جہر ہوئے سے پست وٹ آؤں گی۔ سب تو لو
 پتہ ہوئے۔
 حسنین نے اس کی بدحواسی سے رو کر دی۔ "کیسی
 باتیں کہہ رہی ہو۔ ہر کوئی بھی جی تو نہیں ہو جسے کوئی
 بھی کلمہ کہتے ہوئے گھر الیبت سے چھٹا ہے۔ میں
 سب۔ چار کی لبت بھی ہرے ہا رہیں تو کسی
 ن حرت میں ہوں۔ یہ سے جو سب میں کہتے۔
 کی کہ۔ ظلی میں۔ سب سے۔ اس پر اس اور کت کے
 اس سب سے۔ ہر واقعہ تو سب پیش نہ ہوا ہے کیا
 تم لوگ مجھ سے متاثر کرتے ہو؟
 جسٹل نے چوٹا گھماتے ہوئے بالی دلوگ سے
 رہا تھا کیا۔
 "روست۔ رست۔ کوئی شک نہیں۔ سب
 سے آوازیں۔
 صوفیہ کی ڈیڑی۔ ہائی منڈا ہاذ نہ کر سکی۔
 اس نے بے چاروں سے اپنی بات دہرائی۔ "میں اور
 میں رک گئی۔ مجھے مجبور نہ کرو۔ مجھے اتنی پت
 گھرت باہر رہنے کی راوی حاصل نہیں ہے۔
 "ہمارے گھنے پر تصویر ڈیویر۔ ہر۔ ہر۔ ہر
 کرتا ہوں۔ میں دن تو کچھ نہیں ہر۔ ہر۔ ہر۔
 پت نہا ہشت ہو جائے تو میں تہہ ہر۔ ہر۔

نہ۔ یہ جہاں راس (Harran) کی ایک موسمی
 ترس۔ جو کسی جگہ کو غارتگی کی طرح اس
 گھسنے کے محاسن اور فدا نائل گنولے کی۔ صوفیہ
 صوفیہ کے گھرنے والی آؤدیل بھر رہا ہے
 راجہ دلاش میں کہ غرض نہ ہو۔
 وہ صوفیہ کی زندگی کا طویل ترس گھانا تھا۔ پہلے
 نہ پر رہی تھی۔ پتھریاں کھیں۔ بدشت کرنے
 کے سوا کوئی چارہ نہیں تھا۔ لہذا وہ سر جھکائے گھاسنے کے
 حد ستاس کی دھاکیں، مٹی رچی۔ بالآخر سب لوگ گھا
 پئے اور حسنین نے ایک اور گھرے کی طرف ان کی
 رہتی تھی۔ شہر کی تو صوفیہ نے پست آوازیں اس سے
 تھ جہت کی پارت تھی۔
 متاثر ہوئی۔ سب میں گھر میں کہہ کر تھی تھی
 کہ نہ جہر ہوئے سے پست وٹ آؤں گی۔ سب تو لو
 پتہ ہوئے۔
 حسنین نے اس کی بدحواسی سے رو کر دی۔ "کیسی
 باتیں کہہ رہی ہو۔ ہر کوئی بھی جی تو نہیں ہو جسے کوئی
 بھی کلمہ کہتے ہوئے گھر الیبت سے چھٹا ہے۔ میں
 سب۔ چار کی لبت بھی ہرے ہا رہیں تو کسی
 ن حرت میں ہوں۔ یہ سے جو سب میں کہتے۔
 کی کہ۔ ظلی میں۔ سب سے۔ اس پر اس اور کت کے
 اس سب سے۔ ہر واقعہ تو سب پیش نہ ہوا ہے کیا
 تم لوگ مجھ سے متاثر کرتے ہو؟
 جسٹل نے چوٹا گھماتے ہوئے بالی دلوگ سے
 رہا تھا کیا۔
 "روست۔ رست۔ کوئی شک نہیں۔ سب
 سے آوازیں۔
 صوفیہ کی ڈیڑی۔ ہائی منڈا ہاذ نہ کر سکی۔
 اس نے بے چاروں سے اپنی بات دہرائی۔ "میں اور
 میں رک گئی۔ مجھے مجبور نہ کرو۔ مجھے اتنی پت
 گھرت باہر رہنے کی راوی حاصل نہیں ہے۔
 "ہمارے گھنے پر تصویر ڈیویر۔ ہر۔ ہر۔ ہر
 کرتا ہوں۔ میں دن تو کچھ نہیں ہر۔ ہر۔ ہر۔
 پت نہا ہشت ہو جائے تو میں تہہ ہر۔ ہر۔

چکے، ان کی ہر بات سنائی پائیں سرخوئی ہوئی ہے۔
 "پہلے میں چاہے کہ"
 اس پر وہ بڑا اداسی سے مسکرایا۔
 کہہ رہے ہو۔ دیکھو وہ میان کوئی فریضہ و شہ
 داری نہیں ہے۔ ہم وہاں کی گرت گریزہ و ایک
 میں۔ یہ نیاں کے ابو اور میرے ڈیڈی میں شروع سے
 ہی ہمت اچھی ہو سکتی تھی۔ وہ ایک اسکول اور ایک کالج
 سے پڑھے تھے۔ وہ نکلے بھائیوں سے تو بہ قریب
 تھے۔ یہ نیاں میرے ڈیڈی کو چاہا اور میری مدد کو چاہی کہا
 کرتی تھی۔ اسی بنا پر میرے اور پر نیاں کے درمیان
 "اس لیے کہ بھر پور تھا۔" میں اسے پسند کرنا
 قبل میں سمجھتا تھا کہ وہ بھی ایسا ہی عموں کی رہی ہے۔
 میں غلط تھا اس کی شادی مجھ سے ہونے والی تھی۔
 عمر کو اپنے سوال پر غمازت ہوئی۔ میری ہی ہوئی
 ایک کتاب تھا کہ وہ بلا قصد اس کے اور اتنی لکھنے لگا۔
 "تپ کو تو علم ہو گا کہ میرے غدار سے کمال ملی
 تھیں۔ امریکہ میں پایا انگل میں؟" اس نے بدستور
 ملنے لگے ہوئے کر۔
 "پہاں نے اپنی زبان سے تو بھی کچھ نہیں بتایا"
 اب میں سب جانتا ہوں۔ مجھے اس کی ایک لمبا طاقت
 کا حال معلوم ہے۔ وہ ایک مٹوک الیل شخص تھا۔
 وہ میرا چچو سنس سے مل کر ڈاکٹر بننے کا عزم لے کر لاس
 انجلس آیا تھا۔ یہاں ایک پارک میں اس کی پر نیاں
 سے ملے محشر ہو گئی۔ وہیں سے فن کے کچھ پندیر کی کا
 وہاں شہر آباد۔
 "پہاں سب یہ مانتے ہیں؟"
 "کیونکہ میں تمہارے باپ کو چاہتا ہوں مگر"
 اس نے کتب بند کرتے ہوئے لڑکے چہرے پر
 بنائیں کو دیکھیں۔
 "وہ کہتے ہیں کہ تپ کبھی اس سے ملے ہو؟"
 کہیں ہیں؟ تپ ان کے متعلق کیا مانتے ہیں؟
 وہ ڈیڈی کو کہتی تھی کہ ایک ایسا شخص تھا کہ
 "یہ سب باتیں ان کے منہ سے نکلتی تھیں۔"

سے نکال کر گئے کے دیکھتے تھے اور نیاں اور ہم سب
 پاکستان چلے گئے کہ ایک تھمرا۔ ٹائٹل سڑک پر تھے
 نور میرے سے پہلے میری اور پر نیاں کی شادی کے
 خواہش میرے تھے اس بعد ان پر نیاں اور تمہارے باپ
 احمد میں گلاسکو میں ہم ٹیم کرانٹ ہے۔ ان دونوں کی
 فن ریلٹ ہوئی رہی۔ اس نے پر نیاں سے وعدہ کیا کہ
 شادی کی تکمیل سے قبل اسے لیتے ہائیں پہنچ جائے
 گاہ جب پاکستان جانے کی تیار ہو گئی تو اس
 کی ایکس گریڈ فریڈ ہا ہائے بلیک میل کر کے اسے
 روک لیا۔ دراصل اس نے معاشی حالات سے مجبور
 ہو کر ایک اور نوکرانہ رسالے کے لیے کام کیا تھا۔
 اسی کو غیاب کرالیا۔ اسے پاکستان جانے نہیں دیا۔
 ان دنوں اسے ایک بڑی امپورٹنٹ فلم میں ہیڈ
 رول ملا تھا۔ اگر ایسا کرکشا اسٹوڈیوز کو وہ ٹیلنٹس رکھا
 دیتی تو اسے بلیک ہیل کر دیا جاتا۔ پر نیاں کو علم ہوا کہ وہ
 پریکٹ ہو چکی تھیں تو وہ کسی کوٹائے بغیر گھر سے کہیں
 چلی گئی۔ اس نے پھر کرانٹ سے کفایت کٹ کر اور اپنے
 پریکٹ ہونے کی خبر سنائی مگر ایسا ایک میلنگ سے
 ڈر کر اس نے پر نیاں سے کہہ دیا کہ ان کے پاس ہی کوئی
 حیثیت تھی۔ اس کے بعد پر نیاں کا ہوا کیا نہیں معلوم
 بعد میں کرانٹ کے ہاتھ سے وہ فلم بھی ہو گئی۔
 ایکسٹرا کے طور پر کام کر کے ایک لونی سے روزگار کا نام
 پہنچا۔ کھڑے ہو کر الی بی ایسا ادا کر رہا تھا۔
 رہے۔ لاپاکار۔ یہ مٹاؤ اور کچھ نہ بچا۔ اس نے ریلٹ
 نے پہاڑ کی۔ وہ قہر میں تھا۔ وہاں پر نیاں
 میرے سے کہنے کے ساتھ وہاں پہنچا۔ وہاں پر نیاں
 پر نیاں کہنے کے ساتھ وہاں پہنچا۔ وہاں پر نیاں
 چھپے۔ وہاں پر نیاں کہنے کے ساتھ وہاں پہنچا۔ وہاں پر نیاں
 ٹا پڑے۔ وہاں پر نیاں کہنے کے ساتھ وہاں پہنچا۔ وہاں پر نیاں
 در کمال میں ہی نہیں بکھرتا تھا۔
 "اب مگر کوئی تھا کہ تپ کس ملک میں رہی تھی۔
 میرے وقت کہہ سکتا تھا کہ وہ روکرانہ رسالے
 اور فلموں کا کچھ کم سن کر اس کا سر جھکوتے تھے۔ اس
 نے اپنی نظر پر اعتبار کیا تھا۔ ہاں کے تھوہوں پر نہیں۔

اس کے وہاں سے ہر دو سال وار ایک بھائی ہوئی
 آیا کا ٹکس نہوا ہوا۔
 "انہیں نہ جانتے تھیں نہ ان کا واسطہ کیا نہ کر"
 میں تھیں اس کے متعلق کچھ نہیں ہو سکتا۔
 اسے کوئی چیز چھو رہی تھی۔ اسی وقت تک کہ
 اس کی آنکھوں میں پانی بھر گیا۔
 "آپ نے یہ نہیں بتایا کہ وہ کب کہہ پائیں گئے؟"
 بتاتے رہے۔ پہلی تپ دونوں کے ریلٹ
 Rivalry (رقابت) دونوں جیسے تھے۔
 تو کوئی میں اپنے اسم کے ساتھ۔ وہاں پر نیاں
 چیزیں آئے۔ سب کر کے۔ اس نے صدمے
 سے بھری نگاہ۔
 ڈاکو بھائی۔ اس کو ملتا رہا تھا۔ حشر
 کر کے ہو گئی تو تھیں میں۔ پر نیاں کی باتیں کرتے
 کے لیے ہر حصہ بہا۔ متروک تھا اس نے مجھ پر
 اسے۔ پر نیاں کی شادی کے بعد وہ مجھ سے ملنے
 کا تو اس کا خیال تھا کہ شاید میں یہاں تک جانے کا
 ارادہ نہ کرنا۔ وہاں سے ہر ہم وقت سے ملنے
 رہے۔ میں اس سے پر نیاں کی بات پوچھتا اور وہ مجھ
 سے سوال کرتا۔ ہم دونوں میں ایک عجیب ماحول
 تھا۔ یہ وقت گزرنے کے ساتھ ہماری باتوں
 پر پانی تھا۔ ہمارا باہر بھی ہم ایک دوسرے سے
 غفلت میں رہے۔ اور ہم اس نہیں اس سے
 دھڑکتا رہا۔
 اس کا جسم تو زیادہ تھپہ پر دھری ہوئی تپ بھل
 کر فرش پر جا رہی تھی۔
 "یہ بیل مگر اسے۔" ڈاکو نے یہ پر نیاں سے
 ایک دے اور خیف شخص کی طرف اشارہ کرتے
 ہوئے ملان کیا۔
 عمرے ساتھ اس کے قریب چلا گیا۔ پھر اس کے
 قدم ہوں روک گئے۔ جیسے کسی چٹائی پر عمرے کھونے کی
 چٹائی کو ہم کرکھ مل کر بیٹھے ہوئے تھے کسی کیسے میں

خود کو کچھ راقہ۔ تاہم ہمیں اس میں بھروسہ ہے۔
 کا تھا اس کے۔ اسے میں سے لے کر یہاں کے
 ہاتھوں سے۔ ایک ایک منظر میں عمر کو آج دیکھائی
 دیا۔ اس سے پہلے کہیں ملتا ہو تو کسی کے ہاتھ
 پھر یہی اسے پر نیاں کے ساتھ بھی عمر کو کچھ راقہ اس کی
 منظر وہ آنکھوں میں ابھرن اور ہاتھ داری تھی۔ پھر اس
 کی تپہ ڈاکو کی بات پر بند ہوئی۔
 "ڈاکو فریڈ ہائے اسم کل پورا دن نہیں تپ میں
 کو می رات تک لٹکے سے پر جھانک رہا تھا۔ تم یہاں کیوں
 کرتے ہو؟ تھیں میری تھیں پر ذرا بھی رقم نہیں
 آتا۔ اگر تم معقول تھے تو کم از کم تھیں بیٹام بھوانا
 چاہیے تھا۔ جب تھیں ہاتھ کے کہ تمہارے ملے۔
 یہاں کوئی نہیں آتا۔ تم ان کی اپنی دلی کھل رہے ہو؟"
 بولتے ہوئے وہ انک راقہ۔
 "میں تمہاری تھیں کاغذ دست کر کے الی ہوں۔
 لب ایک اور صہاں بھی تم سے ملے آیا کر۔ کد اس
 سے ملو یہ تمہارا بیٹا ہے عمر۔" ڈاکو نے عمر کو اس سے
 سامنے کرتے ہوئے کہا۔ یہاں پر کچھ کسی بھوت کو
 دیکھ رہا ہو۔
 "تم کتنے بڑے لائق کرتے ہو ڈاکو! میرا کوئی بیٹا
 نہیں ہے۔ اپنی بیوی کو تو میں نے مار دیا تھا۔ پر نیاں کو
 قتل کر دیا تھا۔ میری ماں سے ایلڈ۔ وہ خاتون۔ وہ کر
 سوچے گا۔
 "تپ کس مجھے یہ کہتا ہے کہ میں نے پر نیاں کو قتل
 نہیں کیا تھا کسی اور کو کیا تھا کسی کو چہن سے مارا تو
 ضرور تھا کہ تھا؟"
 عمر نے تھیں سے ڈاکو کو کھلے جوابا۔ اس نے
 عمر کو اس انداز سے جنبش دی جیسے اسے انتظار کرک کو
 کہہ رہا ہو۔
 "کرانٹ! یہ پر نیاں کہتے ہیں کہ کا بیٹا ہے تمہارا اور
 پر نیاں کا بیل پاکستان سے حمس تلاش کرتے آیا
 ہے۔ تم اس سے بات نہ کرو۔" تھیں خود انداز ہو
 جانے کا کہ میں نے کتا ہوں۔ بھوت۔" ڈاکو نے
 رسل سے کرانٹ کو سنبھایا۔

میں میں ما۔ میں یہ دت تسلیم نہیں کر
 سکتا۔ " اپنے ختمی۔ " لے گا۔ میں دیکھ
 اوں صحرا میں لائے ولے سی قوم کی طرح میری
 بادشاہت تھی میں غرائب میں ہوں کہ میں اب نے
 گو بھول جاؤں۔ پر نیاں نے کہ تھا کہ وہاں بیٹے ولی
 جب ترس ہات کول سے مر رہے۔ میر کوئی بیٹا تھا تو
 وہ اس میرک پاس ضرور بھیجتی۔ وہ مجھ سے کہہ نکرت
 کرتی تو میر سے بیٹے کو بھی مجھ سے ویرت نہ کرتی اس
 ہاں ایسا سخت ہے ہی نہیں۔ "

اس کی آنکھوں میں آنسو تھکے۔
 "وہ مجھے بہت یاد آتی ہے۔ ان دنوں تو اتنی کثرت سے کہ میں کچھ دوسرے سوچتی ہی میں پاتا ہوں۔ تم آتے ہو، ہاؤ اور گر آتے ہو تو میری بے بسی کا عذاب اڑاتے ہو۔ جیڑ جیڑ جیڑ اور اس ٹرک کو بھی بے جاؤ۔ اس سے ایک بار اس آگاہ عمر مرزا ابی اور گروت کے گھر میں شمل لیا۔

واؤو نے ایک اسٹال میں بیٹھ کر عمر کو بیٹھنے کے لیے کہا اور اس کے شانوں پر باغیچہ سے لائے گئے پھول ڈالتے ہوئے باہر نکل گیا۔ عمر کی کمرہ میں کچھ آتا تھا کہ اس شخص سے یہ بات سنی۔ وہ چپ چاپ اس کی انگلی ہونٹوں پر ڈال دیتا تھا۔ وہ کھتا تھا۔ وہ کھتا تھا اور

و محبت و محبت کے دیوار کی صحت ٹھیکہ جانا تھا جسے لا
 بہت بے چینی محبت میں نکھڑا ہوا۔ پھر اس نے آپ کی
 سے محبت میں موزوں اور جسے دیکھ کر عمر کو وہیں بیٹھے دیکھ
 گرام کے تھے ریل کے تھے۔

”تم مجھے کیوں ستا رہے ہو؟ کیا تم کو نہیں پتا کہ میں بیمار ہوں؟“

اس نے بید سے رو اٹکی طرف چہرہ دیا اور تب عمرہ کی بنڈ پڑا اور صحر کے ہونے پہلے یہاں سے کچھ نشان چلائے گئے۔

وہ اٹھ کر کمرے سے باہر تھیں اور اس کی جگہ پر بیٹھی
مطالعہ میں پڑھنے والی بیٹھ گئی۔ وہ رونا کی آواز سے
میں نے اس کی طرف دیکھا تو وہ رونا بند کر دی۔
میں نے اس کی طرف دیکھا تو وہ رونا بند کر دی۔
میں نے اس کی طرف دیکھا تو وہ رونا بند کر دی۔

میں نے وہ زمانہ کی باتیں فراموش کر دیں۔

قتل اس سے آگے بڑھنے کی کست چاہتے تھے۔
 حاجت۔ آپ کے قولے ہوئے رشتوں کو جوڑنے کے
 لیے جو کہہ سکتے تھے اس نے دنیا نماز چھوڑ کر
 رات کا حق قتل ہو کر وہ اس کے پاس نہ آئے۔
 خود بولے ہوئے تھے۔ یہ سب کچھ ہو گیا۔
 چائیں تو وہ سب پاؤں پر سے اٹھ گئے۔
 میں نے یہ سب اپنے لیے نہ لیا۔
 رات سے یہ سب گھر لے گیا۔

معدرت ہا۔ یہ سب معنیوں سے لاتعلو کو کہتے ہیں۔ یہ
 - - - - -
 فرماتا ہے کہ:

اپنی سچی سے شیعہ ہونے کی وجہ سے گروانو کی سچائیوں
 کی بنا پر وہ سچی ہے۔ "تحریک رپبلکن" وائس مینی وائس
 کے ترجمہ حسب کتاب امریکا میں ہوا ہمارے پاس رہا۔
 میری سچی کی خواہش ہے۔ کیا ایسا ممکن نہیں ہے عمر"

”یہ مناسب نہیں تھا“

”اُس میں غیر مناسب کیا ہے؟ ہم تمہارے اپنے
 میں کوئی غیر نہیں۔“ وہ اُس نے اسرار کہا۔

۱۰۰ کلیہ میں یہ ہے کہ اس طرح کی سہا تھا کہ ردارت پر
وہ سنگ ہوتی ہوا اور کے اہانت رہتے پر ایک میل نرس
نے اندر ستر گیا۔ "اذا انزلہ فذوقہ" انہوں نے ستر ہو کر کامریش
آپ کو دے رہے پر اصرار کہ یہ ہے اور وہ ہی طرح یہ رہا
۱۰۱

نرس کے جانے کے بعد رانا اور درو نے سہ کی جانب
برس تو عمر اس کے پیچھے تے ہوئے بول۔ ”ابھی تو پھر
میں جا رہا ہوں۔ آپ اپنا خیال رکھتے گا۔“

داؤد کو دکان میں بھی گھر کے اے دیکھتے ہوئے عجیب انداز سے مسکرایا۔ ”ٹھیک ہے! بدو! باہر مجھے ہارنے

کے پاس پہنچ کر کہیں نہ ملے گا۔
”میری زندگی بیکار ہے۔“

میرے لئے ایک نیا عالم تھا۔ وہاں میری زندگی بھر کی ساری باتیں
تجربہ نامہ بن گئیں۔ وہاں میری ہر بات پر ایک نیا عالم ابھرتا تھا۔
وہاں میری ہر بات پر ایک نیا عالم ابھرتا تھا۔ وہاں میری ہر بات پر
ایک نیا عالم ابھرتا تھا۔ وہاں میری ہر بات پر ایک نیا عالم

[illegible]

مگر اس افتاد سے تعبیر کی تو مگر اس نے نری سے
کہا: "خیر، نہیں، میں یہ کہتا ہوں"

”وہ بھی نہیں سمجھتی تھی۔ میری خاطر میں نے دیکھنا شروع کر دیں۔“ گرانٹ کے ہونٹ کھل چکے تھے۔

”آپ کی خاطر تو وہ ناب بھی دیکھتی ہیں۔“ سمری
زبان سے بے اختیار جھلس گیا۔

"میرے ساتھ یہ خوف ناک باتیں نہ کروں گے۔ یہ تو
میں نے تمہارا کیا کیا کرنا ہے، کیا غلطی ہے میری
کی سر دینے کا؟" "ہو۔۔۔ چے جاؤ۔۔۔ تمہاری
صورت نہیں بدلا سکتی۔"

۱۰ غلامی اور کفر کو چھوڑنے کا رنگ عمر کو اس کے ہونٹوں پر صرغ
 طبعی چھوٹے ہوئے نظر آئے۔ ہسٹریو ہیرا اور اجاڑا
 تھا۔

داؤد جیڑی سے آگے کیا اور ایک ہاتھ سے گرائنٹ کا سر قدام کر دیا۔ دوسرے ہاتھ سے اس کی ٹکڑھلا لڑکھلا "چیچہ مت۔ کوئی تمہارے خلاف سازش نہیں کر رہا۔ کوئی تمہارا لہڈن نہیں اڑا رہا۔" اسے اسے چھوٹے بچوں کی طرح ہنکار رہا تھا۔

پیشگی ٹکٹوں سے دیکھا اور اسے محسوس ہو رہا تھا۔

کے قریب تھیں۔ لیکن فطرت میں دو سمت نہیں
تھیں۔ وہ انہیں بھی اللہ سے غافل کر دیتی تھیں۔
مجھے انسانی فطرت مجھے یہ پسند نہیں تھا کہ وہ برائیوں
اور اقدار سے بے خبر رہنے لگے۔ اس کا وہ شہر ہے
خدا سے غافل کر دیا۔ زمین میں نہایت حد سے قریب
ہونے کی کوشش کی ہے۔ میں نے ہمیشہ اس کی تاواضع
سے بچنا چاہا ہے۔ میں جب جوفنٹ (جیل) میں تھا تو
ساری کامیائیں یا قاعدے سے پڑھتا تھا۔ وہ انکا کرتا تھا۔
وہاں یہ سب کرتا تھا۔ میں تھا۔ تاکہ تیری میرا حق
اڑاتے تھے۔ وہ مجھے مذہبی شوقیہ کرتے تھے۔ میں
برو نہیں کرتا تھا۔ خدا پر ایمان بھی تھا۔ میرے ہی میں جو

اس نے سرخ اور سفید بالیں میں سے تھوڑا سا
 منہ بہت سے گراہیف پکڑ کر رکھا تھا۔ وہ مرثیہ
 پڑھ رہی تھی۔ یہ دل کی "بی" تھی۔ یہ
 شہدہ کا تھا۔ وہ اب وہی شہدہ تھی۔
 حسین ہونے کے بارے میں وہ آواز میں ہوشی
 تھیں۔ لیکن یہ عمر کے شہدہ ہونے کا باعث نہیں
 تھا۔ اس کے چہرے پر یہی مصیبت تھی کہ اگر وہ خود
 اسے ہستے ہوئے نہ سن لیتا تو کبھی انتہا نہ کرنا کہ وہ
 انعام اس کی زبان سے ہوتا تو تھے۔ وہ گویا لکھے
 ہوئے نمک کسی انسانی اداکار کی طرح جلد اثرات
 کے ساتھ آ رہی تھی۔ وہ اتنا ہی جوان ہوا جتنا کوئی
 خروش کو غزلے دکھ کر ہو سکتا ہے۔ بالیں جھپکا گئے بنا
 وہ اس عجیب امتزاج کو دکھاتا رہا۔

پچھلے چوبیس برس میں جن کی وجہ سے میں نے اب
 تک خود کو روکے رکھا۔ میری وابستہ مال اپنا
 اور نمٹ تمہارے نام کر گئی۔ تم نے اس چیز کو میری
 گزری بنا رکھا۔ میں تمہاری فضا کے خلاف چلتی
 تو تم مجھے بے دخل کر دیتے۔ یہ یہ خطرہ مل گیا ہے۔
 میں نے تمہارے اٹالی سے مل کر عیدیاں کر لیا ہے۔
 وہ بھی تو مروت ہے۔ میری منکر ایٹ کا جواب بے بروفی
 سے دینا اس کے اختیار سے باہر تھا۔ تمہاری وصیت
 کے مطابق تمہاری موت کے بعد میری جلد ہی متوقع
 ہے۔ وہ اپنا نمٹ مجھے مل جائے گا اور باقی میں خالی اگر
 مرنے سے قبل نہیں موقع مل جاتا ہے اور تمہاری وصیت
 میں تبدیلی کر دیتے ہو تو تمہاری موجودہ مالی حالت کو
 کوٹ میں چیلنج کیا جا سکتا ہے۔ میری عتابیں
 تمہارے ہاتھ سے دعوت ملتی ہیں۔ مجھے جانے کی اس
 قدر جلدی نہ ہوتی تو میں وہر تک تمہاری تکلیف کا
 تمنا نہ کرتی۔ تمہارے کہیں کہ تم کیا محسوس کر رہے
 ہو۔

گراہٹ کی خاموشی میں ٹوٹی تھی۔
 "میں وہ سب کرنے جا رہی ہوں جس سے مجھے
 مدد کے لئے تمہاری مدد کی گئی ہے۔ اس کے بعد
 عمر کو وہی دیکھ لگا رہی تھی۔ اگر وہ زندہ رہتا تو یہ



"اتنی دہائیوں کے بعد بھی سچا شادی
 کاہل ملک سے اس کے چہرے۔ اس نے وہ
 وہ میری ہے۔" رشتہ داروں نے اس سے کہا جو
 موبائل میں مصروف تھا۔
 "بلی ڈیو ایڈیٹر۔" اس نے ہر کوئی گھر سے
 میں دیکھ کر اس کی نظریں اس کے لئے
 تھیں۔
 "اس نے مجھ میں بھی یہی رہی ہوں تمہارا۔ بلی
 نہیں دیکھ کر اس کے چہرے پر وہی تھا۔ اس نے
 اس میں بھی یہی تھی۔
 "اب تمہاری بلی کے بخیری آواز اور آہی
 رات گزرتی ہے۔" وہ کوئی کلمہ والی صبح پر گھر کر
 سکر رہا تھا۔

"پانی بڑا ہیہ ڈیل آگیا پڑے گا۔ نیک سے نکال
 ہو۔"
 "یہ تو بڑا ہیہ ریکی۔" علم ہو گا۔" وہ لب ہوا لب مسیح
 پاپ کر رہا تھا۔
 "لہذا اپنی میں مل کے گاہے کو۔"
 "لب اور سال ہا ہے ہر وقت تو راست جاتی
 رہتی ہے، ہم ہمارے کس کے گھر میں۔" شہدہ نے
 ایک ہاتھ سے چٹائی بچائے مسئلہ حل کر دیا تھا۔ ایک
 ہاتھ پر ہتھوڑا رکھ کر تھا۔
 "پچھلے بھی نہیں جے گا سوچو۔" رشتہ داروں نے
 سہاوی کچھ سوچتے تھے۔
 "پچھت ہے نا۔ اور یہ بھی۔" اس نے برق
 رفتاری سے جواب دیا کہ ہونے سے رکھا

اخبار تھا۔ رشتہ داروں کو چھوڑا۔
 "گوشت مرغی، پھلی کچھ بھی اسٹور میں ہونے
 ہے۔"
 "بہت ضرورت ہوگی، میں لادوں گا۔" اس کا
 انگوٹھا تیزی سے کی پڑ پر چل رہا تھا۔
 "اور بیٹیاں؟"
 "وہ آپ بڑے کے بڑے بھائی والے سے لیتے
 گا۔" اس نے ایک اور مسیح کیا تھا۔
 "یہ ایک بیڑیہ جو میری نوٹریہ الیکٹریک کیل
 میٹروں میں۔" رشتہ داروں نے ہونے کی وجہ سے بے
 کار ہو جانے والی اشیاء کے نام گوارا دیے تھے۔
 "اگر وہ ایہ۔ زندگی جتنی سادہ ہوگی اتنی ہی

سنا ہے

جنگلوں کا بھی کوئی دستور ہوتا ہے

سنا ہے

شیر کا جب پیٹ بھر جائے تو وہ

حملہ نہیں کرتا

سنا ہے ہوا کے تیز جھونکوں میں

میں اپنے گھر کو بھول کر

گتے کے اندوں کو بیروں میں

تمام لیتی ہے

سنا ہے گھوٹلے سے جب کوئی پتہ کرے تو

رلا بنگل جاگ جاتا ہے

سنا ہے سیلاب آئے تو لکڑی کے تختے ہر

سانپ پیتا اور بکری ساتھ ہوتے ہیں

منفردا میرے ملک میں بھی

اب جنگلوں کا بھی کوئی دستور لے آؤ

آج کل جو خون کی ہولی کھیلی جا رہی ہے

وہ ختم کرو

جنگل کا دستور لے آؤ

نہہ نگاہ

کا چ کو غامی میرا بچے ساری بھول ہوا بھی

اک حرا کو دیا بچے ساری بھول ہوا بھی

اک میرتی کی خواہش میں سوئے ہم ناول ہوئے

ہم نہ ہر اب کو صبا بچے ساری بھول ہوا بھی

چارہ گر بننا قسائل کو ماہر مانا بہزن کو

اک جھوٹے کو سچی سمجھ ساری بھول ہوا بھی

غفل قتل دینے والا، جھوٹے وعدہ کرنے والا

آس کو قول کا پتلا بچے ساری بھول ہوا بھی

کتنی خوش فہمی تھی ہم کو ان کے ساتھ

وہ کیا بولے ہم کیا سمجھ کر اپنے اپنے گھر

اور سخن دہائی تھے ذرا غور کے مغل جانے والے

غور کرو میں یہاں بچے ساری بھول ہوا بھی

فہم احمد فلاح

شکستہ



رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

مستحب الزاد، یعنی ماریق سے روکنا

کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

مستحب الزاد، یعنی ماریق سے روکنا

کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

مستحب الزاد، یعنی ماریق سے روکنا

انجیل میں

جب بھی تم کو اپنے منق میں کسی خطرات سے

کوئی خطرہ ہو تو اللہ کی راہ میں سے گزرنے کے ساتھ

کوئی خطرہ ہو تو اللہ کی راہ میں سے گزرنے کے ساتھ

کوئی خطرہ ہو تو اللہ کی راہ میں سے گزرنے کے ساتھ

یونان سٹائی نے کہا

نہاں نے اپنے کتاب کے مذہب کی روشنی

نہاں نے اپنے کتاب کے مذہب کی روشنی

نہاں نے اپنے کتاب کے مذہب کی روشنی

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

مستحب الزاد، یعنی ماریق سے روکنا

کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

مستحب الزاد، یعنی ماریق سے روکنا

کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

مستحب الزاد، یعنی ماریق سے روکنا

فرمائش

ہر نیکو جان میں پہلی مرتبہ سرگرمی والے ایک

صاحب کو انشاں آئے جیاد میں تھیں۔ آفرایہ ہوش

ان کے قریب آئی اور ہمدرداں میرے میں رہی۔

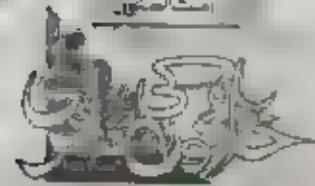
سر میں آپ کے لیے کچھ لکھی

ان میں ان صاحب نے اپنے اندر کرتے ہوئے

حوالہ دیا۔ میرے لیے ایک اور چورٹ لے آؤ

عجب طرح سے سوجھا ہے

وہ بھی یاد رکھو کہ میری عمر بڑھ چکی ہے



کرن فہر

انسانی زندگی ہم دہم، سوز دگدا دے جارت ہے۔
ناظر کاظمی کی آواز میں سنی سوز ہی م قابل ہے۔
کے کلا کی، ایسی اثر انگیزی امدہ کر آئی ہے جو یک
ناب تو ہی خوشیوں سے تکی کو بکا دیتی ہے۔

پھر لہو لول پر اے دل میں
دم دم کوئی صلا ہے صر میں

تاب تاب میں ہے نہ سنے خاکے
آج وہ فکر پھرتا ہے دل میں

پنم تر ہی نہیں محو تسلی
خوں بھی سر مر آگاہ ہے دل میں

کہیں چہرہ کہیں آنکھیں کہیں ہونٹ
ایک منم غا۔ کھلا ہے دل میں

اے ڈھونڈو کہیں بھی نہ ملا
وہ کہیں ہی نہیں، یا ہے دل میں

کوئی دیکھے تو دکھاؤں ناظر
دعوتہ ارض و سما ہے دل میں

شازہ ملک

پری ڈائری میں تحریر ہا وراثت کی یہ لکھ
آپ سب قادیان جنوں کا درہ
میں بھوں بادوں نہیں

ایک ہی مناسب ہے
تگر پٹانا میں یا تھا تو کس درجہ ہوں
کو کم تو بھر ہی حقیقت ہو
کوئی خواب آئی
سنا دوس - دہم سے کہا ہوں

کم محنت

جھلا پایہ وہ سمد

جو تھا ہی ہیں

وہ اک خیال

جو وار تک کیا ہی ہیں

وہ اک بات

جو میں کہ نہیں مکالم سے

وہ ایک دہلا

جو ہم میں کہیں رہی نہیں

مجھے ہے یاد وہ صیب

جو کئی بولائی نہیں

عزیز شہر

دک کا سر پہ راہ آئی ہے پناہ دے۔
دیکھتے اور جہد۔
سے آوی گئے سر کا ستر ہے سولے مہر میں یہ

تھکا گیا ہے مسلسل سفر راہی کا
ہو رہا ہے گہرے مہرے قلندر سدا کی کا
وہ کہیں کہیں گر تھا کہ جو بھیر گیا
توے گلاب سے ہرے پر زر اناسی کا

بہت دیر تک نظرت کو سہی کی بقا
تور کو گری سے یہ دلی پر اس کی

میں تجھ سے کہنے نہیں
تو دل علان میں ہے میری پر داسی کا

یہ اب جو رنگ کا دیر سہ روز ہے
میں تو پہلے پہل تھا شہر اکو

مہر علی بن

خواب تھا وہ۔

میں کہ ان کو خواب ہے میں میں نہیں رہتا

رنگاں جو۔

دلی۔

رہتی تھی۔

سہا قیہ کی۔

بہت کی تر میں ہے

شیں شیں رو رہی تھی

سستی۔

زس کے پونٹ تو پے تھے

نکھور سے باہر تھی تھی

جیت پر دعویٰ میں تھے تھے

دن پھر وہ پستے تھی تھی

الطی۔

ساری راست گنوا دی تھی

کتا تو بھراؤں میں

میکن وہ کئی کئی تھی

ک دن پلٹے پلٹے اسے

مجھ سے کوئی بات کہی تھی

اور پھر رستہ ایک تھی

اس کی منزل اور کوئی تھی

بالکل دیے پھرتے تھے

جیسے وہ تھی۔

اب تو مانگ بھول شہر
اس پر ایک عین کئی

شہر شہر

کتنے ذریعے

سنت کا مہلت ہم پاکستان

میں کیا ہوا دل ہے کہ اس جیسے

دول پاکستان میں ہے

اس کیجئے کہ ماہر میں نے

ہے، اور وہ پاکستان

کے علم کا شکار ہو گیا۔

وہ دن،

جیسے سٹھ سال پہلے ایک دن

جب ایک سو دن تھے

فکری دھوپ میں تھی

اگر وہ میں نے وہ مسٹر

مگر جب دکر، بوسا کو

کئی جہد میں سے

کر دھوپ کوک تھے

یہ کوئی نام یہ تھا

سرکب رستے میں

سبھی کھنکھ میں

یہ، میں ہر مندی

کھن سرور تو ان

ہلالی ستر، ہم کا

توب کی جاب میں

ہوئی۔ دسی ن

تھکا سٹھ میں

مدد کی اس وقت

ہے پاکستان

مت بھور

265

266



عقل نانو
گوئی طراست یہ احول نگر تارے کا
عطا کیے کا دوست رہا، سر تارے کا
ہاتک ایک بھی لڑ خوشی کا ذریعہ
یہ دمن وہ ہے جسے طر جہ آتارے کا
لاحت انیاز
تو سمجھ رہے تو پھر مینی سی دت بھی دکھا
کی ضروری ہے کہ میں یہی کا دمن ہووں
میں کہ آگ میرا کھرا کھرا آتا آگوں سے
تو دیکھتے تو کسے واسے دیا رہوں
صدقہ طلال
گردن نہ یاد نگر کن طرح خلافت اسے
خون میں نہ کروں دنگسٹاؤں سے
عورتہ و سیم
عزیم تم بھی اس کے روبرو بھی ہو جائے
شاہری تو ہوئی ہے گھٹنگو بھی ہو جانے
نقم بھر میرے سے یاد تو نہیں جاتی
کیہ نکال تو رہتے ہیں دل دھو بھی ہو جانے
ملا نہ کوئی
اس کی بات بات کا غم
بک سادی کسانات کا غم
دکھ بخش ہو پھر بھی ہو جائے
دل کو ترکہ تعلقات کا غم
سینہ ہوا بھاد
بہم لکھنا

وہ جو نکال نہیں تو پھٹتے رہے ہیں سر خروشی
اور لکھتے رہے ہیں کئی قافلے پانہ کو کب خرو
زینت عمر
اس سحری قطر میں غیب ددہ
اس کے جلنے کا راج بھی طر جہ آ

عزیز اقر
میر میرا مسافر کو ستارہ یاد رہا ہے
میں بہت دور ہوئے میرے تہا را یاد رہا ہے
بہت دوروں کو پکڑا ڈھونڈنے والے کے اصول
یہی میں ایک حد کا مسافر یاد رہا ہے
نارہ فریم
وہ تنگی کے پھولوں پر کیوں مڑتا ہے
اس کو مجھے لگتے ہیں جیروں لے کیوں
محسب جب بھی قوت ہی تھا بیت ہوں
دل کو یاد آتے ہیں یاد پوسے کیوں

... فی
پڑی رہے وہ لڑ نال کی لاشیں
ریش کا بوجھ ہلکا کیوں کر رہا ہے
یہ سستی ہے مسلمانوں کی سستی
میں کا پر مینی کیوں کر رہا ہے
ویشہ اقبال نوشی
تیسرے دران کے مجھے شہا کہتے رہے
بکھ پلے ہیں تیسرا مطلب کہہ دئے
تیسرے خبری ہیں پھر بھی کہہ دئے
بھائیوں کو بہت پائیدار رہے ہوئے
غائب ہیں
بھائی بھائی بھائی کو اس شخص سے کہہ دئے
بھائی بھائی بھائی کی محنت پر دواں کہ ہے
فریم فریم

حسب زندگی ہے اک کردی دھوکے مفر
بھوکے دھوکے کی چھاؤں میں کیا دھوکے ہوئے
بھوکے حسیں جہر سے تھے شہروں میں جس نے
اس کی آواز میں کی دھوکے ہوئے

امید واپس
میں تو تیری گئے یہاں ہوں، دلوں کی مٹاؤں
میرا کیوں نہ ہو، میرا نہ ہو
ملا کے ہاتھ بانی کر دے۔ محبت ہو
نہ دلوں کا کہ نہ مٹاؤں نہ رہے

امید واپس
نہ ہونا ہے محنت نہ ہے رنج نہ دانا
میں رہی ہے کہ تم جو مجھ سے تھے
عقلی
جو پھر آگئی کوئی پھر نہ رہا ہے
کبھی نہ رہا ہے کہ نہ رہا ہے

ریش قبا
جو تارہ جو تارہ دانا ہے ہو قندہ ہوں
میں رہا ہے کہ نہ رہا ہے
نہ رہا ہے کہ نہ رہا ہے
نہ رہا ہے کہ نہ رہا ہے
نہ رہا ہے کہ نہ رہا ہے
نہ رہا ہے کہ نہ رہا ہے
نہ رہا ہے کہ نہ رہا ہے
نہ رہا ہے کہ نہ رہا ہے

نہ رہا ہے کہ نہ رہا ہے
نہ رہا ہے کہ نہ رہا ہے
نہ رہا ہے کہ نہ رہا ہے
نہ رہا ہے کہ نہ رہا ہے
نہ رہا ہے کہ نہ رہا ہے
نہ رہا ہے کہ نہ رہا ہے
نہ رہا ہے کہ نہ رہا ہے
نہ رہا ہے کہ نہ رہا ہے

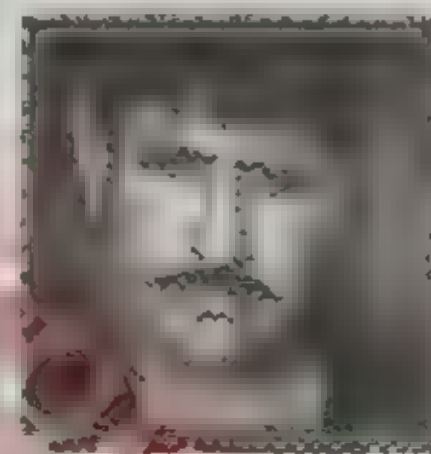
نہ رہا ہے کہ نہ رہا ہے
نہ رہا ہے کہ نہ رہا ہے
نہ رہا ہے کہ نہ رہا ہے
نہ رہا ہے کہ نہ رہا ہے
نہ رہا ہے کہ نہ رہا ہے
نہ رہا ہے کہ نہ رہا ہے
نہ رہا ہے کہ نہ رہا ہے
نہ رہا ہے کہ نہ رہا ہے

اعتذار

نہ رہا ہے کہ نہ رہا ہے
نہ رہا ہے کہ نہ رہا ہے
نہ رہا ہے کہ نہ رہا ہے
نہ رہا ہے کہ نہ رہا ہے
نہ رہا ہے کہ نہ رہا ہے
نہ رہا ہے کہ نہ رہا ہے
نہ رہا ہے کہ نہ رہا ہے
نہ رہا ہے کہ نہ رہا ہے

نہ رہا ہے کہ نہ رہا ہے
نہ رہا ہے کہ نہ رہا ہے
نہ رہا ہے کہ نہ رہا ہے
نہ رہا ہے کہ نہ رہا ہے
نہ رہا ہے کہ نہ رہا ہے
نہ رہا ہے کہ نہ رہا ہے
نہ رہا ہے کہ نہ رہا ہے
نہ رہا ہے کہ نہ رہا ہے

روزانہ دواؤں کو تو روزانہ صبح اور دوپہر دوں گا۔ مگر
 علاج کے لیے چار ہی تو سہارا ہیں 'ایکویس' 'تھو' 'ٹیو' 'سی'
 ان کے لیے ایک نسخہ ہے۔ کسی دور سے روزانہ پیش
 رکھتے۔ ہمیں اس سے روزانہ دیکھ پرانے نسخے نہیں
 کہ یہ خدا اور دے کا پر اور بہت معاملہ ہوتا ہے مگر
 دو رمضان اور روزہ افروں کا احترام لازم ہے۔

[illegible]

280

P. m.

افتراد۔ تمہیں یہ دور یہاں سے فدا جائے یا نہ
 ہو۔ یہ عید اے قیصر پر سب ملی بڑی حسرت اور
 کالی ستاروں کا چاند مارا ہے
 (عبدالغفار اقبال۔ عیدِ عزا)



اپ کا اور پکی خاکہ

طيارا لاسانگو

۴۱ پاورچی خانہ کی ایک خالی دیوار پر لاکر کہشیں نہ
ہے، ہوسے ہوں تو کوئی بڑی سی تصویر لگائیں تو اس
سے پاورچی خانہ میں ایک اچھا تاثر ابھرے۔ محکمہ طور
پر میزوں اور چیلوں کی تصویر (یا پوشر) مناسب رہے
گی۔

4۔ اگر دور رسانہ میں کوئی اسٹیپ ہو یا کاؤنٹر پر
اتنی جگہ ہو کہ کھانے پکانے کے دوران کچن نہ ہو تو
چھوٹا سا پھوس کا ڈھانچا رکھ سکتی ہیں یا ٹرک رکھ
کی جگہ نہ ہو تو دروازہ کھیر رکھتے ہیں یا اسٹینڈ
مکھڑا میں کافین کی بوتل لٹکا کر آپ مٹی پلٹنے کے رخص
سجاست کر سکتی ہیں۔

پھر وہیں سے انھوں میں ایک خوش گو بہادر پیدا ہوتا ہے اور پھر پورے صرف مہینے یا دو سہ روز کے بعد ہی مخصوص میاں ہیں ۲ میں یا پھر شذر میں۔ سب جگہ پر مجھے اندازہ تھا کہ اگر آپ نے یہ سب غلطیوں کو کسی ایک ہی وقت دے سکتی ہیں۔

[illegible]

لجے، آپ کی طرح آپ کا یاد رہتی خانہ بھی عید کے لیے تیار ہے۔ اس عید پر صرف اپنے عہہ کھانوں پر ہی

پول تو پوری جی خانے کا نام لیتے ہی انواع و اقسام کے
مذاہبت سے بھر پور رکھتے اور اشتہار اکثر خوشیوں میں
بھوک بڑھانے لگتی ہیں اور تہتی ترکیس ذہن میں
آتی ہیں اور چونکہ یہ عید کا موقع ہے سود خوتوں کا
بھئی ایک موطل سلسلہ شروع ہو جاتا ہے ہر خوش
خانہ کے ڈکان میں صرف یہی بات ہوتی ہے کہ "کس
کی دعوت میں کیا لگانا ہے" یہ ایک اہم مسئلہ ہے مگر
اس سے پہلے جو تصور کی بات ہے وہ پوری جی خانے کی
صنعتی اور تہائی ہے جس پر خوش خوش کی لا آجی سی
توجہ ہوتی ہے "بیک باوری جی خانہ" آپ کے کہہ کر خاصہ
ہے حال آپ کوں کا یہ مشورہ کہ رات کی ہیں اور عید
تہوار کے موقعوں پر تقریباً ہزاروں کی دکانیں صرف
دو ہوتا ہے اس لیے اپنے باوری جی خانے کو محض کھانا
پکانے کی جگہ نہ سمجھیں اسے اپنے سکھاپے اور
سیقہ منڈی کی دلیل بنائیں۔

نیچے ایک فی بدلتوں کی مدد سے پہنچا دیں گی خانہ کو
مسٹر ایس اور صاحب شتمہ کے نکھرے پاؤں پر خانہ کے
ساتھ عمو صافوں سے اپنی عید کا مڑا دیا کریں۔

1۔ سب سے سب سے محبت اور دیوانوں سے جاملے
 اچھی طرح صاف کریں۔ اگر باورچی خانہ کی دیواریں
 مٹھوں پر اور سب سفیدی کرنا چاہیں تو دو ٹکڑو چائے کی
 سب غور بجلی رنگ کر لیں، کم تر چھ مٹھوں پر چھ
 خانہ کھجور چائے کا پھر کھجور صاف کر کے اس میں
 کون چھ مٹھوں اور کافور (گفتہ ہے) چھ مٹھوں کے
 نمیدہ کریں۔

2 بلا برحق خاٹے کے فرش کے پیچھے تھرا ہے
 دھڑکیں تاکہ دیواروں کے ساتھ ساتھ فرش پر بھی چلے
 جائے اس کے بعد فہال کا چٹھی بھی لگا کر

نہیں صاف تھوڑے اور کٹھن ہوتی تھیں پر بھی وہ
وحدوں کی تھیں

دعوتِ مسیحیوت کا یہی ایک مشعل ہے۔

اصغر علی چاکر

[illegible]

شہزادہ چھوٹا بیٹا

آجہا ڈاؤن ٹیٹ میں ایک درمیانی پانچہ اور کپ
سکس کا پیٹ 2 کے نیچے اور حسب ضرورت پانی
دیں اور پانچہ غنی تار کریں۔ ایک برتن میں 3
کھانے کے نیچے جیل گرم کر کے بخیر دس (کم از کم)
نے یا اور تفتش سے پانچہ فراموش کریں پھر تار
کی جوتی تفتش شامل کریں۔ ایک بائل آجہا تو آجہ
یکو چوبیس ویکو ڈال دس اور دو ٹنگویں۔ ایک انگ
شیل میں تقریباً "دھوپیا ریل میں۔ پھر اس میں ایک
کپ ایسی "آجہا کو ٹنگویں ایک چائے کا چمچ گرم مسالا
آجہا چائے کا چمچ سے تیس مرتبہ پانی حسب ذائقہ
ٹنگ "5 چوبیس چوبیس اور آجہا کو ٹنگویں ہر آجہا کاٹ
کرہ ایس پھر گوشت شامل کر کے بخیر دس۔ اب ایک
دش میں چوبیس ٹنگویں اور ایک طرف گوشت صاف
رکھیں۔ سائیڈ میں بے ہوئے انڈے اور آگوسو، ٹنگ
میں کٹ کر پیاس۔

بیمں چوس میکرینی

ایک ٹکٹ میٹرونی اہل نہیں۔ 4 کھانے کے
بچے ہی میں 2 کھانے کے بچے میدہجوت میں۔
اب میں 2 کپ دودھ نمک اور ایک چائے کا
چمچ سفید مین یا دودھ والیں اور چمچ چلاں رہیں گا ٹھہرا
ہوئے پر اگر یہ دکرہیں تو 4 کھانے کے بچے کلین
ملا دیں۔ اب اس میں میٹرونی والں کمرؤش میں نکال
تیں۔ 2 کیوں کے رہیں 4 کھانے کے بچے
چینی گوس کو میٹرونی پر چمک کر دیں اور پیش کر دیں۔



عید کے پکوان

خالد جیلانی

شکار پوری کباب

اشیا :

لوہنگ (پاؤڈر)
دار چینی (پاؤڈر)
پھولی الائچی (پاؤڈر)
جاو تری
سرخ مرچ
لورک ہسن
انڈا
ہری مرچ
ہراو ضیا
لورک
ہسن
پاؤڈر
مکھنیش

ایک کلو
ایک چائے کا چمچ
ایک چائے کا چمچ
ایک چائے کا چمچ
ایک چمچ
ایک کھانے کا چمچ
چار کھانے کے چمچ
ایک عدد
آٹھ عدد
آدھا گٹری
ایک بڑا کلو
دس بونے
دس عدد
دس عدد

ترکیب :

ایک برتن میں، تیل کے ساتھ لوہنگ، دار چینی، پھولی الائچی، جاو تری، سرخ مرچ، ہسن، لورک کا پیسٹ اور نمک ملا کر گھائیں اور ٹھنڈا کر لیں۔ ٹھنڈا ہونے کے بعد تیل کے ان کی پھولی، پھولی، گیندیں بنائیں۔ مکھنیش سمیت پانی ہر اس سالہ میں کران کینڈوں میں بھر لیں اور انڈے میں ڈبو کر مل لیں۔ پونے کی چٹکی اور ہلکے کے ساتھ پیش کریں۔

سفید گوشت

اشیا :

ایک کلو (درمیان سے چھینا)

پاؤڈر
آٹھ عدد
لوہنگ
دار چینی
کالی مرچ
نمک
ہری مرچ
تیل

ترکیب :

دہلی میں تیل گرم کریں اور اس میں گوشت ڈال کر اس کی بوجھ کر لیں۔ تقریباً 10 منٹ کے وقفے سے اس میں چار گلاس پانی ڈال دیں۔ پانچ کے چار چار کلو سے کر لیں۔ ہری مرچ، نمک، ہسن، لورک، لوہنگ، دار چینی اور کالی مرچ گوشت میں ڈال دیں۔ 10 منٹ پکا لیں۔ پھر آدھا گٹری کر لیں اور دس عدد وٹل کر لیں۔ تقریباً 10 منٹ تک پکے دیں۔ مزے دار سفید گوشت تیار ہے۔ ٹھنڈا کر اور چٹائی کیباب کے ساتھ پیش فرمائیں۔

آلو کوڑا ہلی پیانی

اشیا :

250 گرام
حسب ذائقہ
آدھا چائے کا چمچ
ایک چائے کا چمچ
ایک چمچ
3 عدد
ڈیڑھ چائے کا چمچ

لال مرچ پاؤڈر
ہسن اور ک پیسٹ
ہراو ضیا نکالوا
ہری مرچ میں کٹی ہوئی
لورک پاؤڈر

ایک منٹ کو اور کا جانیے

آسان خانقہ دار کھانا

سید فی کمالیہ



BAKE PARTIOR

• ایک (درمیان سے چھینا) 250 گرام
• ایک چائے کا چمچ
• ایک چمچ
• ایک چمچ
• 3 عدد
• ڈیڑھ چائے کا چمچ

پیارا (کئی ہونی)

سیا چاند

گرمشک بیل

آلو

تل

ہلدی پاؤڈر

دہی

غایت گرم سالن

پاک گرم سالن

زرد رنگ

ترکیب :

قیمہ کوچہ پر میں ہیں کر نمک مرچ ہر اوشیا

پاؤڈر پیاز دار یک کر کے سس اور ک کا پیسٹ اور ہری

مرچیں ڈال کر کس کر لیں اور کوٹے بنائیں۔

ایک کڑائی میں تیل گرم کر کے اس میں پیاز سہری

کر لیں۔ نمک ٹھنڈا کر پاؤڈر ہلدی پاؤڈر غایت گرم

سالن، سس اور ک پیسٹ اور دہی ڈال کر بھونیں۔

کوٹے ڈالیں۔ 5 منٹ بعد اعلیٰ ہوئی ہوئیاں اور آلو

بھی ڈالیں اور ایک کپ پانی ڈال کر پکائیں۔ آلو گل

جائیں تو ہری مرچیں ہر اوشیا گرم سالن ڈالیں۔

دہی میں چاولوں کی آدھی مقدار ڈالیں کوٹے

ہونی، آلو سالن ڈال کر پانی چاندی ڈالیں اور رعفرانی

رنگ ڈال کر دم پر لگائیں۔

نوڈل پکوڑے

اشیا :

نوڈل

چمن

غیر

سبز مرچ

ہند گوشت

پیاز

سرخ مرچ

ایک چائے کا چمچ

سبب ڈالنے

ایک چائے کا چمچ

دو کھانے کے چمچ

ترکیب :

نوڈل کو دو منٹ تک ابلتے پانی میں ابلالیں۔ پیسٹ

میکر ڈالیں اور الگ رکھ لیں۔ لٹھا ہوئے پیاز

مرچ گوشتی شلہ مرچ اور دیگر اجزاء نوڈل میں شامل

کر لیں۔ الگ برتن میں نمک ڈال کر سس بھول لیں۔

اب نوڈل اور دیگر اجزاء کا آمیزہ اس میں ڈال دیں۔

کڑائی میں جل گرم کر لیں۔ پھر پکوڑے تیل برافٹن

ہونے پر نکال لیں۔

شیر خرمیا

اشیا :

سویاں

دہی

چھنی

یارام

گھوہرا

چھوہرا

ترکیب :

ایک چھنی بیلٹ

دو کلو

3 پاؤ

حسب مرضی

حسب مرضی

ایک پاؤ

ترکیب :

ایک چھنی بیلٹ

دو کلو

3 پاؤ

حسب مرضی

حسب مرضی

ایک پاؤ

ترکیب :

ایک چھنی بیلٹ

دو کلو

3 پاؤ

حسب مرضی

حسب مرضی

ایک پاؤ

ترکیب :

ایک چھنی بیلٹ

دو کلو

3 پاؤ

حسب مرضی

حسب مرضی

ایک پاؤ

ترکیب :

ایک چھنی بیلٹ

دو کلو

3 پاؤ

حسب مرضی

حسب مرضی

ایک پاؤ

ترکیب :

ایک چھنی بیلٹ

دو کلو

3 پاؤ

حسب مرضی

حسب مرضی

ایک پاؤ

ترکیب :

ایک چھنی بیلٹ

دو کلو

3 پاؤ

حسب مرضی

حسب مرضی

ایک پاؤ

ترکیب :

ایک چھنی بیلٹ

دو کلو

3 پاؤ

حسب مرضی

حسب مرضی

ایک پاؤ

ترکیب :

ایک چھنی بیلٹ

دو کلو

3 پاؤ

حسب مرضی

حسب مرضی

ایک پاؤ

ترکیب :

ایک چھنی بیلٹ

دو کلو

3 پاؤ

حسب مرضی

حسب مرضی

ایک پاؤ

ترکیب :

ایک چھنی بیلٹ

دو کلو

3 پاؤ

حسب مرضی

حسب مرضی

ایک پاؤ

ترکیب :

ایک چھنی بیلٹ

دو کلو

3 پاؤ

حسب مرضی

حسب مرضی

ایک پاؤ

ترکیب :

ایک چھنی بیلٹ

دو کلو

3 پاؤ

حسب مرضی

حسب مرضی

ایک پاؤ

ترکیب :

ایک چھنی بیلٹ

دو کلو

3 پاؤ

حسب مرضی

حسب مرضی

ایک پاؤ

ترکیب :

ایک چھنی بیلٹ

دو کلو

3 پاؤ

حسب مرضی

حسب مرضی

ایک پاؤ

ترکیب :

ایک چھنی بیلٹ

دو کلو

3 پاؤ

حسب مرضی

حسب مرضی

ایک پاؤ

ترکیب :

ایک چھنی بیلٹ

دو کلو

3 پاؤ

حسب مرضی

حسب مرضی

ایک پاؤ

ترکیب :

ایک چھنی بیلٹ

دو کلو

3 پاؤ

حسب مرضی

حسب مرضی

ایک پاؤ

ترکیب :

ایک چھنی بیلٹ

دو کلو

3 پاؤ

حسب مرضی

حسب مرضی

ایک پاؤ

ترکیب :

ایک چھنی بیلٹ

دو کلو

3 پاؤ

حسب مرضی

حسب مرضی

ایک پاؤ

ترکیب :

ایک چھنی بیلٹ

دو کلو

3 پاؤ

حسب مرضی

حسب مرضی

ایک پاؤ

ترکیب :

ایک چھنی بیلٹ

دو کلو

3 پاؤ

حسب مرضی

حسب مرضی

ایک پاؤ

ترکیب :

ایک چھنی بیلٹ

دو کلو

3 پاؤ

حسب مرضی

حسب مرضی

ایک پاؤ

ترکیب :

ایک چھنی بیلٹ

دو کلو

3 پاؤ

حسب مرضی

حسب مرضی

ایک پاؤ

ترکیب :

ایک چھنی بیلٹ

دو کلو

3 پاؤ

حسب مرضی

حسب مرضی

ایک پاؤ

ترکیب :

ایک چھنی بیلٹ

دو کلو

3 پاؤ

حسب مرضی

حسب مرضی

ایک پاؤ

ترکیب :

ایک چھنی بیلٹ

دو کلو

3 پاؤ

حسب مرضی

حسب مرضی

ایک پاؤ

ترکیب :

ایک چھنی بیلٹ

دو کلو

3 پاؤ

حسب مرضی

حسب مرضی

ایک پاؤ

ترکیب :

ایک چھنی بیلٹ

دو کلو

3 پاؤ

حسب مرضی

حسب مرضی

ایک پاؤ

ترکیب :

ایک چھنی بیلٹ

دو کلو

3 پاؤ

حسب مرضی

حسب مرضی

ایک پاؤ

ترکیب :

ایک چھنی بیلٹ

دو کلو

3 پاؤ

حسب مرضی

حسب مرضی

ایک پاؤ

ترکیب :

ایک چھنی بیلٹ

دو کلو

3 پاؤ

حسب مرضی

حسب مرضی

ایک پاؤ

ترکیب :

ایک چھنی بیلٹ

دو کلو



استغفار

انداز کیے رکھتی ہیں پھر آخری عشرے میں کمر کی خصوصی ترمیم و آرائش اور بالازمان کے چکر خود پر توجہ دینے سے محروم رکھتے ہیں۔ ایسے میں چہرہ کمبلا جاتا ہے اس لیے ان ہم ایک نہایت سادہ فیشن یعنی گہرے اور پیڑی کھدے ہمارے ہیں جو کپ گہرے یا آسانی کر سکتی ہیں۔

☆ سب سے پہلے کسی معیاری صابن یا نمکس واش سے چہرہ کو خشک کر لیں۔

☆ اپنے ہاتھوں کو پیچھے کی طرف کر کے دھو بیٹھا

عید الفطر کی خوشیوں چار سو پہلی، دہائی میں سوئے تو ہر خانوں کی فطری خواہش ہوتی ہے کہ وہ سب سے خوب صورت سب سے منفرد نظر آئے مگر عید تیار کے مواقع پر یہ خواہش کچھ زیادہ ہی بڑھ جاتی ہے گفتا اس کے لیے کئی جتن بھی کیے جاتے ہیں جب ہی تو فلک پر عید کا چاند نظر آتے ہی لکڑی کی گلابی کی "چاندول" سے بھر جاتی ہے۔

رہنما ان الیاد ک میں اکثر خواہشیں محروم افطار کے خصوصی پکوانوں کی تیاری میں اپنے آپ کو غمرا نظر

اچھی۔ بہن! صورت حال یہ ہے کہ آپ کی والدہ کا انتقال ہو چکا ہے۔ بڑے بھائی اپنی بیوی کے ساتھ علیحدہ ہو چکے ہیں۔ والد صاحب کی دوسری بیگم صاحبہ آپ کو رداشت کرنے کے لیے تیار نہیں ہیں والد صاحب نے کبھی بھی آپ کو کوئی پیسہ نہیں دیا۔ تو ان حالات میں آپ کو خود ہی بھرت کرنا پڑے گی۔ اس کے علاوہ آپ کے پاس کوئی دوسرا راستہ نہیں ہے۔ آپ ماشاء اللہ تعلیم یافتہ ہیں، لکھیں نہ کہیں! ابھی جاہل سکتی ہے۔ مسئلہ خود اعتمادی کا ہے۔ اعتماد آپ کو اپنے نامور خود پیدا کرنا ہو گا۔ سلی سے ناکامی کا خوف نکال دیں اور طے کر لیں کہ جو ہونا ہے وہ تو ہونا ہی ہے۔ اپنی کوشش میں کمی نہیں کرنی ہے۔ یہ سوچ آپ کو نتائج سے بے پروا کرے گی اور خوف دل سے نکل جائے گا۔

ایک بات مزید کہ آپ کے خط اور تحریر سے اندازہ ہوتا ہے کہ آپ نہ صرف یہ کہ خود اعتماد ہیں بلکہ پاملاہیت بھی ہیں۔ یہ صرف آپ کی سوچ ہے جو آپ کو کچھ نہیں کرنے دیتی۔ اپنی سوچ کا سبب دل میں سب ٹھیک ہو جائے گا۔

آپ کی بہن یا بھائی نے کبھی آپ کی شادی کے بارے میں نہیں سوچا؟ آپ اس سلسلے میں اپنی بہن سے بات کریں۔ اس مسئلہ کا ایک حل آپ کی شادی ہی ہے۔

ح۔ م۔ سیالکوٹ

آپ تعلیم یافتہ ہیں۔ شوہر خالقہ زاد تھے۔ لانا "آپ نے پہلے دیکھا ہو اقبال انہیں جانتی بھی ہوں گی۔ اب شادی گئے۔ صرف سات ماہ بعد آپ کی کیفیت یہ ہے کہ آپ ان کو قبول نہیں کر رہی ہیں۔ زندگی سے بیزار ہو گئی ہیں۔ موت کی دعا بھی مانگتی ہیں۔ سال کر گئے ہیں۔ چہرے پر جھریاں پڑ چکی ہیں جی کہ دعا مانگنے اور نماز پڑھنے کو بھی دل نہیں چاہتا۔ اس لیے کہ آپ کو یقین ہے کہ آپ کی دعا قبول نہیں ہوگی۔

پہلی بات تو یہ جو دعا آپ نے مانگی وہ ہو سکتا ہے آپ کے حق میں بہتر نہ ہو۔ اللہ تعالیٰ بہتر جانتا ہے۔ آپ کی پریشانی کا ایک بڑا سبب یہ بھی ہے کہ آپ کو اللہ نے جو کچھ دیا ہے۔ اس کا شکرا ادا کرنے کے بجائے دوسروں کو دکھاتی ہیں۔ آپ کو لگتا ہے گزان کو ابھی سسرال اور شوہر ملا ہے۔

آپ کے شوہر مر گئے تھے برسرِ روزگار ہیں بقیہ آپ کے اچھے انسان ہیں مگر کیا وجہ ہے کہ تمہارا دل بھی طور پر قبول نہیں کر رہی ہیں۔ آپ تو خود نہیں جانتیں کہ وہ آپ کو کیوں پسند نہیں کرتے۔

اچھی بہن! آپ کو اس صورت حال سے نکلنے کے لیے خود کوئی فیصلہ کرنا ہو گا۔ فیصلہ جلدی کی ہے جو اس کے لیے آپ چند حقائق بھی مد نظر رکھیں۔

- (1) کیا علیحدگی کی صورت میں آپ کے والدین آپ کو قبول کر لیں گے؟
 - (2) شوہر سے علیحدہ ہو کر آپ کے اخراجات کون اٹھائے گا؟ آپ اس جانب غیور کر سکتی ہیں؟
 - (3) علیحدگی کے بعد کسی ایسی جگہ شادی کا اہتمام ہو جو آپ کی مرضی کے مطابق ہو۔
- بہتر یہی ہے کہ آپ سمجھو اگر آپ کی کوشش کریں۔ ورنہ ہمارے مذہب نے عورت کو یہ حق دیا ہے کہ وہ خلع لے سکتی ہے۔



250ml میں بھی دستیاب ہے۔

مناجعت سے کریں۔ خشک جلد والی خواتین
موسم گرما میں۔ ماسک پہننے والی کلیننگ ماسک
استعمال کریں۔ ناریل جلد کے لیے کوئی بھی معیاری
ماسک استعمال کیا جاسکتا ہے۔ اگر آپ کے پاس ماسک
نہیں ہے تو آپ ماسک گھر پر بھی تیار کر سکتی ہیں۔
☆ ایک اینڈے کی سفیدی کریں۔ اس میں ایک
کھانے کا چمچ شہد شامل کر کے خوب پیسٹیں۔ پیشانی
جلد والی خواتین اس میں چند قطرے لیموں کا رس بھی
ملا لیں۔ جبکہ خشک جلد والی خواتین چند قطرے روغن
بادام ملا لیں۔ یہ آمیزہ چہرے پر لگائیں۔ پندرہ منٹ بعد
ساف پانی سے منہ دھو لیں۔

چہرے کی صفائی اور فیشل کے ساتھ ساتھ اپنے
ہاتھوں اور پیروں پر بھی توجہ دیں۔ کیونکہ عید روز روز
نہیں آتی لہذا اس دن آپ کو سر سے لے کر پیر تک
جسم کا نا ہے۔ کچھ اس طرح کہ عید کا چاند بھی آپ سے
شرابا جائے۔

☆ نیم گرم پانی میں شہد اور زیتون (جراثیم کش)
مخلوط کر کے چند قطرے شامل کر کے ہاتھ اور پیروں
منہ تک بھگونے لگائیں۔ نیم ٹوچہ برش کی مدد سے
ہاتھوں، پیروں کے باطن، ان کے اطراف کی جلد اور
پیروں کی اینٹیاں صاف کریں۔ اس سے پٹیاں جلیں اور
جلد کے حویہ خدات صاف ہو جائیں گے۔ اب سادہ
پانی سے ہاتھ دھو لیں۔

☆ کوئی بھی ماسک پہننے سے پہلے ہاتھوں کو صابن سے
دھو لیں۔ اگر کسی منہ تک ماسک کریں۔ اس سے
دوران خون تیز رہتا ہے۔ اس لیے منہ تک ماسک آگے کی۔
☆ اس ماسک کو منہ تک ماسک کہیں گے۔
کچھ خاص آگے سے انہیں قائل کریں۔

☆ اگر آپ لیموں کا رس یا شہد منہ کی مدد سے
ہاتھوں، پیروں اور پاؤں پر لگائیں۔ دس منٹ بعد
ساف پانی سے دھو لیں۔



اسٹارف سے بائیں۔
☆ چہرے پر کلیننگ کریم لگا کر ماساج کریں۔
ماساج کرتے وقت ہاتھوں کو نیچے سے اوپر کی طرف
حرکت دیں۔ کلیننگ کریم نہ ہو تو اس کی جگہ صابن
کا گوا یا دلی بھی استعمال کی جاسکتی ہے یا پھر تھوڑا سا
دودھ (کچا ہو تو بستر ہے) منہ کی مدد سے چہرے پر لگائیں
اور دس منٹ بعد چہرہ ساف پانی سے دھو لیں۔ یہ بھی
بہترین کلیننگ ہے۔

☆ کلیننگ کریم دلی یا صابن کے گوے سے دس
منٹ تک ماساج کریں پھر نرم اسٹیف یا دلی بھگو کر اس
سے چہرہ صاف کریں۔

☆ گولی اسکرب کریم چہرے پر لگا کر ایک بار پھر ماساج
کریں۔ اسکرب کریم نہ ہو تو کسی بھی موسمی پیل کا گوا
چہرے پر لگا کر تقریباً دس منٹ تک ماساج کریں۔ پھر
اسٹیف یا دلی بھگو کر اس سے چہرہ صاف کریں۔
☆ اب ماسک لگائیں۔ ماسک کا انتخاب اپنی جلد کی